UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222234
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵ ۴۳۳۳۱ س ب Accession No. ۲۹۱۲

Author

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

لعل گم شدہ

[illegible] میں پانچ مسلح مرد ہیں اور دو برقع پوش عورتیں خچروں پر سوار اُس سلسلۂ کوہ کو قطع کر رہا ہی جو عراق عرب عراق عجم کے درمیان حدِ فاصل ہی اور خلیج فارس سے شروع ہو کے شمال میں کوہ جودی تک چلا گیا ہی۔ اس کوہستان کی ایک گھاٹی میں یہ قافلہ مشرق کیطرف [illegible] مغرب کو جا رہا ہی۔ یہ گھاٹی بظاہر ایسی معلوم ہوتی ہی کہ گویا پہاڑ کو کاٹ کے بنائی [illegible] دونوں جانب سنگلاخ چٹانیں کھڑی کاٹ دی گئی ہیں اور بہت ہی پتلا [illegible] راستہ بنا لیا گیا ہے۔ اس راستے میں جاتے جاتے ان لوگوں کو داہنے ہا[illegible] کچھ تصویریں کھدی ہوئی نظر آئیں جن کو دیکھ کے یقین ہو جاتا ہی کہ کسی [illegible] نقاش کے ہاتھ کی صنعت ہیں۔

ان تصویروں کے برابر پہونچ کے قافلے والوں میں سے ایک خوشرو [illegible] نقاشی کو دیکھ کے مسکرایا اور بولا "یہ بڑا تاریخی مقام اور [illegible] شیرین اور خسرو و فرہاد کے عشق کا افسانہ آپنے سُنا ہ[illegible] (ایک بلند قلۂ کوہ کی طرف اشارہ کر کے) وہ د[illegible] [illegible]) وہ دُور پر قصر شیرین [illegible] جوش میں کوہ بیستون [illegible]

وُ دودھ کی نہر ہے جو فرہاد نے شیرین کے لیے تیار کی تھی"۔

یہ سُن کے اُس عورت نے جو دونوں عورتوں میں کمسن اور نوخیز نازنین تھی اپنی دلکش و نغمہ خیز آواز میں پوچھا "کیا تم نے اُوپر جاکے اُس نہر کو دیکھا ہے؟"

نوجوان ۔ "ہاں میں کئی بار دیکھ چکا ہوں"۔

نوخیز نازنین ۔ "اور یہ تصویریں کس نے بنائی ہیں؟"

نوجوان ۔ "فرہاد نے جس کا عاشقی کے کمال میں آج تک کوئی جواب نہیں پیدا ہوا۔ یہ کام انسان کے کرنے کے نہ تھے مگر عشقِ شیرین کی دُھن میں اُس نے پتھروں کو کاٹ کے جوئے شیر بہائی۔ پہاڑوں کو کاٹ کے یہ سڑک بنائی۔ اور ان پتھر کی دیواروں میں یہ تصویریں کھود کے بنا دیں"۔

نازنین ۔ "اور تصویریں کس کی بنائی ہیں؟"

نوجوان ۔ "اپنی محبوبہ شیرین کے سوا اور کس کی تصویریں بناتا؟ اُس کی اور اُس کی سہیلیوں کی تصویریں ہیں"۔

نازنین ۔ "ذرا یہاں ٹھہر جاتے ہیں ان تصویروں اور اوپر والی نہر اور شیرین کے قصر کو دیکھنا چاہتی ہوں"۔

نوجوان ۔ "ریحانہ ۔ دن بہت کم رہ گیا ہے۔ اور ہمیں شام ہونے سے پہلے اس گھاٹی میں سے نکل کے جانا ضروری ہے"۔

نازنین ۔ "یہیں شام ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے؟ آج رات قصرِ شیرین کے کھنڈروں میں ٹھہ

ُو۔ چاندنی رات ہے۔ پہاڑ کے اُوپر اور شیرین کی جوئے شیر کے کن

ے پڑ ... آئیگا"۔

پیٹ پیٹ ... بیٹا علی تم اسے بکنے دو۔ اس جنگل اور پہاڑ میں رات کو خد

ارے ... کر کے کن مصیبتوں کے بعد بے رحم خرمیوں کے ہاتھ سے چھٹکارا نصیب ہوا اب کو

خاموشی تھی۔ ... ٹھہر گئے تو قیامت ہی ہو جائے گی"۔

پریشانی ... "آج یہاں کی سیر کیے بغیر نہ جاؤں گی۔ تم لاکھ منع کرو۔ میرے ابر

... جا ... گی"۔

کہو ... گی"۔ یہ کہہ کے علی نے خچروں کو روکا۔ اُترا ایسا

عورتوں کو اُتارا۔ اور اپنے ہمراہی مسلح مردوں کی طرف دیکھ کے کہا "میں جانتا ہوں کہ آپ کو واپس جانے کی جلدی ہے اور ماہویہ نے جب آپ کو میرے ساتھ کیا ہے اُس وقت کہہ دیا تھا کہ آپ کو بہت جلد واپس کر دوں۔ مگر میری اس بنت عم کی خاطر سے اُمید ہے کہ آج شب کو آپ ہمیں یہاں ٹھہرنے کی اجازت دے دیں گے"

یہ سُن کے اُن چاروں میں سے ایک جس کا نام نوشکین تھا کہنے لگا "میں آپ کی نازنین چچازاد بہن کی خوشی پوری کرنے کو بسر و چشم حاضر ہوں۔ اور اکیلا میں ہی نہیں میرے تینوں رفیقوں قباد۔ مہرزاد۔ اور غانم کو بھی کوئی عذر نہیں"

ان لوگوں کی رضامندی حاصل کر کے علی اپنی چچی عالیہ اور اُن کی بیٹی ریحانہ کو اُن تصویروں کے پاس لے گیا جو فرہاد کے قلم کی یادگار تھیں۔ دست بُرد زمانہ نے اگرچہ جابجا سے انھیں مٹا دیا تھا مگر اب بھی اُن سے شیریں کے حسن و جمال اور اُس کی شوخ اداؤں کا بخوبی اندازہ ہو سکتا تھا۔ شیریں اور اُس کی سہیلیاں گھوڑوں پر سوار اور پہاڑوں میں مصروف شکار تھیں۔ ہرن آگے بھاگے جاتے تھے۔ اور وہ اُن کا تعاقب کر رہی تھیں۔ ریحانہ اُن تصویروں کو بڑے شوق اور نہایت غور سے اتنی دیر تک دیکھتی رہی کہ شام کا وقت قریب آ گیا۔ اور علی نے کہا "اب اُوپر چلو یہیں شام ہو گئی۔ تو پہاڑ پر چڑھنا مشکل ہو جائے گا"

یہ کہہ کے علی اک راستے سے جسے وہ پہلے سے جانتا تھا اپنے ساتھ والوں اور خچروں کو پہاڑ کے اُوپر چڑھا لے گیا۔ اور عین اُس مقام پر پہونچا جہاں منہدم جوئے شیر گذری تھی۔ نہر کو دیکھتے ہی وہ بے اختیار بول اُٹھا "دیکھو ریحانہ۔ یہی وہ نہر ہے جس میں بہ کے شیر[illegible] کے پاس روز دودھ پہونچا کرتا تھا" پھر اُس نہر کے کنارے کنارے جا کے وہ قصر[illegible] کے کھنڈر میں پہونچا۔ اور اُس کے سامنے ایک مسطح میدان کو گھانس اور خس و خا[illegible] صاف کر کے وہیں ٹھہر گیا۔

بچھونا بچھا۔ لکڑیاں جمع ہوئیں چقماق سے آگ نکلی۔ اور اُس پر شکا[illegible] بھُننے لگا۔ خچر باندھے گئے۔ اُن کو [illegible] اگ[illegible] تنے میں شام ہو گئی۔ اور [illegible] دسویں کا چاند جو شام ہو [illegible] برآمد ہو چکا تھا یک بیک چمک [illegible] اور ریحانہ نے علی سے پوچھا "شیریں کے محل [illegible] میرا اسی وق[illegible] گئے یا کل [illegible]

علی "اب اس وقت رات کو اُن کھنڈروں میں گھسنا ٹھیک نہیں ہے۔"

ریحانہ "کیوں اس وقت جانے میں کیا ہوگا؟ کیا کوئی وہاں بیٹھا ہوا ہے؟ چاندنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور بے چھت کی دیواروں میں کہیں اندھیرا ہونے سے رہا۔"

علی "اندھیرا ہی نہیں۔ طرح طرح کے خطرے ہیں۔ سانپ بچھوؤں کے علاوہ یہاں درندے بھی رہتے ہوں تو تعجب نہیں۔ اب صبح کو چلنا۔ جب جی بھر کے یہاں کی سیر کر لو گی تب ہم آگے چلیں گے۔"

علی کے سمجھانے سے ریحانہ خاموش ہو رہی۔ اور کھانے پینے اور عشا کی نماز کے بعد عورتیں بچھونوں پر لیٹ کے سو رہیں۔ اور مردوں نے انتظام کیا کہ باری باری جاگ کے پہرہ دیں۔ آخری پہرہ نوشتکین کا تھا۔ مگر اتفاق سے صبح سے کچھ پہلے اُس کی آنکھ لگ گئی۔ علی صبح کی نماز کے لیے اٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ سب اپنے اپنے بچھونوں پر ہیں مگر ریحانہ کا پتہ نہیں۔ دل دھک سے ہو گیا۔ گھبرا کے ادھر اُدھر دیکھا مگر کہیں نہ نظر آئی۔ کمال بدحواسی کے ساتھ نوشتکین کو جگایا۔ اور کہا "تم نے غضب کیا۔ ایسی ہی نیند تھی تو مجھے جگا دیا ہوتا۔ خیر یہ تو جو ہونا تھا ہوا۔ میری بنت عم ریحانہ غائب ہیں۔"

نوشتکین۔ (حیرت سے) "غائب ہیں! جب میں جاگتا تھا اُس وقت تک تو اپنے بچھونے پر پڑی سو رہی تھیں۔ حوائج ضروری کے لیے ادھر اُدھر گئی ہوں گی۔"

علی "میں نے ہر طرف جا کے دیکھا کہیں پتہ نہیں ہے۔"

اب عالیہ اور دیگر ہمراہی بھی بیدار ہوئے اور سب پریشان و بدحواس کہ ریحانہ سوتے سوتے کیا ہو گئی۔ عالیہ زار و قطار رو رہی تھی اور منھ پیٹ کے کہتی "ہائے میری پیاری ریحانہ کدھر گئی؟ میرا لعل کہاں کھو گیا؟ ہائے کل اُسے کیوں یہاں ٹھہرنے دیا؟" علی بن فضل کے لب پر حسرت ناک نہ کوئی بات ذہن میں آتی تھی۔ اور نہ کوئی لفظ زبان سے نکلتا تھا۔ اسی میں سب نے نماز صبح پڑھ کے درگاہ الٰہی میں دعا مانگی کہ "خدایا ریحانہ کا پتہ لگا دے۔" آفتاب نکلنے کے بعد گھنٹہ دو گھنٹہ تک تو خفیف سی اُمید تھی کہ شاید ریحانہ کسی ضرورت سے ... گئی ہو اور ... آ جائے گی۔ مگر جب زیادہ دن چڑھا تو اُس کے ملنے سے بالکل ...

ہو گئی۔ اور غور کیا جانے لگا کہ آخر وہ ہوئی کیا؟"

عالیہ:" کچھ نہیں۔ سب سوتے رہے اور میری عالیہ نوشینہ کو بھیڑیا اُٹھالے گیا۔"

علی:" مگر پھوپھی جان یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بھیڑیا یا اور کوئی درندہ اُس پر جھپٹتا تو یہ غیر ممکن تھا کہ وہ جاگ کے شور نہ مچاتی۔ اور ہم سب جاگ نہ پڑتے۔ (ہمراہیوں سے) کیوں آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟" قباد اور مہرزاد نے کہا "ہم بھی یہی سمجھتے ہیں کہ جانور اس طرح نہیں لے جا سکتا کہ چپکے سے اُٹھالے جائے اور کسی کو خبر نہ ہو۔"

نوشگین:" افسوس جو کچھ ہوا میرے سو جانے سے ہوا۔ مجھے تو کوئی بات کہتے نہیں بن پڑتی۔"

غانم:" مگر اتفاق کی بات تھی۔ آنکھ لگ گئی۔ میری نیند ایسی ہوشیار ہے کہ ذرا سے کھٹکے اور ادنیٰ سی آہٹ پر آنکھ کھل جاتی ہے۔ ریحانہ اُٹھ کے دبے پاؤں بھی کسی طرف جاتیں تو یہ ممکن نہ تھا کہ میں جاگ نہ پڑتا۔"

علی:" تو پھر آپ کے نزدیک وہ کیا ہوئیں؟"

غانم:" میں تو یہ نہ مانوں گا کہ کوئی جانور اُٹھالے گیا۔ نہ یہ باور کروں گا کہ انھیں کوئی آدمی لے گیا یا وہ خود کسی طرف گئیں۔"

علی:" پھر کیا ہوا؟"

غانم:" یا تو یہ جنوں کا کام ہے۔ اور یا جادو اور عمل ہے۔ سوا اس کے اور کوئی بات نہیں۔"

عالیہ:" وہ جو کچھ ہو میری ریحانہ میرے ہاتھ سے گئی۔" اب علی میں بھی ضبط کی تاب نہ تھی۔ زار زار رونے لگا اور بولا "آہ! بُری قسمت تو کب ساتھ چھوڑے گی؟ اب تک وہ نہ بھی ملی تو یہ معلوم تھا کہ بابک خرمی کے قلعے میں ہے کسی نہ کسی تدبیر سے نکال لائیں گے۔ مگر اب تو یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں۔ کدھر جائیں۔ اور کہاں ڈھونڈھیں۔ افسوس معتصم کی فوج کشی افشین کی جنگی تدبیریں۔ میری محنت اور جانبازیاں۔ اور پھوپھی عالیہ آپ کا جا کے بغداد میں فریاد کرنا۔ اور ان کو مراغہ سے صحیح و سالم لے آنا سب بیکار ہو گیا۔"

غانم:" مگر میں کہے دیتا ہوں کہ نازنین ریحانہ پھر بدمین بابک خرمی کے پاس ہیں۔ اُس سے بڑا جادوگر اس وقت دنیا میں نہیں ہے۔ اور اپنے عاملوں کے ذریعے سے اُسی نے اُٹھوا منگایا ہے۔"

نوشگین۔ (علی سے) "آپ صبر و استقلال سے کام لیں۔ میں وعدہ کرتا

آپ کی بنت عم مل نہ جائین مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑون گا - اور اسی کوشش مین اپنی جان دے دون گا - اور اکیلا مین ہی نہین - میرے تینون دوست قباد مہرناد اور رغانم بھی میرا ساتھ دین گے۔" اس پر تینون رفیقون نے قسم کھا کے علی سے اقرار کیا کہ جب تک ہم ریحانہ کو نہ ڈھونڈھ نکالین گے کوئی کام نہ کرین گے۔"

علی نے ان سب کا شکریہ ادا کیا - پھر مایوسی کے لہجے مین پوچھا "مگر میری تو سمجھ مین نہین آتا کہ اب کیا کرون - آپ کوشش کرنے کو تیار ہین تو یہ بتائیے کہ اب ہم کہان چلین اور کدھر کا ارادہ کرین۔"

تو سلین "پہلے تو ہم احتیاطاً آس پاس کی گھاٹیون اور یہان کے غارون اور کھوہون کو ڈھونڈھین - شاید کسی جگہ سراغ لگ جائے - اور جب یہان پتہ نہ لگے تو سیدھے شہر بذ کی طرف واپس چلین اور پتہ لگائین کہ خوبصورت ریحانہ پھر بابک خرمی کے پاس تو نہین پہونچ گئی۔"

علی اور عالیہ دونون نے اسی مشورے کو پسند کیا - چنانچہ ایک ہفتہ تک اسی جگہ قصر شیرین مین اس حسرت نصیب قافلے کا پڑاؤ رہا جس مدت مین علی اور اُس کے چارون رفیقون نے کوئی وادی - کوئی گھاٹی - کوئی غار - اور کوئی بستی نہ چھوڑی جہان جا کے ریحانہ کو نہ تلاش کیا ہو - مگر کہین پتہ نہ لگا - اور نہ کوئی ایسی بات پیدا ہوئی جس کی بنا پر سراغ رسانی کی جا سکے - آخر آٹھوین دن سب نے کمال مجبوری و مایوسی کیساتھ قلعۂ بذ کی راہ لی - اور افشین کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہوئے۔

دوسرا باب

کمک اور خزانہ آ پہونچا

سنہ ۲۲۲ھ شروع ہوا تھا اور موسم سرما کے گذر جانے کی وجہ سے برف باری موقوف ہوئی تھی کہ یاس نصیب شکستہ حالون کا لٹا ہوا قافلہ قصر شیرین سے واپس روانہ ہو کے طے کر گیا تیسری منزل پر سواروں کا ایک گروہ ملا جو بغداد سے ایک دو منزلین طے کرتے ہوئے افشین کے پاس جا رہے تھے - اُن سے معلوم ہوا

کہ خلیفۂ معتصم نے جعفر الخیاط کو ایک بڑے زبردست لشکر کے ساتھ افشین کی کمک پر بھیجا ہے۔ اور اُس کے ساتھ خلافت کا خزانچی ایتاخ ترکی بھی خزانہ لیے ہوئے آرہا ہے۔ یہ دونوں پرسوں یہاں پہونچ جائیں گے۔ اور ہم دو منزلہ کرتے ہوئے جارہے ہیں کہ افشین کو ان لوگون کی آمد کی خبر کرین۔ تاکہ وہ خزانے کے حفاظت کے ساتھ پہونچ جانے کا بندوبست کرین "

سوار یہ حالات بیان کر کے چلے گئے۔ اور علی نے اپنی پھوپھی اور پھر در رفیقون سے مشورہ کر کے ارادہ کیا کہ دو دن کے لیے یہین ٹھہر جائے اور تیسرے روز جعفر الخیاط اور ایتاخ کے ساتھ آگے کا قصد کرے۔ راستہ بابکیون سے بھرا ہوا تھا۔ اور اب سے اپنے اور عالیہ کی نسبت بھی اُن لوگون سے اندیشہ تھا۔ تیسرے دن دوپہر کو جعفر اور ایتاخ کے لشکر نے پہونچ کے اسی منزل پر پڑاؤ ڈالا۔ تمام رسالے اور رجمنٹیں جدا جدا قرینے سے خیمہ زن ہوئیں۔ اور سنسان بیابان میں یک بیک ایک بڑا بھاری شہر آباد ہو گیا۔ جس میں ہر طرف ہر گروہ اور ہر جماعت کی بیرقین اُڑ رہی تھیں۔ اور بتاتی تھیں کہ اُن کے نیچے کون گروہ ٹھہرا ہوا ہے "

ایتاخ اپنے ہمراہ تین کروڑ درہم کی رقم لایا تھا تاکہ افشین کی فوج میں تقسیم کرے۔ اس لیے اُس کے پڑاؤ کے گرد بہت سخت پہرہ تھا۔ اور بڑی دشواریون سے کسی کی اُس کے پاس تک رسائی ہو سکتی تھی۔ علی چاہتا تھا کہ بغیر افسرون کو خبر کیے اس عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہو لے۔ لیکن ان دنون ہر انجان شخص پر طرح طرح کی بدگمانیان ہوتی تھیں اور بغیر امیر الجیش کو اطلاع کیے کسی مجہول الحال شخص کے لیے ہر ہر قدم پر خطرہ تھا۔ اسی مجبوری سے علی جعفر الخیاط سے جا کے ملا۔ اپنی حالت و سرگذشت بیان کی۔ اور اُس کی اجازت خاص اُس کے کاروان میں شریک ہو گیا۔

اب افشین نے بذ پر حملہ کرنے کی کارروائی شروع کر دی تھی۔ یہ تو غیر ممکن تھا کہ کوئی لشکر چاہے کتنا ہی زبردست ہو بابک خرمی کے اُس صدر قلعے پر براہ راست حملہ کرے۔ اس لیے کہ ہر ہر قدم پر سر بفلک پہاڑ اور پیچ در پیچ گھاٹیان تھیں۔ اور بابک کے مریدین نے اپنے کوہکنی کے کمال سے پہاڑون کے اندر ہی اندر نیچے نیچے چوہون کی طرح صد ہا سرنگین کھود لی تھیں جن میں ہو کے جدھر چاہون کہ جب تک

پہونچ جاتے حریف کے پیچھے یا داہنے بائین جدھر ضرورت ہوتی وہ یک بیک نکل پڑتے - اور حملہ کرکے اُس کی ساری قوت کو خاک مین ملا دیتے -

معتصم باللہ کو اس مُہم سے اس قدر تعلق تھا کہ ہفتہ مین دو تین بار اُس کے فرمان آتے - اور وہین سے بیٹھے بیٹھے وہ لڑائی کی تدبیرین بتایا کرتا - کبھی حکم آتا کہ فوراً بڑھ کے حملہ کرو اور بذ پر دھاوا کرکے بابک کو پکڑ لو - کبھی ہدایت ہوتی کہ نہین ابھی محاصرہ کیے پڑے رہو - اور حملہ کرنے کا قصد نہ کرو - لیکن اب اس ملک - اس سرزمین - اور بابکیون کی کارستانیون سے بخوبی واقف ہو کے اُس نے سپہ سالار افشین کو لکھا "میری ہدایتون پر عمل کرنے کی ضرورت نہین - وہان کے حالات خود ہی خوب سمجھ سکتے ہو - اس لیے تمھین کلیتہً اختیار دیا جاتا ہے کہ جو تدبیرین مناسب معلوم ہون عمل مین لاؤ - اور حملے مین عجلت کرنے کی بھی ضرورت نہین - جب تک تمھین کامیابی کی قطعی اُمید نہو حملہ نہ کرو"

افشین کو اب سب سے بڑی فکر اس بات کی تھی کہ یہ کمک اور خزانہ اطمینان کے ساتھ اُس تک پہونچ جائے - بابک کو ہر کارروائی کی خبر پہونچ جاتی تھی اور جب اُسے پتہ لگتا کہ لشکرگاہ خلافت مین کوئی خزانہ یا سامان رسد آنے والا ہے تو اُس کے لوٹنے کی کوشش مین وہ کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھتا - چنانچہ خزانے کے استقبال کے لیے وہ اپنے لشکرگاہ سے کوچ کرکے مقام کلان رود مین گیا - جو مقام قلعۂ بذ سے بہت قریب تھا - ساتھ ہی اپنے ماتحت سردار ابوسعید کو لکھا کہ تم برزند سے روانہ ہو کے رستاق کلان رود مین آجاؤ - یہ مقام اس کی فرودگاہ سے تین ہی چار میل تھا - پھر اپنے کیمپ کے گرد خندق کھدوانا شروع کیے -

اب اُس کے اور ابتاخ وجعفر خیاط کے درمیان پانچ منزلین تھین جو نہایت ہی خطرناک تھین - اس لیے کہ پہاڑون مین ہو کے راستہ آیا تھا جہان بابکی خرگوشون کی طرح کوہسار کے ہر مخفی مقام مین چھپے رہتے - اور جس جگہ چاہتے دم بھر مین جا پہونچتے - اسی بین افشین کو خبر ملی کہ بابک کا ایک افسر آذین اُس کے قریب ہی ایک گھاٹی مین خیمہ زن اس فکر مین ہے کہ خزانے کو لوٹ لے - پہاڑی جاسوسون سے یہ بھی خبر ملی کہ اہل وعیال کو گھوڑون اور خچرون پر سوار کرا کے ساتھ لیے لیے پھرتا تھا

بابک نے حکم دیا کہ بال بچون کو کسی قریب کی مضبوط گڑھی مین چھوڑ دو مگر اُس نے نہ مانا اور کہلا بھیجا "مجھے ان یہودیون ع (مسلمانون) سے اندیشہ ہو کہ میرے لڑکے بالون کو نہ پکڑ لے جائین - اس لیے جہان تک بنے گا ساتھ ہی رکھون گا" یہ جواب دے کے اُس نے اپنے اہل و عیال کو ایک ایسی وادی مین پہونچا دیا جہان تک بظاہر کسی کی رسائی نہ ہو سکتی تھی - اور خود روانہ ہوا کہ اتیاخ پر حملہ کرے - افشین نے آذین کے یہ حالات سُن کے کہا "جہان تک ہو سکے یہودیان کو اُس کی یہ اُمید پوری کر دینی چاہیے" چنانچہ جاسوسون سے اُس کے بال بچون کی قیام گاہ کا پتہ پوچھا - پھر ایسے دو ایک کوہبان ڈھونڈھ نکالے جو گرد و پیش کے پہاڑون اور راستون سے خوب واقف تھے - اور سالاران فوج مین سے ظفر بن علا اسعدی کو بُلا کے حکم دیا کہ ان کوہبانون کے ساتھ راتون رات جا کے آذین کے جورو بچون کو پکڑ لاؤ -

ظفر پانچ سو جفاکش بہادرون کو ساتھ لے کے رات کے اندھیرے مین چل کھڑا ہوا - درمیان مین ایک ایسی تنگ گھاٹی مین اُس کا گذر ہوا جس مین ایک کے سوا دو آدمی بھی برابر نہ چل سکتے تھے - اس گھاٹی سے نکلنے کے ایک گھنٹہ بعد وہ خاندان آذین کے پڑاؤ مین تھا - اُن لوگون کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ اس محفوظ مقام تک کوئی دشمن پہونچ سکے گا - اور اطمینان سے پڑے سو رہے تھے کہ ناگہان ظفر کے بہادر اُس پر ٹوٹ پڑے پہلے ہی حملے مین اُس کے اہل و عیال کے خیمون کو گھیر لیا - اُس کی بیویون حرمون اور ایک بیٹے کو اسیر کر کے واپس چلے - اُدھر بھاگنے والون نے فوراً آذین کو خبر کر دی جو ایک بجلی کی طرح پلٹ پڑا - اور قبل اس کے کہ ظفر اُس تنگ گھاٹی مین داخل ہو اُسے آ کے گھیر لیا - اور دونون حریفون مین سخت لڑائی ہونے لگی - آذین نے سب سے بڑی چالاکی یہ کی کہ اُس گھاٹی کے دہانے پر کافی تعداد مین فوج کھڑی کر دی تاکہ ظفر کی واپسی کا راستہ بند ہو جائے -

مگر افشین نہایت ہی ہوشیار اور تجربہ کار سپہ سالار تھا - اس اندیشے کو اُس نے پہلے ہی سے سوچ لیا تھا اور اُس کے دفعیے کے لیے یہ تدبیر کی تھی کہ جس وقت ظفر بن علاء کو روانہ کیا ہے اسی وقت یہ انتظام بھی کر دیا کہ اپنے پڑاؤ سے اُس جگہ تک جہان علاء جائے تمام پہاڑون کی چوٹیون

ع - بابلی شدت تعصب سے مسلمانون کو یہودی کہا کرتے تھے جو لفظ عجمی اور مجوسی لوگون مین بڑی سخت گالی تھا

ایک ایک سپاہی کھڑا ہو جائے جس کے ہاتھ مین ایک جھنڈی ہو۔ اور اُنھین حکم دیدیا تھا کہ اگر کہین ظفر کو کوئی خطرہ پیش آئے تو وہان سے میرے پڑاؤ تک جتنے جھنڈی والے بلندیون پر کھڑے ہون سب جھنڈیان ہلانے لگین۔ تاکہ مجھے خطرے کی اطلاع ہو جائے۔[٥]

آذین نے جیسے ہی ظفر پر حملہ کیا۔ وہ تمام جھنڈیان ہلنے لگین۔ اور افشین کو چند منٹ مین خطرے کا حال معلوم ہو گیا۔ فوراً پہلے مظفر بن کندر کو اُس کے ایک گھنٹے بعد ابو سعید کو اُس کے پیچھے بخار اتام ایک بہادر سردار کو کافی تعداد فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جو اُنھین جھنڈیون کے سلسلے پر روانہ ہوئے۔ آذین ظفر کو اپنے بہت بڑے لشکر سے گھیر کے شکست دینے کو تھا۔ بہت سے لوگون کو قتل کیا۔ اور اپنی عورتون مین سے دو ایک کو چھین بھی چکا تھا کہ یہ لشکر یکے بعد دیگرے اُس کے سر پر جا پہونچے۔ وہ فوج جو گھاٹی کا راستہ روکے کھڑی تھی۔ دباؤ پڑتے ہی بھاگ کے اُس کے لشکر سے جا ملی۔ اور جب اُس نے دیکھا کہ اتنا بڑا زبردست لشکر میرے مقابلے پر آ گیا تو بے اختیار بھاگ کے پہاڑون مین غائب ہو گیا۔ اور ظفر اُس کے بال بچون کو لے کے افشین کے پاس صحیح و سالم آ گیا۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آذین نہ تو اتیاخ ہی پر حملہ کر سکا اور نہ اپنے زن و فرزند کو افشین کی دست بُرد سے بچا سکا۔

ظفر کے واپس آتے ہی، جعفر خیاط۔ اتیاخ ترکی۔ اور اُن کے ساتھ علی بن فضل اور عالیہ وغیرہ بھی افشین کے پاس پہونچ گئے۔ پھر اُسی دن سہ پہر کو قلعۂ شاہی کے حاکم محمد بن مغیث کے پاس سے افراط کے ساتھ رسد پہونچ گئی۔ اور عساکر خلافت مین خوشیان منائی جانے لگین۔

رات کو عالیہ اپنے بھتیجے علی بن فضل کو لے کے افشین کے پاس گئی۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی افشین مارے خوشی کے اُچھل پڑا۔ اور بولا "آج سے زیادہ خوشی کا دن اس لڑائی کے زمانے مین ہمین کبھی نہین نصیب ہوا تھا۔ آج ہی بغداد سے زبردست کمک آئی۔ آج ہی حضور امیر المومنین کے حکم سے خزانہ آیا۔ آج ہی قلعۂ شاہی سے رسد آئی۔ آج ہی ظفر آذین کو شکست

---

٥ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہیلیو گراف یعنی جھنڈیون کے اشارون سے باتین کرنا اس زمانے کی ایجاد نہین۔ بلکہ یہ فن آج سے ایک ہزار سال پیشتر مسلمانون مین موجود تھا اور اُس سے کام لیا جاتا تھا۔

دے کے اور اُسکے اہل و عیال کو اسیر کر کے بخیریت واپس آیا۔ اور آج ہی ایک مدّت کے بعد آپ کی زیارت ہوئی۔ آپ کی نسبت میرے دل مین طرح طرح کے اندیشے پیدا ہوتے تھے اور ڈرتا تھا کہ امیرالمومنین کو کیا جواب دون گا۔ خیر بڑی خوشی کی بات ہو کہ آپ خیریت سے واپس آگئین۔"

عالیہ "اے امیرالجیش آپ میرے آنے پر خوش نہ ہون بلکہ میرے ساتھ بیٹھ کے رو دین۔ اور مجھے پُرسا دین۔ اس پر تعجب کرین کہ مین آپ کے سامنے زندہ کیون کھڑی ہون؟ مر کیون نہین جاتی؟"

یہ کہہ کے عالیہ نے ساری سرگذشت اوّل سے آخر تک بیان کی کہ ریحانہ کیونکر ملی اور کس طرح غائب ہو گئی۔ اسی سلسلے مین اُس نے اپنے بھتیجے علی کو افشین سے ملایا۔ افشین اُس کے حالات پہلے ہی سُن چکا تھا۔ نام سُنتے ہی بے اختیار جھپٹ کے اُسے گلے سے لگا لیا۔ اور جب اُس کی زبان سے اُس کے کارنامے تفصیل سے سُنے تو بہت پیٹھ ٹھونکی۔ اور کہا "کاش میرے ساتھ آپ کے ایسے چند نوجوان بھی ہوتے تو مین نے اب تک بابک خرمی کا نام مٹا دیا ہوتا۔"

عالیہ "ان باتون کو چھوڑیے اور بتائیے کہ اب مین اپنی ریحانہ کو کہان جا کے ڈھونڈھون؟"

افشین "بیشک اُن کا ڈھونڈھنا سب کامون پر مقدم ہے۔ انھین کے لیے یہ ساری کارروائیان ہو رہی ہین۔ انھین کے آزاد کرنے کے واسطے یہ ہزارہا روپیہ خرچ ہو رہے ہین۔ بغیر اُن کا پتہ لگائے اور اُن کو دشمنون سے چھینے مین امیرالمومنین کو منھ نہین دکھا سکتا۔ جب تک وہ یہان تھین مجھے پوری امید تھی کہ اُن کو چھڑا لون گا لیکن خرمیون کے شہر مین سے اُن کے یک بیک غائب ہو جانے کی جو کیفیت آپ نے بیان کی اُس سے بڑا تردد پیدا ہو گیا۔"

علی "محض ایک وہم کے طریقے سے ہم لوگون کا یہ خیال ہے کہ وہ پھر بذ مین بابک کے پاس پہونچ گئی۔"

افشین "کاش مجھے ماہ آفرید پھر ایک بار ملتی تو اس کا پتہ لگ جاتا۔"

عالیہ "مگر ماہ آفرید کے آنے کا کون انتظار کر سکتا ہے؟ مجھے تو ایک گھڑی کے لیے بھی قرار نہین آتا۔ میرا ارادہ تو یہ ہے کہ بذ میں جاؤن اور اپنی بیٹی کا پتہ لگاؤن۔"

افشین "ایسی خطرناک جرأت کی تو مین آپ کو صلاح نہین دے سکتا۔ مجھے امیرالمومنین کو منھ دکھانا ہے۔ لیکن اگر خود آپ ارادہ کرین تو مین منع بھی نہین کر سکتا۔"

عالیہ "تو پھر آخر مین کیا کرون؟ بھلا مجھے یہان بیکار بیٹھ کے صبر آئے گا؟"
افشین "آپ بیکار ہرگز نہ بیٹھین گی - مین نے اب ارادہ کر دیا ہے کہ محاصرے کا دائرہ روز بروز تنگ کرتا جاؤن - بابکیون کی ہر طرف رسد کی تھام کرون - اور جس قدر جلد ممکن ہو قلعۂ بذ اور بابک کے تمام کوہی قلعون پر قبضہ کر لون - اس کے ساتھ ہی حکم دیدون گا کہ بذ کی جو عورت ملے گرفتار کر کے میرے سامنے حاضر کی جائے - اور جہان تک بنے ماہ آفرید کے اسیر کرنے کی کوشش ہو - قطع نظر اس کے مین اپنے تمام جاسوسون کو حکم دیدون گا کہ ریحانہ کا پتہ لگائین - اور ان سے بڑے بڑے انعامون کا وعدہ کرون گا تاکہ مستعدی اور عجلت سے کام کرین"
علی "اور مین کیا کرون؟"
افشین "آپ میرے ساتھ ٹھہر کے چند روز آرام لین - اور اپنے تجربے اور اپنی شجاعت سے مجھے مدد دین"
اس تجویز کو عالیہ اور علی دونون نے پسند کیا - اور افشین کے خیمے کے برابر ایک خیمے مین رہنے لگے -

تیسرا باب

لڑائی کے انتظامات

حملے مین تاخیر ہونے اور ان پہاڑون مین کامل ایک سال تک ٹکراتے رہنے کی وجہ سے عساکر خلافت کے سپاہی عاجز آ گئے تھے اور نہایت پریشان تھے - چنانچہ ان کے چند سرگروہون نے آ کے افشین سے کہا "اب سپاہیون مین صبر و تحمل کی طاقت نہین رہی - ان کے دلون مین یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اتنے دنون تک پڑا رہنا اور لڑائی سے بھاگنا ہمارے لیے شرمناک ہے - بغداد مین لوگ کیا کہتے ہون گے؟ اس لیے سب کی التجا ہے کہ اب فوراً حملہ کر دیا جائے - فتح ہو یا شکست - کسی طرح اس لڑائی کو ختم ہونا چاہیے"
ان کی یہ درخواست سن کے افشین نے کہا "ہمین شکست کا تو خیال بھی نہ کرنا چاہیے - ہم انشاء اللہ فتح کرین گے - اور عنقریب قلعۂ بذ ہمارے قبضے مین ہو گا - اور اس

تمام دولت کے ہم ہی مالک ہون گے جو بابک نے مدتوں سے لوٹ لوٹ کے جمع کر رکھی ہے رہا حملے مین جلدی کرنا اس کی مین خود ہی کوشش کر رہا ہون ۔ سال گذشتہ جو تاخیر ہوئی وہ خود امیر المومنین معتصم باللہ کے حکم سے ہوئی ۔ بار بار اُن کے فرمان آتے تھے کہ خبر دار جلدی نہ کرنا ۔ بذ کے گرد وپیش کی گھاٹیان بہت خطرناک ہین ۔ اس کے بعد اُن کا حکم آیا کہ حملے مین جلدی کرو ۔ لیکن اب آخری فرمان اس مضمون کا ملا ہے کہ تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو ۔ اور جو کچھ کرو اپنی ذمہ داری پر کرو ۔ چنانچہ مین اب حملے کا بند وبست کر رہا ہون ۔ محاصرے کا دائرہ تنگ کرتا جاتا ہون ۔ اب مجھے فقط ایک کارروائی اور کرنا ہے جو عنقریب ظاہر ہو جائے گی ۔ بس اُس کے بعد فوراً حملہ شروع ہو جائے گا ۔"

دوسرے دن افشین نے اپنا پڑاؤ اور آگے بڑھایا ۔ اور اب وہ مقام رَوذالرود مین خیمہ زن تھا ۔ ایک ہفتہ وہان قیام کر کے ایک دن علی الصباح تھوڑی فوج کے ساتھ آگے بڑھا اور اُس بلندی پر پہونچ گیا جو قلعۂ بذ کے سامنے تھی ۔ اور جہان سال گذشتہ سخت لڑائی ہوئی تھی ۔ یہان پہونچ کے اُس نے دیکھا کہ قریب ہی خرمیون کا ایک گروہ شمشیر بکف پہرے پر ہے ۔ افشین نے ان لوگون سے بالکل چھیڑ نہ کی ۔ اور وہ لوگ بھی منتظر رہے کہ دشمن حملہ کرے تو ہم مقابلہ کرین ۔ زوال کے وقت تک وہان قیام کر کے اور فریضۂ ظہر ادا کر کے افشین اپنے پڑاؤ مین پلٹ آیا ۔

اسی اثنا مین افشین نے کوہیا نون کو حکم دے رکھا تھا کہ اس کوہستان کی بلندیون پر شہر بذ کے قریب کوئی قلعہ کو ڈھونڈھ نکالو جو چارون طرف سے محفوظ ہو اور وہان ہماری فوج خوب آرام اور اطمینان سے رہ سکے ۔ اُن لوگون نے بڑی جستجو کے بعد تین ایسے پہاڑ چُنے جن پر کبھی قلعے بنے تھے مگر بعد کو اُجڑ گئے ۔ افشین نے ان تینون چوٹیون کو خود جا کے دیکھا اور اُن مین سے ایک کو جو بذ سے زیادہ قریب تھی پسند کر کے معمارون اور کاریگرون کو اپنے ساتھ لے گیا اور حکم دیا کہ پتھر ڈھو ڈھو کے اُوپر جانے کا راستہ چارون طرف سے بند کر دین یہ کام خاص افشین کی نگرانی مین نہایت عمدگی سے انجام پانے لگا ۔ پتھرون پر پتھر رکھ رکھ کے پندرہ بیس گز کے آثار کی ایک فصیل بنائی گئی ۔ جس کے اندر جانے کا راستہ بجز ایک طرف کے اور کسی جانب نہ تھا ۔ پھر اُس سنگستانی دیوار کے آگے آگے باہر کی طرف ایک گہرا خندق کھدوا دیا ۔ اس خندق کا سلسلہ بھی دیوار کے نیچے نیچے پورے حلقے مین جا

اور سوا اُس مقام کے جہاں فصیل میں دروازہ تھا کوئی جگہ خندق سے خالی نہ تھی - ان مزدوروں کے ساتھ وہ بسکٹ اور ستّو باندھ کے لے گیا۔ مزدور شب و روز کام کرتے۔ وہیں کھاتے پیتے - اور اس وقتی قلعے کو خوب مضبوط کرتے جاتے - یہ کام ایسی جفاکشی و مستعدی سے کیا گیا کہ دس ہی روز کے اندر افشین نے اُس کو پورا کر لیا - خود افشین اور اُس کے بہادر سپاہی شب و روز ہر وقت مسلّح اور لڑائی کے لیے تیار کھڑے رہتے - اور اُن کے پیچھے مزدور اور معمار کام کرتے - خرمیوں میں سے کسی کو مقابلے یا حملے کی جرأت نہ ہوئی - اور ایک مضبوط قلعہ اُن کے سر پر بن کے تیار ہو گیا -

ان واقعات کی خبر برابر بابک کو بھی پہونچتی رہتی تھی - آخر اُس نے افشین کے شرمندہ کرنے کے لیے ایک دن اپنا ایلچی بھیجا جس نے پیاز - لہسن - تربوز - کھیرے - ککڑیاں - اور اور بہت سی ترکاریاں لا کے پیش کیں - اور کہا "ہمارے آقا بابک نے یہ چیزیں حضور کی خدمت میں بھیجی ہیں اور کہا ہے کہ آپ سوکھی ٹکیاں اور ستّو کھاتے کھاتے حیران ہو گئے ہوں اور ہمارے پاس خدا کے فضل سے ہر نعمت موجود ہے - لہذا تھوڑی سی ترکاریاں آپ کی خدمت میں بھی بھیجی جاتی ہیں کھائیے اور خدا کا شکر کیجیے" افشین نے یہ سب ہدیے شکریے کے ساتھ قبول کر لیے - اور اُس ایلچی سے کہا "بھائی صاحب کا مطلب میں سمجھ گیا" پھر ایلچی کو اپنے ساتھ لیجا کے فصیل - خندقوں اور قلعہ بندیوں کی حالت دکھائی - اور کہا "تم نے جو کچھ دیکھا ہے اپنے آقا سے بیان کر دینا" چنانچہ یہی پیام لے کے ایلچی واپس گیا -

اُس کے جانے کے دو تین روز کے بعد خرمیوں کا ایک گروہ اس قلعے کے قریب آیا اور خندق کے قریب کھڑے ہو کے وہ سب لوگ چیخنے چلانے اور شور و غل کرنے لگے - مگر قلعے کے اندر کوئی خبر نہ ہوا - دوسرے دن بھی خرمیوں نے یہی حرکت کی - اور پہلے دن سے زیادہ چیخے چلائے مگر افشین نے اپنے سپاہیوں سے کہدیا کہ تم بھی بے خبر ہو کے چپکے بیٹھے سنا کرو - تیسرے دن پھر اُنھوں نے اس نئے قلعے کے خندق کے پاس آ کے شور و غل مچایا - اب اُن کے جانے کے بعد افشین نے تھوڑی سی فوج فصیل کے پاس چھپا کے بٹھا دی - اور چوتھے دن جیسے ہی خرمیوں نے چلانا غل مچانا اور کودنا پھاندنا شروع کیا وہ سپاہی یکایک اُن پر جھپٹ پڑے - دو ہی چار خرمی قتل ہونے پائے تھے کہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ایسی ہمت ہار کے بھاگے تھے کہ پھر ادھر کا رخ نہ کیا -

یہ قلعہ بنا لینے کے بعد افشین نے حملے کی کارروائی شروع کر دی۔ اُس کا اصلی منشا یہ تھا کہ بُذ کے قریب ہی لشکر اسلام کے لیے کوئی پناہ لینے کی جگہ پیدا ہو جائے۔ بابک نے چاروں طرف سنگین کھود کھود کے ایسے راستے بنا رکھے تھے کہ اُس کے مقابلے مین مسلمانون کے لیے ہر قدم پر خطرہ تھا۔ اب یہ مضبوط مامن پیدا کر لینے کے بعد اُس نے اپنی فوج مرتب کی۔ پورا اندازہ کیا کہ اُس کے جھنڈے کے نیچے کتنے سپاہی ہین۔ پھر اُن کو مختلف لشکرون مین تقسیم کیا۔ بُذ کے گرد جا بجا ان لشکرون کے ٹھہرنے کے لیے مقامات مقرر کر دیے اور حکم دیدیا کہ جو گروہ جہان مامور کیا گیا ہے وہان سے بغیر حکم کے نہ ہٹے۔ اس انتظام کے ساتھ ہی لڑائی شروع ہو گئی۔ عساکر خلافت بُذ کی طرف بڑھتے اور خرمی اُن کو روکتے۔ لڑائی مین چند روز تک یہ معمول رہا کہ افشین تڑکے مُنھ اندھیرے فریضۂ فجر ادا کرتا۔ اور اس کے بعد طبل بجواتا ہوا اپنی جگہ سے چلتا۔ اُن تمام افسرون کے مقررہ مقامات کا دورہ کرتا جہان وہ ٹھہرائے گئے تھے۔ اور دیکھتا کہ وہ کیا کر رہے ہین۔ جب تک وہ چلتا رہتا طبل بجا کرتا۔ اور جہان کہین ٹھہر جاتا طبل کا بجنا موقوف ہو جاتا۔ طبل کی آواز اس بات کا اشارہ تھی کہ سپہ سالار عساکر خلافت حرکت مین ہے۔ اس اشارے کی ضرورت یہ تھی کہ فوج بہت تھی۔ اور اُس کے مختلف حصے ایسے ایسے مقامات مین پھیلے ہوتے جہان سے وہ افشین کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ ان دورون مین افشین آہستہ آہستہ سبقت کرتا۔ راستے مین جہان کوئی امیر اور کوہستان مل جاتا ٹھہر کے اُس سے باتین کرنے لگتا۔ اور ساتھ ہی طبل کا بجنا بھی موقوف ہو جاتا۔ اُس دورے کے درمیان مین معمولاً بڑھتے بڑھتے وہ اُس مقام مین پہونچ جاتا جہان سال گذشتہ مین اُسے بابکیون کے مقابلے مین شکست ہوئی تھی اور ہٹنا پڑا تھا۔

ان لڑائیون کے دوران مین افشین ایک کارروائی یہ کرتا کہ کوہ دابنجی راخذا کے عقب مین ایک ہزار سوار اور چھ سو پیدل بھیج دیتا کہ اُس طرف سے بابکیون کا راستہ روکے رہین۔ کیونکہ اندیشہ تھا کہ عساکر خلافت کی واپسی کے وقت خرمی لوگ اُدھر سے آ کے اُن کا راستہ نہ روک دین۔ بابک کا یہ معمول تھا کہ اسی کے قریب کسی وادی مین کچھ لوگ کمین گاہ مین چھپا کے بٹھا دیتا جہان سے لڑائی کے وقت وہ لوگ ناگہان نکل پڑتے۔ اور کسی کی سمجھ مین نہ آتا کہ یکایک یہ لوگ کہان سے نکل آئے۔ بار ہا لڑائی مین عین کامیابی کے وقت یہ لوگ نکل پڑے اور مسلمانون کو انھین دیکھتے ہی پیچھے ہٹنا پڑا۔ افشین

جاسوسون اور کوہیالون سے اُس کمین گاہ کا ہزار پتہ لگانا چاہا مگر کچھ حال نہ معلوم ہوا۔
افشین اس لڑائی مین بلاناغہ اَبُوسعید کو ایک فوج کے ساتھ۔ جعفر خیاط کو ایک فوج کے ساتھ۔ اور احمد بن حنبل کو ایک فوج کے ساتھ جدا جدا راستون سے حملہ کرنے کا حکم دیتا۔ اور تاکید کرتا کہ آہستہ آہستہ بڑھین جس وقت یہ فوجین بڑھتین بابک اپنی تھوڑی سی فوج کو اُن کے مقابلے پر نکالتا۔ جو لوگ راستہ روک کے کھڑے ہوجاتے کہ کسی کو شہر بُدکے پھاٹک تک نہ آنے دین۔ اُس کی زیادہ فوج کمین مین رہتی۔ اور جو لوگ سامنے آ کے مقابل ہوتے تھوڑے ہی ہوتے۔
افشین لڑائی شروع ہونے سے پہلے ایک بلند ٹیلے پر جا کے ٹھہر جاتا جہان سے بُد کی فصیل اور بابک کا قصر نظر آتا۔ اُس کے بیٹھتے ہی مسلمانون کی فوجین مختلف حصون مین بنٹ کے بڑھتین۔ خود اُس کے گارد کے رسالے گھوڑون سے اُتر کے ایک وادی کی طرف بڑھتے۔ دیگر اطراف مین ابُوسعید جعفر خیاط اور احمد بن حنبل کی فوجین دشمنون پر دھاوا کرتین اور شہر بُد کے قریب تک پہونچ جاتین۔ یہ سب فوجین بڑھتے بڑھتے کوہ بجار اخذاہ تک جاتین۔ اور اُدھر سے جو خرمی کمین گاہ سے نکلتے تھے اُن کے خوف سے وہین تک جا کے پلٹ آتین۔ بابک کا معمول تھا کہ لڑائی کے وقت وہ اور اُس کے رفقا خوب جی کھول کے شرابین پیتے۔ اور اُس کے پاس روشن چوکی بجتی رہتی۔
حملے کی کارروائی کو افشین ظہر کے وقت تک جاری رکھتا۔ اپنے بلند ٹیلے پر ظہر کی نماز پڑھتے ہی وہ فوج کو واپسی کا حکم دیتا۔ حملہ آور جب پلٹتے تو خرمی بہت خوش ہوتے۔ اور زور و شور سے خوشی کے نعرے لگانے لگتے۔

چوتھا باب

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

ان لڑائیون کا سلسلہ جاری تھا جو فی الحقیقت اصلی حملے کی تمہید تھین۔ افشین اپنے بلند ٹیلے پر ایک قالین بچھائے بیٹھا تھا۔ اور علی بن فضل پاس بیٹھا اُس سے باتین کررہا تھا لڑائی ہوتے دیکھتے دیکھتے علی نے ایک آہ سرد بھری اور آبدیدہ ہوگیا۔ افشین نے اُسے

ملول دیکھ کے تسلی دینے کے طور پر کہا "آپ پریشان نہوں قلعۂ بذ کو ہم فتح ہی کیا چاہتے ہین- اور وعدہ کرتے ہین کہ بابک خرمی کو گرفتار کرکے اُسے اور اُس کے محل کی تمام پری جمال و نازک اندام محبوبون کو آپ کے حوالے کردین گے۔"

علی "کیا اس طرح مجھے ریحانہ مل جائے گی؟"

افشین "ریحانہ نہ ملے گی تو یہ لڑائی بھی ختم نہوگی- اُنھین کی جستجو مین تو یہ معرکہ آرائیان ہو رہی ہین- اور ہان کل مجھے اُڑتی سی خبر ملی ہے کہ ریحانہ بذ مین موجود ہین۔"

علی "کیا کسی معتبر ذریعے سے معلوم ہوا؟"

افشین "ایک جاسوس یہ خبر لایا تھا مگر اُس کو نہ یہ معلوم ہو سکا کہ کب آئین اور نہ یہ پتہ لگا کہ کیونکر آئین- اور اسی وجہ سے مجھے اُس کے کہنے کا زیادہ یقین نہین ہے- کاش ماہ آفرید پھر ایک بار ملتی- مگر وہ کمبخت بابک کی ساقیہ ہے اُسے چھوڑ کے کہین جاتی ہی نہین- میرے جاسوسون اور رکوہبانون نے اُس کو بہت تلاش کیا- کہین بھی قلعے کے باہر ملتی تو فوراً پکڑ لائی جاتی۔"

علی "وہ آئے گی بھی تو بتادے گی؟ ہرگز نہین۔"

افشین "مگر وہ کچھ عجیب مزاج کی بیوقوف سی عورت ہے کہ مین اُس کے بیان سے ضرور پتہ لگا لیتا۔"

اب ظہر کا وقت آچکا تھا- معمولی قرارداد کے مطابق مسلمان فوجین واپس چلین- اور خرمیون کے گروہ سے روز کی عادت کے مطابق مسرت کے نعرے بلند ہونے لگے- وہ تمام فوجین جو ادھر اُدھر کے پہلوؤن پر حملہ کر رہی تھین پلٹ آئین- مگر جعفر خیاط کا لشکر جو بذ کے پھاٹک کے قریب پہونچ گیا تھا نہین پلٹا- جعفر اپنے ہمراہیون کو واپسی کا حکم دینے ہی کو تھا کہ ناگہان شہر کا پھاٹک کھلا- اور اُس مین سے خرمیون کے ایک زبردست گروہ نے نکل کے جعفر کے لشکر پر حملہ کردیا- دونون حریفون مین سخت خونریزی ہونے لگی- اور لڑائی کا شور و ہنگامہ زور و شور سے بلند ہوا-

جعفر جو اپنے عہد کے بے نظیر شجاعان عرب مین سے تھا طیش مین آکے خود ہی دشمنون پر جھپٹ پڑا- خرمیون کو مار کے ہٹا دیا- اور اپنے لشکر کے ساتھ بابکیون کو بار[illegible] پھاٹک پر جا پہونچا- لڑائی کا یہ رنگ، اور جعفر کی یہ تیزی افشین [illegible]

کہہ اُٹھا "بڑا غضب ہوا۔ بابکیون کی حالت اور اس مقام کی دشواریون کو مین جانتا ہون جعفر نہین جانتا۔ بظاہر وہ کامیاب ہوکے بڑھ رہا ہے۔ مگر اصل مین ساعت بساعت ہلاکت تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ اور افسوس کہ اپنے ساتھ اور بہت سے مسلمانون کو بھی تہلکے مین ڈھکیلنے کے واسطے لیے جاتا ہے۔ افسوس اپنی غلطی سے اُس نے میرا سارا منصوبہ بگاڑ دیا۔" یہ کہتا تھا اور ہونٹ چباتا تھا۔

اب لڑائی کا جوش و خروش اور بڑھا۔ اور قلعۂ بذ کے پھاٹک پر سخت لڑائی ہونے لگی جعفر خیاط کی کوشش تھی کہ اسی حملے مین بذ کے اندر گھس پڑون بابکی جان پر کھیل کے اپنے قلعے کے بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ خود بابک مع اپنے رفقا کے پھاٹک کے باہر نکل آیا تھا ساقیہ بار بار جام شراب دیتی۔ اور وہ نشۂ صہبا مین جھوم جھوم کے اپنے پیروؤن کو للکارتا اب قلعے کے اندر کے تمام خرمی سپاہیون کے نکل پڑنے سے جعفر کا حملہ کمزور پڑنے لگا تھا اس حالت کو دیکھ کے عساکر اسلام کے تمام سپاہی حملہ کرنے کے لیے بیتاب تھے اور منتظر تھے کہ افشین حکم دے تو سب کے سب قلعے پر جا پڑین۔ مگر افشین کسی طرح فوج کو بڑھنے اور جعفر کی مدد کرنے کا حکم دیتا تھا۔ آخر ان مجاہدین کو جو محض ثواب آخرت کیلیے اس مہم مین شریک تھے ضبط کی تاب نرہی بے اختیار بغیر سپہ سالار سے اجازت لیے حملہ کر دیا اور اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے قلعۂ بذ کے پھاٹک پر جا پہونچے۔ جہان قیامت خیز ہنگامہ برپا تھا۔ اور موت کا فرشتہ بڑی سرعت کے ساتھ اپنا کام کر رہا تھا۔ ان مجاہدین کے پہونچ جانے سے جعفر کے ہمراہیون مین زیادہ زور پیدا ہو گیا۔ اور خرمیون کو مارتے ہٹاتے ہوئے وہ پھاٹک و فصیل کے پاس جا پہونچے شہر پناہ کی دیوار کو تھوڑا بہت نقصان پہونچا دیا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب وہ دیوار دن پر چڑھ کے قلعے کے اندر داخل ہوا ہی چاہتے ہین مگر افشین کی برہمی و بیقراری کی وہی حالت تھی۔

اسی حالت مین جعفر کا ایک سوار سرپٹ گھوڑا دوڑاتا اور لگاشون اور غاردن کو پھاندتا ہوا افشین کے پاس آیا اور عرض کیا "جعفر چاہتے ہین کہ حضور اس وقت پانچ سو پیدل سپاہیون سے اُن کی مدد کرین۔ اور کہتے ہین کہ اب مین قلعۂ بذ کے اندر داخل ہونے ہی کو ہون"

اس کے جواب مین افشین نے برہمی کے ساتھ کہا "جعفر نے بڑی بھاری غلطی کی ہے اس حملے مین کامیابی غیر ممکن ہے۔ اور نقصان یقینی۔ وہ حماقت سے بغیر مجھ سے مشورہ کیے موت کے منھ مین چلے گئے ہین۔ اور اپنے ساتھ اور بھی بہت سے مسلمانون کو خطرے مین ڈال دیا ہے۔ لہذا جتنے لوگون کو

وہ ضایع کرنے کے لیے وہان لے گئے ہین اُن سے زیادہ مسلمانون کی جانین ضائع کرنے کی مین ہرگز اجازت نہین دے سکتا۔ اُن سے کہہ دو کہ اس احمقانہ حملے سے باز آئین۔ اور خیریت اسی مین ہے کہ آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے واپس چلے آئین۔"

یہ جواب سُن کے علی بن فضل نے جو افشین کے پاس بیٹھا تھا کہا "میرے نزدیک تو اس نازک موقع پر جعفر کی ضرور مدد کرنی چاہیے۔"

افشین۔ "لیکن جب مدد کرنے مین فتح اور کامیابی کی اُمید بھی ہو۔ مجھے تو ان لوگون کی ہلاکت کا اندیشہ ہے جو اس وقت بیخبری اور حماقت کے نشے مین مصروف پیکار ہین۔ جعفر اگر میرے مشورے کے مطابق آہستہ آہستہ لڑتا ہوا واپس آئے تو سمجھنا چاہیے کہ خوش نصیب ہے۔"

علی۔ "آخر کیون؟"

افشین۔ "اس کو آپ دم بھر مین دیکھ لین گے۔ آپ نہین جانتے کہ بابک کتنا بڑا خطرناک شخص ہے۔ اور اپنے قلعے کے بچانے کی اُس نے کیا کیا تدبیرین کر رکھی ہین۔"

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ناگہان بجارا خذاہ کی پہاڑی کے عقب سے جو قلعۂ بذ کی داہنی جانب تھی اور ایک دوسری پہاڑی سے جو شہر کے دوسرے پہلو پر تھی خرمیون کا بے شمار لشکر نکل پڑا۔ اور معلوم ہوا کہ جیسے اس ٹڈی دل کو دہین کی زمین نے اُگل دیا ہے۔ یہ دونون خرمی لشکر دونون جانب سے جھپٹے کہ جعفر اور اُس کے ہمراہیون کا واپسی کا راستہ روک دین۔ اور اُن سب کو اپنے حلقے مین کرکے بذ کے پھاٹک ہی پر مار لین۔ ان کثیر التعداد دشمنون کو نکلتے دیکھ کے علی کانپ گیا۔ اور بے اختیار کہہ اُٹھا "آپ سچ کہتے تھے جعفر نے بڑی غلطی کی۔"

مگر اب افشین کو جواب دینے کی فرصت نہ تھی۔ گھبرا کے کھڑا ہو گیا۔ اور علمدار سے جو پیچھے تھا جھنڈا چھین کے اُسے دونون ہاتھون سے زور زور سے ہلانے لگا۔ یہ اشارہ ہوتے ہی اُس کے گارد کے سوار اور تمام پیدل پلٹنین سب بذ کے پھاٹک کی طرف چلین۔ اُن کی سُست رفتار دیکھ کے افشین نے جھنڈا زور زور سے اور جلدی جلدی ہلایا۔ اور تمام حملہ آور فوجین چارون طرف سے دوڑنے لگین۔

دشمنون کی اس ازغیبی فوج کو اپنی پشت پر آتے دیکھ کے جعفر خیاط بھی گھبرا گیا فوراً جھنڈی ہلا کے اپنے ساتھیون اور مجاہدین کو واپسی کا حکم دیا۔ لیکن یہ بڑی

عقلمندی کی کہ بجائے بھاگنے کے شہر والے حریفوں سے لڑتا اور اُن کو تعاقب سے روکتا ہوا پلٹا۔ جس مقام پر اُن سب فوجوں کا اجتماع ہوا یعنی اُدھر سے جعفر اور مجاہدین ممالک اسلام آئے۔ داہنے بائیں خرمیوں کی کمین گاہوں کی فوج پہونچی۔ اور ادھر سے عساکر خلافت نے نرغہ کیا۔ وہاں بڑی خونریزی ہوئی۔ اور جعفر کو موقع مل گیا کہ جبتک افشین کا لشکر داہنے بائیں پہلو کے خرمیوں کو شکست دے کے بھگائے وہ اپنے تعاقب کرنے والے خرمیوں سے جو شہر سے نکل کے آئے تھے اور اُن کا سردار خود بابک تھا۔ باہر ہی سے مقابلہ کرتا رہے۔ آخر دونوں جانب کے کمین گاہ سے آنے والے خرمی شکست کھا کے بھاگے۔ افشین کی شاہی فوج کے سواروں نے دونوں جانب اُن کا تعاقب کیا۔ اور پیدلوں نے جعفر کے ساتھ مل کے بابک کے ساتھیوں پر اس زور سے حملہ کیا کہ وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ قلعہ کا پھاٹک اُس کے پہونچنے سے پہلے ہی بند کر لیا گیا۔ اور بابک اور اُسکے ہمراہی شہر پناہ کے پاس پہونچ کے ادھر اُدھر فصیل کے نیچے بھاگے۔ جعفر نے پھاٹک پر پہونچ کے پھر شہر پر دھاوا کرنے کا ارادہ کیا مگر اب کی فصیل کے اوپر سے خرمیوں نے اس شدت سے تیر باری و سنگساری کی کہ مسلمانوں کو گھبرا کے پیچھے ہٹنا پڑا اور اتنے میں بابک اور اُس کے رفقا فصیل کے نیچے پہونچ کے غائب ہو گئے۔

اب مجبوراً جعفر اور تمام شاہی فوجیں واپس آئیں۔ اور سب نے اپنے قلعۂ کوہ کے نئے قلعے کی فصیل میں داخل ہو کے آرام لیا۔ اس ہنگامے کے موقوف ہونے کے بعد افشین نے علی سے کہا "جعفر خیاط نے تو بڑی غلطی کی تھی جس کے خطرے سے خدا نے بچایا۔ مگر اُن کی اس غلطی سے مجھے بڑا فائدہ ہوا۔ میں مہینہ بھر سے اس چکر میں تھا کہ ہمیشہ لڑائی چھڑنے کے بعد اور شہر کی طرف بڑھتے وقت خرمیوں کی جو فوجیں ہر جانب سے یک بیک نکل پڑتی ہیں وہ کہاں سے آتی ہیں۔ آج مجھے اُن کی دونوں کمین گاہیں معلوم ہو گئیں۔ اور اب میں اس کا انتظام کر لوں گا۔" یہ کہتے کہتے اپنے خیمے میں داخل ہو گیا۔ اور دونوں آرام لینے کے لیے اپنے خیموں میں گئے۔ شام تک سب نے قلعے کے اندر رہ کے آرام کیا۔ ہاتھ منھ دھو کے کھانا کھایا۔ نمازیں پڑھیں۔ خضوع قلب سے فتح کی دعائیں مانگیں۔ اور افسران فوج تیار ہو گئے کہ بعد مغرب فوجی کونسل میں شریک ہوں۔

پانچوان باب

لعل گم شدہ کا پتہ

رات کا وقت ہے - اور مشاطۂ قدرت نے ایک مشرقی پہاڑی کے سر کو اُس کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کے بدرِ کامل کا تاج پہنا دیا ہے - ماہتاب کی روشنی افشین کے نئے قلعے یا مامن مین پہونچی ہے - اور اُس روشنی مین اُس کے خیمے کے آگے ایک وسیع شامیانے کے نیچے جنگی کونسل جمع ہو رہی ہے - سرداران فوج نماز مغرب پڑھ کے اور کھانے پینے سے فارغ ہو کے آتے جاتے ہین - اور ہر شخص آج کی خوفناک لڑائی کے وہ واقعات بیان کر رہا ہے جو اُس بد گذرے ہین -

اتنے مین جعفر خیاط اور مجاہدین اسلام کا سرگروہ عثمان بن نعمان موصلی آئے - افشین نے اُٹھ کے اُن کی تعظیم کی - اور اپنے برابر بٹھا لیا - جعفر کے چہرے سے ناراضی کے آثار نمایان ہین جو افشین کے اس خلق سے بھی نہین دُور ہوئے - چنانچہ اُس نے بیٹھتے ہی کہا "آپ نے آج میرے اور میرے ساتھیون کے ہلاک کرانے مین کوئی کسر نہین اُٹھا رکھی تھی - پانچ سو سپاہی بھی کوئی چیز ہین؟ مگر آپ نے ان کے بھیجنے مین بھی بخل کیا"

افشین - (مسکرا کے اور متانت سے) "پانچ سو سپاہی تو بڑی چیز ہین مجھے مسلمانون کی جانین اس قدر عزیز ہین کہ ایک سپاہی کو بھی کسی کی غلطی پر قربان کرنے کے لیے موت کے مُنھ مین نہین بھیج سکتا - مین ایک سال سے ان پہاڑون مین ہون - خرمیون کی حرکتون اور بابک خرمی کی مکاریون سے خوب واقف ہو چکا ہون - اور آپ ابھی نئے نئے بغداد سے چلے آتے ہین - آپ کو کیا خبر کہ خرمیون نے ان پہاڑون کو کیا سے کیا بنا دیا ہے - مجھے اندیشہ لگا رہتا ہے کہ یہی زمین جس پر مین بیٹھا ہون - اس کے نیچے بھی ان لوگون نے کوئی سُرنگ نہ بنا رکھی ہو - ان اسباب سے سخت ضرورت تھی کہ آپ شہر بذ کے پھاٹک پر حملہ کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ کر لیتے - بخلاف اس کے آپ نے بغیر میری اجازت کے حملہ کر دیا - اور سمجھے کہ جو تھوڑے سے خرمی ہین جو آپ کو فریب دے رہے تھے - اور چاہتے تھے کہ آپ کے ساتھ سارا لشکر اسلام بھی وہان پہونچ جائے - اسی خیال سے اُنھون نے شہر پناہ کے اُوپر سے سنگباری و تیر افگنی بھی نہین کی - تاکہ آپ کو شہر کا فتح کر لینا آسان نظر آئے - وہ منتظر تھے کہ سارا لشکر اسلام پھاٹک پر پہونچ لے تو

کمین گاہ سے اُن کی فوجین نکلین۔ ساتھ ہی قلعے سے بھی وہ پوری قوت سے نکل پڑین۔ اور سارے لشکر اسلام کو دم بھر مین گھیر کے فنا کر دین۔ آپ اُن کے اِس فریب کو نہ سمجھتے تھے۔ اور برابر بڑھتے چلے جاتے تھے۔ ایسی حالت مین آپ کی کمک کے لیے بھیج کے مین اپنی بہادر فوج کو کیسے ضائع کر سکتا تھا؟ مگر مجاہدین جن مین جوشِ شجاعت اور دینی حمیت کے سوا عقل اور عاقبت اندیشی نام کو بھی نہین ہے جوش مین بغیر مجھ سے اجازت لیے آپ کے پاس پہونچ گئے۔ اُن کے پہونچتے ہی آپ نے دیکھ لیا کہ آپ کے پیچھے دونون پہلوؤن سے خرمیون کا ایک بڑی دَل نکل پڑا۔ اور آپ کی حالت کس قدر نازک ہو گئی تھی؟ اُس وقت مجھے مناسب معلوم ہوا کہ ساری فوج سے آپ کو مدد دی جائے۔ چنانچہ یہی کیا گیا۔ اور خدا نے آپ کو خطرے سے بچا یا۔ اور فتحیاب کیا۔ برخلاف اس کے اگر آپ کے مانگنے پر اور خرمیون کے کمین گاہ سے نکلنے کے پہلے ہی یہ فوج پہونچ جاتی تو سارا لشکر اسلام تباہ ہو جاتا۔

اس وقت مجاہدین اسلام مین سے ایک بہادر شخص نے ایک خشک گارے بھرا بڑا سا پتھر افشین کے سامنے لا کے ڈال دیا اور کہا "دیکھیے ہم شہر بذ کی دیوار سے یہ پتھر توڑ لائے ہین۔"

افشین "آپ کی جوانمردی مین شک نہین۔ مگر جب آپ پلٹے ہین اُس وقت آپ کو اور سب کو نظر آ گیا کہ آپ کتنے بڑے خطرے مین پڑ گئے تھے۔"

جعفر "جو کچھ ہو مگر آپ کو مسلمانون کی مدد کرنا چاہیے تھی۔"

افشین "تو کیا مین نے مدد نہین کی؟ میری مدد ہی تھی جو آپ کو موت کے مُنھ سے نکال لائی۔ مگر ہان مین نے اُس وقت مدد کی جب مدد کا وقت آیا۔ جس وقت آپ نے مدد مانگی ہے اُس وقت میرے نزدیک مدد کا وقت نہ تھا بلکہ جو سپاہی آپ کے پاس جاتے اُن کو بھی ہلاک کرنا تھا۔"

اب مجاہدین مین سے چند لوگون نے شکایت کی کہ "فوج مین رسد کا انتظام اچھا نہین ہم لوگون مین سے اکثر لوگ فاقے کر رہے ہین۔ اور ہم ہی نہین شاہی لشکرون مین بھی کھانے کی قلت ہے۔ آپ کو اس کا انتظام کرنا چاہیے۔"

افشین "جہاد مین تنگی پڑتا ہے۔ رسد منگوانے مین کمی نہین کی جاتی۔ مگر جب سے ہم نے اُس بلند ٹیلے پر قیام کیا ہے کافی مقدار مین غلہ کا یہان تک لانا غیر ممکن ہے خصوصاً

اس حالت مین کہ روز لڑائی ہوتی ہے۔ تاہم جہان تک بنتا ہے شاہی فوج کو جو ہمارے ساتھ آئی ہے تھوڑی بہت غذا ضرور دی جاتی ہے۔ رہے اپنی خوشی سے آنے والے مجاہدین تو وہ اپنے ذرائع معیشت کے خود ہی ذمہ دار ہین۔ ہم پر اُن کا بار نہ ہونا چاہیے۔ اس سے پیشتر جہان تک بنا اُن کو بھی رسد پہونچائی گئی۔ لیکن اب یہ دشوار ہے اس لیے مین صاف کہے دیتا ہون کہ آپ لوگ صبر کرین۔ بلکہ خوب اندازہ کر لین کہ کون کون صاحب کمی غذا یا بھوک اور فاقون کو برداشت کر سکتے ہین۔ جن صاحبون کو صبر کی طاقت ہو رہین اور جو برداشت نہ کر سکتے ہون اُن کے لیے واپسی کا رستہ کھلا ہوا ہے۔ بے تکلف چلے جائین۔ امیر المومنین کا لشکر اس مُہم کے لیے اکیلا کافی ہے

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک شخص نے کہا "مجاہدین کے ساتھ ایک ولی اللہ بزرگ ہین اُنھون کل ایک خواب دیکھا ہے جس سے تمام مجاہدون مین ایک شورش پیدا ہوگئی ہے" افشین نے فوراً اُن بزرگ کو بُلوا کے ان کا خواب پوچھا۔ اُنھون نے کہا۔ "مین نے دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلعم تشریف لائے اور فرماتے ہین کہ افشین سے جا کے کہدو کہ فوراً لڑائی چھیڑ۔ اور تاخیر مت کر۔ ورنہ پہاڑون کو حکم دون گا کہ تجھیر سنگساری کرین" افشین یہ سُن کے آبدیدہ ہوگیا۔ اور کہا "میری نیت کا حال خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اور نیز اس بات کو کہ جو کچھ مین کر رہا ہون اُس مین کیا مصلحت ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت سرور عالم پہاڑون کو سنگساری کا حکم دین گے تو مجھ پر نہین بلکہ اُس کافر مشرک اور مدعی ربوبیت پر جس نے مسلمانون کو پریشان کر رکھا ہے"

افشین کے یہ الفاظ سُن کے مجاہدین جو اُس کے پہلے جواب ہی پر برافروختہ ہو رہے تھے ناراضی کے ساتھ اُٹھ کے واپس چلے۔ اور اُن مین سے بعض چلا چلا کے کہتے جاتے تھے "سردار افشین ہمین اور جعفر کو لڑنے دین تو ہم شہر بذ کو فتح کر لین" اب سب مجاہدین اُٹھ کے چلے گئے۔ اور افشین حیران بیٹھا تھا کہ ایک سپاہی نے ایک عورت کو لا کے افشین کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا "حضور جس وقت بابک بھاگا ہے اور اپنے قلعے کی دیوار کے نیچے پہونچا ہے اُس وقت اُس عورت نے اُسے لا کے شراب کا جام دیا۔ مین قریب تھا۔ ایک بڑا سا پتھر کھینچ مارا کہ بابک کا کام تمام کر دون۔ مگر پتھر بجائے بابک کے اُس کی اس ساقیہ کے لگا۔ اور یہ غش کھا کے گر پڑی۔ بہت سے خرمی چھپٹے کہ اسے اُٹھا لیجائین مگر ہم نے نرغہ

کر کے اُنھیں ہٹا دیا۔ اور اگرچہ شہر بلہ پر سے برابر پتھر برس رہے تھے۔ اور مین نے چوٹ بھی کھائی مگر اسے نہ چھوڑا۔ جان پر کھیل کے اُٹھا ہی لایا۔ شام تک میرے خیمے مین بیہوش پڑی رہی۔ اس وقت ہوش آیا تو حضور کے سامنے لے آیا۔ حضور کا حکم ہے کہ جو خرمی عورت پکڑی جائے حضور کے سامنے ضرور پیش ہو۔ اس لیے یہ حاضر ہے۔"

افشین۔ (حیرت و جوش کے ساتھ) "یہ بابک کی ساقیہ ہے!"

سپاہی۔ "مین یہ تو نہین جانتا کہ یہ اُس کی ساقیہ ہے یا کون ہے۔ مگر میرے سامنے اس نے اُسے جام شراب ضرور پلایا تھا۔"

افشین نے اُس عورت کو قریب بُلوایا۔ غور سے اُس کی صورت دیکھی۔ اس پر بھی اطمینان نہوا۔ تو مشعل منگوا کے اُس کے مُنھ کے سامنے کی۔ اور پہچان کے بولا "خوب ملین۔"

عورت۔ "ہان خوب ملی۔ مین خود ہی اقرار کر چکی ہون کہ مسلمانون کی دشمن ہون۔ بہتون کے کلیجے چبا چکی ہون۔ پھر دیر کس بات کی ہے؟ قتل کا حکم دیجیے۔"

افشین۔ (مسکرا کے) "ہونا تو یہی چاہیے۔ مگر جس طرح مین جانتا ہون کہ تم مسلمانون کے خون کی پیاسی اور اُن کے کلیجون کی بھوکی ہو۔ ویسے ہی تم بھی جانتی ہو کہ مین تمھاری صورت پر فریفتہ اور تمھاری زلف گرہگیر کا اسیر ہون۔ پہلے تم میرے ساتھ میرے خیمے مین چلو گی میری دعوت کھاؤ گی۔ پھر اُس کے بعد جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین آئے گا۔"

عورت۔ "یہ نہوگا۔ اور اس تمنا کو آپ اپنے ساتھ قبر مین لیجائین گے۔"

افشین۔ "ماہ آفرید۔ تم بیشک اپنے نام کے مطابق چاند کی بیٹی اور مہ پارہ ہو مگر تم مین چاند کی سی وفاداری کیون نہین ہے؟ چاند ہر شب کو آتا اور ہماری صحبت مین شریک ہوتا ہے۔ مگر تمھین اپنی پیاری صورت دکھانے مین اتنا بخل ہے کہ کبھین تو پھر آنے کا نام نہ لیا!"

افشین کی ان باتون کو تمام سرداران فوج جو جمع تھے حیرت سے سُن رہے تھے۔ دل مین اگرچہ سب اس مذاق کو ناپسند کرتے تھے۔ مگر زبان سے کوئی لفظ نکالنے کی کسی کو جرأت نہوتی۔ ماہ آفرید بیباکی سے افشین کو بُرا بھلا کہہ رہی تھی اور افشین اُسی طرح اُس سے لگاوٹ کرتا اور اُس پر اظہار عشق کرتا تھا۔ چنانچہ اسی جوش مین اُس نے ماہ آفرید کی زنجیرین کھلوا کے اُسے اپنے پہلو مین بٹھا لیا۔ اور جو شخص اُسے لایا تھا اُس کی کارگذاری کی بہت تعریف کی۔ اور اُس کے حوصلے کے مطابق انعام دے کے اُسے رخصت کر دیا۔

یہ کہہ کے افشین نے مشورے اور کونسل کی کارروائی ختم کی۔ ماہ آفرید کا ہاتھ پکڑ کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور علی بن فضل کو بھی دربار ہی مین رخصت کر کے اپنے خیمے مین چلا گیا۔ جاتے وقت اس نے اپنے گارد کے افسر سے الگ لیجا کے کہا" اس عورت کی بیڑیان اور ہتھکڑیان مین نے کھلوا دی ہین تاکہ یہ اپنے آپ کو آزاد سمجھے۔ مگر تم اسے آزاد نہ خیال کرنا۔ پہرے کے تمام سپاہیون کو تاکیدی حکم دے دو کہ یہ قلعے سے نکل کے نہ جانے پائے۔ چند آدمی خاص اس کی نگرانی پر مامور رہین۔ اور خوب یاد رکھو کہ اگر یہ نکل گئی تو تم اس کے ذمہ دار ہوگے۔ اور اس کا معاوضہ تمھاری جان کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو سکے گی"

خیمے مین داخل ہو کے اُس نے ماہ آفرید کو پہلو مین بٹھایا۔ اور کہا "تمھین یاد ہوگا کہ مین نے گذشتہ ملاقات مین رخصت ہوتے وقت تم سے التجا کی تھی کہ کبھی کبھی ملتی ضرور رہنا۔ مگر افسوس تم نے اس کا خیال نہ کیا"

ماہ آفرید" مگر مین نے آنے کا وعدہ نہین کیا تھا"

افشین" اور جو تم نے وعدہ کیا بھی ہوتا تو کیا اُسے پورا کرتین؟ تم لوگون سے وعدہ وفائی کی اُمید رکھنا حماقت ہی۔ خیر ہوگا۔ کسی نہ کسی طرح ملاقات ہو ہی گئی۔ مگر مین زبان سے ادا نہین کر سکتا کہ تم سے مل کے کس قدر خوشی ہوئی ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم تو یہان چلی آئین۔ تمھارے آقا بابک کو وہان شراب کون پلاتا ہوگا؟"

ماہ آفرید"میرے نہ ہونے سے اُنھین بیشک تکلیف ہوگی۔ مگر اُن کی تکلیف سے آپ کو کیا غرض ہ؟"

ماہ آفرید۔ ہان مجھے اُن کی تکلیف کی پروا نہین۔ مین تو بس یہ چاہتا ہون کہ تمھین تکلیف نہ ہو"

ماہ آفرید" سب سے بڑا آرام تو مجھے آپ نے یہ پہونچایا کہ پکڑ بلایا"

افشین" مگر یہ میرا فعل نہ تھا۔ جو شخص تم کو پکڑ لایا نہ مین نے اُس کو حکم دیا تھا اور نہ یہ بات میرے خیال مین تھی کہ کوئی تم کو پا سکے گا۔ یہ فقط میرا جذب اُلفت ہو جو کسی نہ کسی بہانے سے تم کو یہان کھینچ لایا"

ماہ آفرید" مین کہہ چکی کہ کسی مسلمان کے ساتھ میرا نباہ نہین ہو سکتا۔ مجھے حضرت بابک نے

جو آزادیان دے رکھی ہین اور اُن کی عنایت سے مجھے جو آرام ملتا ہے وہ اور کہین ممکن نہین۔ اس لیے صاف صاف کہے دیتی ہون کہ میرے ساتھ عشق و محبت ظاہر کرکے آپ کو کچھ حاصل نہوگا۔ اور اگر مین زبردستی اور باندھ کے رکھی بھی گئی تو مجھسے وفاداری کی اُمید نہ رکھیے گا۔"

افشین۔ (ہنس کے) "تو مین وفادار معشوقہ چاہتا بھی نہین۔ معشوقہ کو وفاداری سے کیا واسطہ؟ بیوفائی حُسن کا جوہر ہے۔"

ماہ آفرید۔ "اچھا اگر آپ میرے سچے عاشق ہین تو مجھے بابک کے پاس پہونچا دیجیے۔"

افشین۔ "خوشی سے پہونچا دون گا۔ لیکن آئی ہو تو دو تین دن رہو چلی جانا۔"

ماہ آفرید۔ "دو تین دن کیسے؟ مجھے تو ایک گھڑی بھی یہان لاکھ برس کے برابر ہے۔"

افشین۔ "اچھا مین پوچھتا ہون بابک مین کون سی ایسی خوبی ہے جو تم اُن کے لیے یوانی ہو رہی ہو۔ سُنتا ہون اُن کے حرم مین سیکڑون پری وش عورتین بھری ہوئی ہین۔ اس کے علاوہ اپنے معتقدون کی بیویون کو بھی وہ اپنے اوپر حلال سمجھتے ہین۔ اُن کا یہ طریقہ دیکھ کے تمھین رشک نہین آتا؟"

ماہ آفرید۔ "ہرگز نہین۔ اُنھین جیسی محبت مجھسے ہے کسی سے نہین ہے۔ ہونے کو تو اُن کے لیے ہر عورت حلال طیب ہے مگر اُن کی جو عنایت میرے حال پر ہے کسی پر نہین۔ مین اُن کی ساقیہ بھی ہون۔ اور محبوبہ بھی۔ اسی وجہ سے قلعے کی ساری گلرخ پری جمالین مجھ پر حسد کرتی ہین۔ اور مجھے کسی پر رشک کرنے کی کوئی وجہ نہین۔"

افشین۔ "مگر تم تو کہتی تھین کہ ریحانہ کو اُنھون نے خاص اپنے لیے رکھا ہے اور اُس کے عشق مین بیتاب ہو رہے ہین۔ یقین ہے کہ اب وہ اُن کے حرم مین داخل ہو گئی ہوگی۔ اُس پر تو تمھین ضرور رشک آیا ہوگا۔"

ماہ آفرید۔ "ہان اُس پر مجھے رشک تھا مگر اُس نے اپنی بیہودگی و نالائقی سے حضرت بابک کو خفا کر دیا۔"

افشین۔ "خفا! وہ کیونکر خفا کر سکتی ہے؟ وہ تو اُن کے بس مین ہے۔"

ماہ آفرید۔ "جی آپ کو نہین معلوم۔ حضرت بابک کی محبت و عنایت کی بے قدری کرکے اُنھون نے طرخان سے تعلق پیدا کیا۔ بھاگ کے اُس کے پاس مراغہ مین پہونچین۔

وہاں پہونچتے ہی کسی اپنے ہم قوم یار آشنا کے ذریعے سے اُسے قتل کرا ڈالا۔ اور بھاگ کے بغداد چلی تھیں۔"

افشین۔ "عجیب تو کیا اب قلعۂ بذ میں نہیں ہیں؟"

ماہ آفرید۔ "ہوتیں کیوں نہیں؟ ہمارے خدائی قوت رکھنے والے یزدان مظہر آقا کے ہاتھ سے بھلا کوئی بچ کے جا سکتا ہے؟ انھیں اپنے روحانی مؤکلوں سے معلوم ہو گیا کہ وہ مراغہ سے بغداد کو جا رہی ہیں۔ اور قصر شیریں میں ہیں۔ بس حکم ہوا اور وہی مؤکل جو یہ خبر لائے تھے گئے اُن کو راتوں رات اُٹھا لائے۔"

افشین۔ "اور پھر تمھارے لیے رشک و حسد کا سامان پیدا ہو گیا۔"

ماہ آفرید۔ "نہیں۔ اب کی جو وہ آئیں تو معشوقہ بننے کے لیے نہیں بلکہ قید رہنے کے لیے۔ اب وہ زنجیروں میں بندھی ہوئی قید خانے میں بیٹھی رہتی ہیں۔"

افشین۔ "غالباً ریحانہ بابک کے محل ہی میں قید ہو گی۔"

ماہ آفرید۔ (آپ ہی آپ چونک کے) "خوب۔ آپ چپکے ہی چپکے سب باتیں پوچھے لیتے ہیں۔ انھیں میں یہ ہرگز نہ بتاؤں گی۔"

افشین۔ "اچھا نہ بتاؤ۔ میں بھی اصرار نہیں کرتا۔" یہ کہہ کے اُس نے دسترخوان بچھوایا۔ اور ماہ آفرید کو اپنے ساتھ کھلا کے کہا "ماہ آفرید۔ کاش تم میری ہو جاتیں۔"

ماہ آفرید۔ "یہ قیامت تک نہ ہو گا۔"

افشین۔ "اچھا وعدہ کرو کہ اگر میں قلعۂ بذ کو فتح کر لوں۔ اور بابک کو پکڑ کے قتل کر ڈالوں تو اس کے بعد تم خوشی سے میری بیوی ہو جاؤ گی؟"

ماہ آفرید۔ (قہقہہ مار کے) "تو کیا تم سمجھتے ہو کہ حضرت بابک کو شکست دے کے ہمارا قلعہ فتح کر لو گے؟ ہا توبہ کر بندے! یہ ممکن ہی نہیں۔ تم اور تمھارا سارا لشکر انھیں پہاڑوں میں ٹکرا کے مر جائیگا اور یہ تمنا پوری نہ ہو گی۔ تم سمجھتے نہیں خدا کا مقابلہ کر رہے ہو۔ اور خدا پر بھلا کوئی غالب آسکتا ہے؟"

افشین۔ "بفرض محال میری یہ آرزو پوری ہو گئی تو تم وعدہ کرتی ہو؟"

ماہ آفرید۔ "میں ایسے محال کو فرض ہی نہیں کیا کرتی۔"

اب رات زیادہ آ گئی تھی اور صبح تڑکے اُٹھ کے لڑائی کا انتظام کرنا تھا۔ نیند

ماہ آفرید کو اسی خیمے میں سُلایا اور خود دوسرے خیمے میں جا کے اپنی بیوی شیرین سے باتیں کرتے کرتے سو گیا۔

چھٹا باب

ایک ناکام حملہ

دوسری صبح کو افشین نماز پڑھ کے اپنے نوتعمیر قلعے سے باہر نکل رہا تھا کہ مجاہدین جو رات کی کارروائی سے مایوس ہو گئے تھے اُن میں کا ایک شخص سامنے آیا اور چلایا "یا امیر اگر شہادت کا وقت آ ہی گیا ہو تو ہمیں اُس سے محروم نہ رکھیے۔ ہم لوگ فقط ثواب آخرت کے لیے یہاں آئے ہیں۔ آپ کے خیال میں شاہی فوج کے لیے حملہ کرنے میں اگر خطرہ ہو تو اکیلے ہم ہی کو میدان میں جانے دیجیے۔ شاید خدا ہمارے ہی ہاتھ سے اس قلعے کو فتح کرا دے۔ ہم بغیر آپ کی اجازت کے حملہ نہیں کر سکتے۔ جو مذہباً ناجائز ہے۔ اور اسی لیے آپ سے حملے کی اجازت چاہتے ہیں۔"

اس مجاہد کی التجا نے افشین کے دل پر بڑا اثر کیا۔ دیر تک سر جھکا کے سوچتا اور غور کرتا رہا۔ پھر اُس کی طرف نظر اُٹھا کے کہا "میں تم لوگوں کے سچے جوش دینی اور خالص نیتوں سے بخوبی واقف ہوں۔ اور جب تمھارے سے صادق الایمان مجاہد میرے جھنڈے کے نیچے ہیں تو فتح ہو ہی کے رہے گی۔ دراصل ابھی میری رائے نہ تھی کہ یکبارگی دھاوا شروع کر دیا جائے۔ اس لیے کہ بابک نہایت بڑا مکار و منافق ہے۔ اور ممکن ہے کہ اُس کے بعض فریبوں کا ابھی ہمیں پتہ نہ لگا ہو۔ لیکن خیر اب آپ لوگوں کو اصرار ہے اور صبر و انتظار کی آپ تاب نہیں لا سکتے۔ تو میں اپنی رائے بدلے دیتا ہوں۔ اچھا۔ خدا پہ بھروسہ کر کے حملے کی تاریخ مقرر کر دو۔ تاکہ ہم تم ایک ساتھ حملہ کریں۔"

افشین کا یہ جواب سُن کے تمام مجاہدین خوش ہو گئے۔ اسی ہفتے میں ایک دن حملے کا قرار پایا۔ جو مجاہدین دو چار روز بھی صبر نہ کر سکتے تھے۔ اُن کو واپسی کا پورا موقع دیا گیا۔ اور مدد دی گئی کہ امن و امان کے ساتھ خطرناک مقامات سے نکل جائیں۔ اس کے ساتھ ہی افشین نے فوجوں کی ترتیب اور حملے کے انتظامات شروع کر دیے چونکہ حملے میں نوجوانوں کو

دُور دُور کی گھاٹیون مین گذرنا اور اپنے مرکز سے فاصلے پر نکل جانا تھا۔ اس لیے انتظام کیا کہ رسد کا سامان کافی مقدار مین ہر حصۂ فوج کے ساتھ موجود رہے۔ بہت سے خچر اور گدھے جو پہلے سے فراہم کر رکھے تھے اُن پر غلّہ اور خوراک کا سامان لدوا دیا گیا۔ تاکہ جہان بھوک لگے سپاہی کھانا کھالین۔ ہزارون مخملین ہوا کے خچّرون کی پیٹھون پر کسی گئین۔ تاکہ زخمی اُن پر لاد لاد کے اپنے مامن مین پہونچائے جائین۔ اور وہان اطمینان سے اُن کی مرہم پٹی ہو۔

انھین انتظامات مین حملے کا دن آگیا۔ افشین اُسی بلند مقام پر جا کے بیٹھا جہان روز بیٹھا کرتا تھا۔ اور جہان سے قلعۂ بذ اور میدان جنگ کا زیادہ حصہ نظر آتا تھا۔ اور ابودلف کو بھیج کے مجاہدین کے پاس کہلا بھیجا "آپ لوگ جس سمت سے حملہ کرنا آسان سمجھین اُس طرف کے حملے کو اپنے ذمے لے لین۔ اور اُس کے سوا آپ اور کسی جانب رُخ نہ کرین منجنیقین اُڑانے والے گروہ اور تیرانداز بھی موجود ہین۔ ان مین سے جن جن کو آپ لوگ پسند کرین اپنی ہمراہی کے لیے منتخب کرلین۔ چنانچہ اُن لوگون نے قلعۂ بذ کا ایک پہلو اختیار کرلیا۔ اچھے منجنیقین اُڑانے والے اور تیرانداز بھی چھانٹ کے لے لیے۔ اس کے بعد افشین نے اپنی فوج کے لیے بھی حملے کی سمتین قرار دے لین۔ پھر ابوسعید کو بلا کے حکم دیا کہ تم اپنے لشکر کے ساتھ آکے میرے پہلو مین فلان مقام پر ٹھہرو۔ اور میرے حکم کے منتظر رہو۔ اس کے بعد جعفر خیاط کو حکم دیا کہ "تم مجاہدین کے مقابل دوسری سمت سے حملہ کرو۔ اور اطمینان رکھو کہ تمھین جتنے سوارون اور پیدلون کی ضرورت ہوگی مین برابر بھیجتا رہون گا۔"

ان انتظامات کے بعد حملہ شروع ہوگیا۔ اور بذ پر ایک جانب سے مجاہدین نے اور دوسری جانب سے جعفر خیاط نے حملہ کردیا۔ اور ایک ہی حملے مین شہر بذ کی فصیل کے نیچے جا پہونچے۔ جعفر نے کمال شجاعت سے ایک صف شکن حملہ کر کے اور جو سامنے آیا اُسے مار کے اور گرا کے بذ کے پھاٹک پر زور سے نیزہ مارا۔ اور اُس کے کھولنے یا توڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ اب جعفر اور اُس کے ہمراہی فصیل کے نیچے جوہر شجاعت دکھا رہے تھے۔ اور افشین پورے انتظام کے ساتھ انھین برابر بسکٹ اور ستو پہونچا رہا تھا۔ اسی قدر نہین جو سپاہی جیسی بہادری دکھاتا اُسی حیثیت کا انعام بھی اُسے افشین دوران جنگ مین دیتا جاتا تھا۔

شہر پناہ کے اوپر سے تیر اور پتھر مینھ کی طرح برس رہے تھے۔ جعفر کے ہمراہی سوار دونہ

بہت سے پیدل تیر انداز صفیں باندھے فصیل پر ایسی تیر اندازی کر رہے تھے کہ جو سامنے آتا اُسے مار کے گرا دیتے۔ اور خرمیوں کو مُنڈیر کے پاس نہ آنے دیتے کہ نیچے سنگساری کریں اور تیر برسائیں۔ لیکن اس پر بھی وہ ڈھالوں اور پتھروں کی سلوں کی آڑ پکڑ کے بڑھتے اور اپنا کام کرتے۔ اور اس لڑائی کے درمیان میں سُرنگ لگانے والے سُرنگیں لگانے کی کوشش کرتے۔ ہزارہا کدالیں دیوار پر پڑتیں اور اُس کے پتھر توڑ توڑ کے گراتیں۔ ان مزدوروں کو برابر مدد پہونچ رہی تھی۔ اور جیسے ہی ایک جماعت سخت محنت کر کے ہٹتی۔ دوسری بڑھ کے کدالیں چلانے لگتی۔ الغرض بڑی دیر تک پھاٹک پر یورش رہی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ یہ دُھن کے پکے حملہ آور فصیل کیا معنی سارے قلعے کو بیخ و بنیاد سے کھود کے پھینک دیں گے۔ اتنے میں پھاٹک کے ایک پہلو میں زور سے سُرنگ اُڑی جس نے دیوار کو ہلا دیا۔ مگر اُس کا سارا زور باہر ہی کی طرف نمودار ہوا۔ اس لیے کہ بہت سے پتھر دیوار سے ٹوٹ کے باہر کی طرف گرے۔ اور اگرچہ مسلمان سُرنگ اُڑاتے وقت پیچھے ہٹ آئے تھے پھر بھی دس پندرہ آدمی زخمی ہو کے گرے اور خچروں کی محملوں میں ڈال کے اُٹھالائے گئے بابکیوں کو اس فصیل کے کمزور ہونے کا اندیشہ ہوا تو بہت گھبرائے۔ اور جان پر کھیلنے کو تیار ہو گئے۔ فوراً پھاٹک کھلا۔ اور اُن کے ایک زبردست لشکر نے نکل کے مسلمانوں پر زور و شور سے حملہ کیا۔ اور سب کے سب چانک حملہ آوروں پر ٹوٹ پڑے۔ سخت لڑائی شروع ہو گئی۔ اور جعفر کے ہمراہیوں کو اس حملے کا روکنا دشوار ہو گیا۔ چنانچہ سب لوگ گھبرا کے پیچھے ہٹے۔ پھاٹک اور فصیل کے پاس سے تمام حملہ آوروں کو خرمیوں نے مار کے ہٹا دیا۔ اور فصیل کو توڑنے کی جو کارروائی ہو رہی تھی موقوف ہو گئی۔

مجاہدین نے اپنی طرف ایسی یورش کی تھی کہ اُن کے بعض لوگ سیڑھیاں لگا کے سیاہ عباسی علم ہلاتے ہوئے فصیل کے اوپر چڑھ گئے تھے۔ اور ارادہ کر رہے تھے کہ بہت سے لوگ ایک ساتھ اندر پھاند کے پھاٹک کھول لیں۔ مگر عین اُس وقت جب خرمیوں نے جعفر پر حملہ کیا تھا اُن لوگوں پر بھی بڑی زور سے نرغہ کیا۔ اُن تمام لوگوں کو جو اوپر چڑھ گئے تھے ڈھکیل کے اُلٹا پیچھے گرا دیا جن لوگوں نے گر کے چوٹ کھائی تھی اُنھیں اوپر سے پتھر مار مار کے ہلاک کر ڈالا۔ پھر سب کو مار کے قلعے کے پاس سے ہٹا دیا۔ اور گروہ مجاہدین سے بھی ان طور پر کمزوری ظاہر ہوئی۔

یہ حالت دیکھ کے افشین نے کچھ کمک جعفر کے پاس بھیجی تاکہ اُسے پوری شکست نہ ہونے پائے۔ اور تھوڑی فوج سے مجاہدین کی مدد کی۔ جعفر نے تو اس نازک حالت مین اپنے سو تیر انداز آگے کر دیے۔ جو صف باندھ کے اور ڈھالون کی آڑ کر کے جم گئے۔ اور اس شدت سے دشمنون پر تیر برسانے لگے کہ ان کو آگے بڑھنے کی جرأت نہوئی مگر مجاہدین کو پوری شکست ہو گئی۔

جعفر کے پاس جب کمک پہونچی تو اس نے کہلا بھیجا "مجھے فوج کی کمک کی شکایت نہین۔ اس لیے کہ میرے پاس کافی فوج موجود ہے۔ مگر مجھے یہ نہین نظر آتا کہ کس مقام پر لڑون اور کدھر سے فصیل پر دھاوا کرون۔ یہ سُن کے افشین نے واپسی کا حکم دیا۔ فوراً زخمی اور پتھرون کی چوٹ کھائے ہوئے لوگ محملون مین لاد لاد کے اُٹھا لائے گئے۔ اور دونون طرف کے حملہ آور واپس آئے۔ جن کا خرمیون نے تھوڑی دُور تک تعاقب کیا۔ اور اُس کے بعد اپنی کامیابی و فتح پر خوش ہوتے ہوئے بذّ مین واپس گئے۔

مسلمانون نے اپنے مامن مین آکے نماز ظہر پڑھی جس کا وقت آخر ہونے کو تھا۔ اس کے بعد اپنے اپنے خیمون اور مسکنون مین جا کے کمرین کھولین۔ لیٹ پوٹ کے تھکن مٹائی۔ اور بعد مغرب تمام سرداران فوج افشین کے پاس آئے۔ اور مشورہ ہونے لگا کہ کیا کاروائی کی جائے۔ جعفر اور مجاہدون کے سردارون نے کہا "افسوس آج ہم ناکام رہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ہم بے ایمان اور بے دین خرمیون کو اتنا بہادر نہین جانتے تھے"۔

افشین۔ "مگر مین جانتا تھا۔ اور اسی لیے تمھین روکتا تھا"۔

یہ سُن کے مجاہدین کا سردار عثمان بن نعمان موصلی بولا "خیر آج تو جو ہونا تھا ہوا۔ مگر اب کیا کیا جاے؟ اگر مناسب ہو تو ہیثم غنوی کو مقام رستاق ارشق سے۔ علویہ اعور کو حصن النہر سے اور دیگر سردارون کو اُن مقامات سے جہان وہ مامور ہین۔ بُلوا لیجیے اور ہم سب ایک ساتھ حملہ کرین"۔

افشین۔ "ان لوگون کو اُن کی جگہون سے ہٹانا ہرگز مناسب نہین ہے۔ خیر اب آپ لوگ نہ گھبرائین۔ عنقریب مین اپنے انتظام سے حملہ کرون گا۔ اور انشاء اللہ ایک ہی دن مین فتح کر لون گا۔ آج کا حملہ فقط آپ لوگون کے اصرار سے ہوا۔ ورنہ میری راے نہ تھی۔ آپ لوگ بہادر ہین۔ اور خدا کی راہ مین جانین فدا کرنے مین دریغ نہین کرتے۔ مگر یہ نہین جانتے کہ فتح حاصل کرنے کے لیے کیا تدبیرین کی جائین"۔

جعفر "آپ کا فرمانا بجا ہے۔ اور مین اپنی غلطی تسلیم کرتا ہون۔ لیکن اب آپ جس طرح اور جس عنوان سے حکم دین حملہ کیا جاے۔"

علی بن فضل "اب کی مین چاہتا ہون کہ لڑائی مین آپ مجھسے بھی کام لین۔"

افشین "مین اب کی آپ سے ضرور کام لون گا۔ اور آپ ہی کے ہاتھون سے یہ قلعہ فتح ہوگا۔ آپ عباسی النسل ہین۔ اور عباسی جاہ و جلال آپ ہی کے مبارک ہاتھون سے نمایان ہوگا۔"

فضیل ۔(افشین کا بھائی) "افسوس مین زخمی ہو کے معذور رہو گیا۔ ورنہ مین بھی حفاظت اور اسلام کی خدمت بجا لاتا۔"

جعفر "ابھی جناب نے یہ نہین بتایا کہ اب کب حملہ ہوگا؟"

افشین "یہ تو مین اُس دن بھی نہ بتاؤن گا جس دن حملہ ہونے والا ہوگا۔"

اب اس مجلس مشورہ کو ختم کر کے افشین اپنے خیمے مین گیا۔ اندر جا کے بیٹھا ہی تھا کہ پاس کے زنانے خیمے سے اُس کی بیوی شیرین عالیہ بنت جعفر کو لیے ہوے آئی جس کی صورت دیکھتے ہی افشین تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور شیرین نے کہا "اب یہ یہان بہت گھبراتی ہین۔ اور مصر ہین کہ انھین قلعۂ بذ مین جانے کی اجازت دیجائے۔"

افشین ۔(عالیہ سے) "مجھے کسی طرح مناسب نہین معلوم ہوتا کہ آپ تن تنہا کافرون کے قلعے مین چلی جائین۔ ممکن ہے کہ وہان کوئی پہچان لے۔ اچھا ایک بات میرے ذہن مین آتی ہے ملاہ تو آپ کو نہین پہچانتی ہے مین آپ کو اُس سے ملاتا۔ مگر اس اندیشہ سے نہین ملایا کہ آ بذ مین جا چلی ہین۔ ایسا نہ ہو کہ پہچان جائے۔"

عالیہ "وہ مجھے خوب پہچانتی ہے۔ اور میری دوست ہے مین جب بذ مین گئی ہون اُس روز ملتی تھی اور اُسی کی وجہ سے مجھے ریحانہ کا پتہ لگا۔"

افشین "آپ نے اُسے دوست کیسے بنایا؟"

عالیہ ۔(مسکرا کے) "مین اُس کے مقتول بھائی خورزاد کا فرضی پیام لے کے اُس کے پاس گئی تھی۔ اور اُس پر ظاہر کیا تھا کہ محمد بن مغیث حاکم قلعہ شاہی کی لونڈی ہون۔"

اسی سلسلہ مین عالیہ نے اپنی ساری سرگذشت بیان کردی۔

افشین "تو آپ پر اُس کو کسی قسم کی بدگمانی تو نہین ہے؟"

عالیہ "ہونی تو نہ چاہیے - مگر میرے چلے جانے کے بعد کوئی نئی بات اُٹھ کھڑی ہوئی ہو
تو مین کیا جان سکتی ہون؟"
افشین "خیر مضائقہ نہین - مین اس وقت بُلا کے اُسے آپ سے ملاتا ہون - دیکھون اُس پر
کیا اثر پڑتا ہی - اور اگر اُس سے کسی قسم کا اندیشہ نظر آیا تو آپ کو اُس کے ساتھ کرونگا"
عالیہ "ضرور بُلائیے - مگر پہلے مین یہان سے چلی جاؤن جب وہ یہان آلے تو شیرین کوئی
چیز مانگین - اور مین لونڈیون کی وضع سے اُس چیز کو لاؤن - وہ مجھے ابن مغیث کی
لونڈی جانتی ہی - اور اس کو مین یہ کہہ کے بناہ لونگی کہ آپ نے مجھے حاکم قلعۂ شاہی سے
مانگ لیا ہی - مگر یہ اُس پر ہرگز ظاہر نہونا چاہیے کہ مین کوئی شریف عورت ہون - یا آپ میری
عزت کرتے ہین مین لونڈیون کی طرح اور لونڈیون ہی کی وضع مین آؤن گی - اور آپ بھی
اُسی طرح مجھ سے بات کرین جس طرح کوئی اپنی لونڈی سے بات کرتا ہی"
افشین "اس کو تو میرا دل نہین گوارا کرتا - مگر مجبوری مین سب جائز ہی"
اب عالیہ اُٹھ کے اپنے خیمے مین چلی گئی - اور افشین نے اپنی لونڈی کیوان دخت کو
بُلا کے حکم دیا کہ ماہ آفرید کو میرے پاس بُلا لاؤ - کیوان دخت گئی اور افشین اپنی بیوی شیرین
کو سمجھانے لگا کہ بابک خرمی کی اس لونڈی ماہ آفرید پر مین مصلحۃً اپنا عشق ظاہر کیا کرتا ہون
اور اس وقت بھی ایسی ہی باتین کرون گا - تم بُرا نہ ماننا - مجھے اس عورت سے بڑے بڑے
کام لینا ہین جو بغیر اس تدبیر کے نہین نکل سکتے - شیرین کی غیور طبیعت شوہر کے اس عذر کو
کسی طرح تسلیم نہ کرتی تھی - اور افشین مختلف پہلوؤن سے اُسے سمجھا رہا تھا۔

ساتوان باب

ایک شریف جاسوس

افشین کی مصلحتون کو شیرین ابھی تک نہین سمجھ سکی تھی اور اُلجھے جاتی تھی کہ کیوان دخت
نے ماہ آفرید کو لا کے افشین کے سامنے کھڑا کر دیا - افشین نے اُسے کھینچ کے اپنے برابر بٹھا لیا اور
پوچھا "میری دلربا نازنین تم یہان گھبراتی تو نہین ہو؟"
ماہ آفرید "مین نہ کسی کی دلربا ہون - نہ دلدار - اور گھبرانے کو جو آپ نے کہا تو یہان اُلجھنے

اور پریشان ہونے کے سوا رکھا ہی کیا ہی؟ ام ایک گھڑی کو تو میرا دل لگتا نہین۔ مجھے بغیر اپنے آقا حضرت بابک کے کہین چین ہی نہین پڑ سکتا۔"

افشین۔ (ہنس کے) "مطلب یہ کہ چلی ہی جاؤ گی میرے پاس نہ رہو گی۔"

ماہ آفرید۔ "ہان مجھے جانے دیجیے تو بڑا احسان ہو گا۔"

افشین۔ "اچھا تمھاری یہی خوشی ہے تو چلی جانا۔" (شیرین سے) اب سردی بڑھتی جاتی ہی اور انگیٹھی مین کوئلے نہین رہے ہین کسی سے کہو تھوڑے سے کوئلے ڈال کے آگ تیز کر جائے۔" شیرین نے کیوان دخت کو آواز دی۔ اور کہا "انگیٹھی مین لا کے کوئلے ڈالو۔" کیوان دخت گئی اور تھوڑی دیر کے بعد اُس کے عوض عالیہ ایک ٹوکری مین کوئلے لیے ہوے آئی اور انگیٹھی مین آگ پر کوئلے ڈال کے پھونک رہی تھی کہ آگ کی روشنی مین اُس کے چہرے پر ماہ آفرید کی نظر پڑی۔ دیکھتے ہی متحیر ہو کے افشین سے پوچھا "یہ آپ کی لونڈی ہی؟"

افشین۔ "ہان یہ میرے ہی پاس ہی۔ اصل مین یہ قلعۂ شاہی کے حاکم محمد بن مغیث کی لونڈی تھی۔ مین نے اُس سے مانگ لیا ہی۔"

محمد بن مغیث کا نام سنتے ہی ماہ آفرید نے بے اختیار آواز دی "عالیہ!" اور عالیہ نے جیسے ہی جواب مین "جی" کہا بے تحاشا اُٹھ کے دوڑی۔ اُس کے سینے سے لپٹ گئی۔ اور کہا "عالیہ۔ مین تمھین سردار افشین کے پاس دیکھ کے بہت خوش ہوئی۔ مجھے اس دغاباز اور بے رحم موذی کے نام سے نفرت ہی جس نے میرے بھائی کو فریب سے کے مارا۔ مگر تمھاری بڑی احسان مند ہون۔"

افشین۔ (بظاہر سخت متحیر ہو کے) "کیا تم عالیہ کو جانتی ہو؟ انھون نے تم پر کون سا احسان کیا؟"

ماہ آفرید۔ "وہ احسان مین نہ بتاؤن گی۔ بیکار کو آپ ان کے دشمن ہو جائین گے۔"

افشین۔ "بھلا مین اُس کا دشمن ہو سکتا ہون جس سے تم سے دوستی ہو؟ اچھا تم نہین بتاتین تو مین خود عالیہ سے پوچھ لون گا۔ عالیہ بہت نیک اور سچی عورت ہی۔ مجھ سے کسی بات کو نہ چھپائیگی۔"

ماہ آفرید۔ "چاہیے وہ خود کہہ دین۔ انھین اختیار ہی۔ مگر مین اپنی زبان سے نہین کہہ سکتی۔"

عالیہ۔ "حضور سچ تو یہ ہی کہ یہ بات آپ پر ظاہر کرنے کی نہین ہی۔ مگر آپ کو اصرار ہی تو مین عرض کیے دیتی ہون۔ محمد بن مغیث نے جب عصمت اور اُس کے ساتھی سردارون کو فریب سے دعوت مین بلا کے قتل کیا ہی تو اُس وقت مین وہان موجود تھی۔ اور ان کے بھائی خورزاد کو مین ہی شراب کے جام

پھر بھر کے دے رہی تھی۔ اس کے بعد جب وہ گرفتار کیے گئے تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ مجھ پر جو کچھ گذرے وہ تم خود قلعۂ بذ میں جا کے میری بہن ماہ آفرید سے بیان کر دینا۔ اُن کے اس کہنے کا میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ چند روز بعد جیسے ہی موقع ملا قلعۂ شاہی سے بھاگ کے بذ میں آئی اور ان سے ملی۔ ان کے بھائی کا پیام پہونچایا۔ اور تھوڑے دنوں ان کی مہمان رہ کے چلی آئی۔ اُس کے بعد بذ سے بھاگ کے آپ کے پاس آئی تو آپ نے مہربانی سے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور محمد بن منیث کو لکھ کے مجھے اُن سے مانگ لیا۔"

افشین "تم نے یہ پہلے نہ بتایا ورنہ میں تمھیں پھر بذ میں ان کے پاس بھیجتا۔ اور تمھارے ذریعے سے کوشش کرتا کہ یہ میری طرف سے اپنا دل صاف کر لیں۔"

ماہ آفرید "یہ تو قیامت تک نہ ہوگا۔ میرے آقا سے دشمنی کیجیے اور میں آپ سے دل صاف کروں! ممکن نہیں۔"

افشین "تو اچھا ایک کام کرو۔ ان کو پھر اپنے ساتھ بذ میں لیجاؤ۔ یہ تمھاری خادمہ بن کے وہاں رہیں گی۔ ایک طرف مجھے تمھارے حالات سے اطلاع دیتی رہیں گی۔ اور دوسری طرف تم سے میری سفارش کرتی رہیں گی۔ شاید اس تدبیر سے تمھارے دل میں میرا کچھ خیال پیدا ہو جائے۔"

ماہ آفرید "واہ! اچھی کہی۔ میں اپنے ساتھ آپ کے ایک جاسوس کو خود ہی لگا لیجاؤں! یہ کیسے ممکن ہے؟"

عالیہ "بہن۔ تمھارا خیال ہے کہ میں تمھاری جاسوسی کروں گی؟"

ماہ آفرید "بہن مجھے تم پر بدگمانی نہیں ہے مگر ان کی بھیجی ہوئی جاؤ گی تو اندیشہ ہوا ہی چاہیے۔"

افشین "اللہ ری بدگمانی۔ میری جرأت سے اپنے دوستوں کا بھی اعتبار نہیں! عالیہ بیچاری تو جاسوسی یا ادھر کی اُدھر لگانا جانتی ہی نہیں۔ ہاں جب موقع ملے گا تمھاری خیریت کی البتہ مجھے خبر کر دیا کرے گی۔ دوسرے وہاں یہ تمھاری حفاظت کیا کرے گی۔"

ماہ آفرید (تعجب سے) "وہاں یہ میری حفاظت کیسے کریں گی؟"

افشین "اس وقت تم کو یقین نہ آئے گا۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ عنقریب قلعۂ بذ کو ہمارے سپاہی فتح کر لیں گے۔ اور جس وقت جوش میں بھرے ہوئے فوجی لوگ اور مجاہدین شہر میں گھسیں گے اُس وقت وہاں تمام زن و مرد کی جانیں خطرے میں ہوں گی۔ ممکن ہے تم کو بھی کسی کے ہاتھ سے آزار پہونچ جائے۔ لیکن اگر عالیہ وہاں موجود ہوں گی۔ تو تمھارے لیے کسی قسم کا

اندیشہ نہوگا۔ ہماری فوج کے اکثر سپاہی اور تقریباً تمام سرداران کو پہچانتے ہین۔ ان کی صورت دیکھتے ہی ہر مسلمان تمھارا دوست بلکہ فرمانبردار بن جائے گا"

ماہ آفرید "اور کیا یہ ممکن نہین ہو کہ یہ مجھے گرفتار کرا دین ؟"

افشین "مجھے تم کو گرفتار کرنا ہوتا تو مین تمھین جانے ہی کیون دیتا ؟ اس وقت تم میری اختیار مین ہو۔ اور تمھارا کوئی زور مجھ پر نہین چل سکتا۔ اسی وقت جو مین چھوڑے دیتا ہون تو پھر گرفتار کرنے سے مجھے کیا مل جائے گا ؟"

ماہ آفرید۔ (عالیہ سے) "اچھا بہن تم وعدہ کرتی ہو کہ مجھسے غا بازی نہ کرو گی ؟"

عالیہ "مین نے پہلے کون سی غابازی کی تھی جو اب کرون گی ؟ مگر نہین تم کو مجھ پر بھروسہ نہین ہے تو مجھے نہ لیجاؤ"

افشین "تم نہین تو مین کسی اور عورت کو ان کے ساتھ کرون گا۔ یہ تو مین نے دل مین ٹھان لی ہو کہ انھین تنہا نہ جانے دون گا۔ پہلے یہ گئین تو آج تک مجھے خبر نہ کی کہ کہان ہین اور کیا کر رہی ہین۔ حالانکہ مین نے رخصت کرتے وقت تاکید کردی تھی کہ کبھی کبھی ملتی ضرور رہنا۔ مگر انھون نے پروا نہ کی۔ اب کی جب تک ایسا کوئی انتظام نہو جائے مین انھین یہان سے جانے ہی نہ دون گا"

ماہ آفرید "اب آپ نہین مانتے تو خیر مین عالیہ ہی کو ساتھ لیجاؤن گی کسی اور کو مین اپنے ساتھ نہین لیجا سکتی"

عالیہ "نہین تو اب مین نہ جاؤن گی۔ (افشین سے) حضور مجھے اس کام سے معاف رکھین۔ کیوان دخت کو بھیج دین وہ ان کی ہم سن ہین۔ اُن کا ان کا خوب نباہ ہوگا"

ماہ آفرید "نہین مین تمھارے سوا کسی کو نہ لیجاؤن گی۔ (عالیہ کے سینے سے لپٹ کے) بہن میرا قصور معاف کرو۔ مجھے تمھارا اعتبار نہو گا تو کس کا ہوگا ؟ تمھاری تو مین بڑی احسان مند ہون۔ اور جی چاہتا ہو کہ ہمیشہ تمھارا ساتھ رہے۔ تمھاری صورت دیکھ کے مجھے مرحوم بھائی خورزاد یاد آجاتے ہین۔ مگر کیا کرون۔ یہ زمانہ ایسا نازک ہو کہ انسان اپنے سائے سے بھی بھڑکتا ہو"

عالیہ "اسی لیے تو کہتی ہون کہ مجھے اپنے ساتھ نہ لیچلو"

ماہ آفرید "بہن۔ اب تو تمھین چلنا ہوگا۔ مین وہان تم کو حضرت بابک سے ملاؤن گی دیکھنا اُن مین خدائی کی شان ہو یا نہین۔ اور اگر تم اُن پر ایمان لے آئین تو پھر کیا ہی ہم دونون

سگی بہنین بن جائین گے - اور یہ جو تمھارے آقا افشین کہتے ہین کہ ہمارے شہر کو فتح کر لین گے یہ کسی طرح ممکن ہی نہین ہے - یہ حضرت بابک اور اُن کی قوت کو جانتے نہین ہین - اُن کے مقابلے مین لڑ الڑا کے اپنا سارا لشکر ہلاک کرا دین گے اور ممکن نہین کہ کچھ بھی زور چل سکے - پھر جب مجھے اس کا یقین ہے تو مجھے مسلمان سپاہیون سے ڈرنے کی کیا وجہ؟ بہن مین تمھین اپنا رفیق ہمدم بنانے کو لیے چلتی ہون - نہ اس لیے کہ وہان میری حفاظت کرو - وہان تو مین تمھاری حفاظت کرون گی - (افشین سے) خیر اب تو آپ کے کہنے کے مطابق مین انھین اپنے ساتھ لیجانے کو موجود ہون - پھر اب کس بات کا انتظار ہے؟ مجھے بذ مین بھجوا دیجیے "

افشین " اب اس وقت رات کو تو بہت دشوار ہے صبح کو بھجوا دون گا "

ماہ آفرید " جی نہین بھجوانا ہے تو اسی وقت رخصت کیجیے دن کو فوجون کے درمیان مین سے ہو کے جانا زیادہ مشکل ہو گا "

افشین " اچھا مین اسی وقت انتظام کیے دیتا ہون " یہ کہتے ہی اُس نے خیمے کے دروازے پر جا کے پہرے کے سپاہیون کو بُلایا - اور اُن مین سے دو کو حکم دیا کہ ایک مشعلچی اور چار خچر حاضر کرو - دو خچرون پر تم خود سوار ہو - اور دو پر دو عورتون کو سوار کراؤ - جو میرے یہان موجود ہین - اور اُن کو اسی وقت حفاظت سے لے جا کے بذ کی فصیل تک پہونچا آؤ - خرمی لوگ ان عورتون کو جانتے ہین لے لین گے - اور تم اُن کے سپرد کر کے چلے آنا "

سپاہی " بہت خوب " کہہ کے گئے - مشعلچی اور خچر لے کے آئے - اور آدھی رات نہین گذرنے پائی تھی کہ ماہ آفرید اور عالیہ کو لیجا کے بذ کی فصیل کے نیچے کھڑا کر دیا - ماہ آفرید کی آواز سنتے ہی خرمیون نے اُس کے حکم کے مطابق فصیل کے اوپر سے دو ٹوکریان لٹکائین اور جب دونون عورتین اُن پر بیٹھ لین تو انھین اوپر کھینچ لیا - اور مسلمان سپاہی اور مشعلچی خچرون کو اپنے پڑاؤ مین واپس لائے -

آٹھوان باب

شہر بذ فتح ہو گیا

اِن واقعات کو دو جمعے گذر گئے - اور افشین چپکے چپکے حملے کے انتظامات کر رہا تھا - ایک دن

رات کو اُس نے کمال خاموشی کے ساتھ اور بغیر اس کے کہ اپنی فوج میں بھی کسی کو خبر ہو اپنی فوج کے ایک ہزار تیر افگنوں کو فوج میں سے جدا کر کے اُنھیں نیزے اور بیرقین دین جو تہ کی ہوئی تیرون مین بندھی تھین۔ اور اُن پر آویزان نہین کی گئی تھین۔ پھر کئی رہبر اُن کے ساتھ کیے اور حکم دیا کہ راتون رات یہان سے روانہ ہو۔ اور غیر متعارف رستون اور دشوار گذار گھاٹیون سے گذر کے شہر بُد کے اُس پار نکل جاؤ۔ اور اس اُونچی پہاڑ پر جا کے ٹھہرو جس کے نیچے آذین مع اپنی فوج کے کمین گاہ مین بیٹھتا ہے۔ مگر اس طرح چھپ کے بیٹھنا کہ کسی کو لکھائی نہ دے وہان ہونے کی خبر نہو۔ یہ کہہ کے ستو۔ بسکٹ اور پانی کے مشکیزے اُن کے ساتھ بندھوا دیے اور کہا صبح کی نماز کے بعد جب دیکھنا کہ میری فوج کے جھنڈے بلند ہین۔ اور لڑائی چھڑ گئی۔ تم فوراً بیرقین کھول کے نیزون پر چڑھانا اور طبل بجاتے اور تیر افگنی کرتے ہوئے پہاڑ سے اُترنا۔ اور آذین کے حریفون کو اپنے تیرون اور پتھرون کا نشانہ بنانا یاد رہے کہ جب تک میرے جھنڈون کو اپنی جگہ سے حرکت کرتے نہ دیکھنا تم اپنی کمین گاہ سے نہ نکلنا۔ یہ سمجھا بجھا کے افشین خود جا کے تیر اندازون کو اپنے جدید قلعے کے دروازے کے باہر تک پہنچا آیا۔

اس کارروائی کے بعد رات ہی کو اُس نے ساری فوج کو اطلاع دے دی کہ صبح تڑکے حملہ ہوگا۔ تھوڑی رات باقی تھی کہ بشیر ترکی اور فرغانہ کے بہادرون کو بُلا کے حکم دیا کہ تم اسی وقت روانہ ہو جاؤ۔ علی بن فضل کو بُلا کے ان نامور بہادران فرغانہ کی سرداری پر مقرر کیا اور اُس سے کہا آپ غالباً اُس روز وہ مقام دیکھا تھا جہان سے بابک کی کمین کی فوج نکلی تھی وہ بُد کے عقب مین اُس بلند پہاڑ کے نیچے ہے جو کوہ بنجار اخذاہ کے پاس ہے۔ اس لیے آپ چپکے سے جا کے اُسی پہاڑ کے نیچے کسی ایسے مخفی مقام مین ٹھہر جائیے جہان سے آذین کا لشکر کمین گاہ سے نکلا کرتا ہے۔“ یہ لوگ بھی روانہ ہو گئے۔ اور فوج مین کسی کو خبر نہ ہوئی۔

اب تڑکا ہوا۔ تمام سپاہیون اور افشین نے اول وقت مین صبح کی نماز پڑھی سلام پھیرتے ہی سب لوگ ہتھیار لگا کے تیار ہو گئے۔ اور اُس کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے افشین طبل بجواتا ہوا قلعے سے نکل کے اُس ٹیلے پر آیا جہان لڑائی کے وقت ٹھہرا کرتا تھا۔ وہان بیٹھتے ہی جعفر خیاط اور ابوسعید کو حکم دیا کہ اپنے اپنے لشکرون کے ساتھ جا کے کوہ بنجار اخذاہ کے دامن مین ٹھہرو۔ احمد بن عقیل کو روانہ کیا کہ اُس راستے پر جا کے ٹھہرو جدھر سے آذین اپنی فوج کے ساتھ گذر کے حملہ آور ان بُد کے عقب مین آجایا کرتا ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے سرداروں اور مجاہدین نے اُس کی ہدایت کے مطابق مختلف مقاموں میں جا کے قیام کیا۔ اور سب کو حکم تھا کہ جیسے ہی افشین کے علم کو حرکت ہو سب بار بار کرتے ہوئے اپنے مقررہ مقامات سے بڑھیں۔ اب بُدّ کے گرد اگرد لشکر اسلام پھیلا ہوا تھا۔ خصوصاً چار زبردست لشکر شہر کے چاروں پہلوؤں پر تھے۔

طلوع آفتاب کے ساتھ ہی طبل جنگ بجا۔ اور ہر لشکر بُدّ کی جانب تیر اندازی کرتا ہوا بڑھا بُدّ ہر جانب سے گھرا ہوا تھا۔ اور ہر طرف سے اُس پر دھاوا ہو رہا تھا۔ پھاٹک کے پاس جعفر تھا اُس کے برابر ابوسعید تھا۔ اُس کے برابر مجاہدین تھے۔ اور یہ سب تیزی کے ساتھ فصیل سے قریب ہوتے جاتے تھے۔

ناگہاں بُدّ کے عقب میں گھاٹی کے نیچے سے شور و غل کی آواز بلند ہوئی۔ اور معلوم ہوا کہ اُدھر سخت لڑائی ہو رہی ہے جس کی وجہ یہ ہوئی کہ بابک کے کمین والے خرمی جو آذین کے زیر علم تھے بشیر ترکی کی فوج اور بہادران فرغانہ پر حملہ آور ہوئے۔ غل سن کے دیگر سرداران عساکر خلافت نے ارادہ کیا کہ اُدھر ہی کا رخ کریں۔ مگر افشین نے اپنے جھنڈے کے اشارے سے سب کو روکا۔ اور رجا بجا فوجوں میں پکروا دیا کہ گھبراؤ نہیں۔ ہمارے سردار بشیر نے کمین گاہ میں بیٹھنے والے خرمیوں کو پا لیا ہے۔ وہ اُن کی بخوبی سرکوبی کر لیں گے۔ تم سب اپنی جگہ پر قائم رہو۔ اور اپنا اپنا کام کرو۔

کمین گاہ والے خرمیوں کو بشیر ترکی کی فوج سے مغلوب ہوتے دیکھ کے اور بہت سے خرمی شہر سے نکل کے اُن کی کمک پر جا پہنچے۔ اور اس زور و شور سے بشیر اور فرغانہ والوں پر یورش کی کہ قریب تھا بشیر کے سپاہیوں کو شکست ہو جائے۔ ناگہاں پہاڑ کی بلندی پر طبل جنگ بجا جہاں ہزارہا عباسی بیرقیں ہوا میں اُڑتی دکھائی دیں۔ اور مسلمان بے خبر اوپر سے تیر برساتے اور بڑے بڑے پتھر لڑھکاتے نظر آئے۔ جو اس جانستان کام کے ساتھ نیچے اُترتے آتے تھے۔ آذین نے اس بلائے آسمانی کو سر پر دیکھا تو گھبرا کے اپنی کچھ فوج اُن لوگوں کے روکنے کو روانہ کی۔ یہ لشکر اُس کے ہمراہیوں میں سے نکل کے جیسے ہی اُوپر کی طرف چلا۔ ادھر سے جعفر خیاط نے اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اور بشیر اور جعفر نے مل کے اُس پر ایسا سخت دباؤ ڈالا کہ وہ گھبرا کے اپنے پیچھے پہاڑ کی گھاٹی میں اُتر گیا۔ اُسے اُس جانب اُترتے دیکھ کے ابوسعید نے جو وہاں سے قریب ہی تھا حملہ کر دیا۔

ابوسعید کے ہمراہی زور و شور سے حملہ کر کے بڑھے تو ناگہاں کیا دیکھتے ہیں کہ دشمنوں نے ایک جگہ راستے میں کنوئیں کھدوا رکھے ہیں۔ اور انھیں خس پوش کر دیا ہے مسلمان سوار جو وہاں پہونچے تو ادھر ادھر گڑھوں میں گرنے لگے۔ اور سو پچاس سوار گر کے سخت چوٹ کھا گئے۔ افشین اپنے مقام سے اس کارروائی کو دیکھ رہا تھا جھنڈی کے اشارے سے ان لوگوں کو بڑھنے سے روکا۔ اور مزدور دوڑائے کہ فوراً ان خندقوں کو پاٹ کے راستہ صاف اور برابر کر دیں۔ تقریباً دو ہزار مزدور دوڑ پڑے۔ ایک گھنٹے میں راستہ درست کر دیا۔ اور ابوسعید کے لشکر نے اس پر سے گزر کے آذین پر حملہ کیا جسے گھاٹی سے نکلنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

اتنی دیر میں آذین اپنے ہمراہیوں کو پہاڑ کے ایک پہلو پر چڑھا لے گیا۔ وہاں پتھروں کا ایک پشتہ سا بنا کے اس کی بلندی پر ایک بڑی بھاری چٹان رکھوا دی تاکہ دشمنوں کو آنے سے روکتی رہے۔ مگر جب دیکھا کہ ابوسعید کے سوار اور پیدل بڑھتے ہی چلے آتے ہیں تو اس چٹان کو لڑھکا دیا تاکہ بہت سے لوگ اسی میں کچل کے رہ جائیں لیکن وہ اس طرح اٹکتی ہوئی نیچے چلی کہ مسلمان موقع پا کے ادھر ادھر ہٹ گئے۔ اور کسی کو اس سے ذرا سا بھی صدمہ نہ پہونچا۔ اب اس چٹان کے ہٹ جانے کے بعد چڑھائی کا راستہ بالکل صاف تھا۔ چنانچہ ابوسعید نے زور و شور سے "الا اللہ" کہہ کے حملہ کر دیا۔ اور اس کے تمام ہمراہی پہاڑی شیروں کی طرح غراتے ہوئے ہر طرف سے جھپٹ پڑے۔ اور دم بھر میں اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آخر اس نے اور اس کے سارے ہمراہیوں نے ہتھیار رکھ دیے۔ اور مسلمانوں نے سب کو پکڑ کے باندھ لیا۔

اب بابک خرمی بدحواس تھا۔ اسے نظر آیا کہ میری تمام تدبیریں اور کل کارروائیاں بیکار ہو گئیں۔ قلعہ اور شہر ہر طرف سے محصور ہے۔ اور مسلمان اندر داخل ہوا ہی چاہتے ہیں میری گارد کی فوجیں جہاں جہاں تھیں وہیں گھر کے اسیر ہو گئیں۔ شہر کے تمام راستوں پر دشمن قابض ہیں۔ اور کوئی ایسا راستہ نہیں ہے جس سے میں نکل سکوں۔ فوراً اپنے چند رفقا کے ساتھ وہ اس طرف نکلا جدھر خود افشین اپنے ذاتی گارد کو بڑھا رہا تھا۔ کمال بیباکی کے ساتھ افشین کے قریب پہنچا۔ اتنے میں کسی نے افشین سے کہا "یہ خود بابک ہے جو آپ کی طرف آ رہا ہے شاید کچھ کہنا چاہتا ہے"۔ افشین آگے بڑھ کے اور قریب گیا۔ اور بابک نے چلا کے کہا "میں امیر المومنین سے امان مانگتا ہوں"۔

افشین — یہ صورت میں نے کئی بار تمہارے سامنے پیش کی مگر تمہارے کفر و طغیان نے تمہیں منظور کرنے کی اجازت نہ دی۔ اس وقت تمہارا امان مانگنا ایمان یاس ہے جو نہیں قبول ہو سکتا"۔

بابک — تو آپ کے رحم سے مجھے مایوس ہو جانا چاہیے؟

افشین :- بے شک تمھین مجھسے کوئی اُمید نہ رکھنی چاہیے - اب تمھارے لیے فقط یہی صورت ہے کہ بغیر کسی شرط کے ہتھیار رکھدو - امیرالمومنین کو اختیار ہے کہ تمھین قتل کرین یا تمھاری جان بخشی ہو۔"

اسی حال مین افشین نے دیکھا کہ ماہ آفرید نے شراب کا ایک جام بابک کے ہاتھ مین دے کے کہا "ای ہمارے مظہر یزدان یہ جام پی کے آپ غم غلط کرین۔" پھر افشین کی طرف دیکھ کے چلائی "کیا میری خاطر سے بھی آپ حضرت بابک کو امان نہ دین گے ؟"

افشین :- اچھا - ای بابک مین تیری اس ساقیہ کے طفیل مین تجھے اپنی طرف سے امان دون گا - اور امیرالمومنین کی خدمت مین بھی سفارش کرون گا - میرا مطلب ہے کہ تو جس وقت امان مانگے گا تجھے امان دی جائے گی۔"

بابک :- تو مین اسی وقت امان مانگتا ہون - لیکن آپ اپنی فوج کو حملے سے روک دیجیے گا کہ مین قصر مین جاؤن اور کل اپنے اہل و عیال کے ساتھ یہان حاضر ہو جاؤن۔"

افشین :- یہ نہین ہوسکتا - کل تک کی مُہلت نہین دی جاسکتی - آج اور اسی وقت امان مانگو تو ملیگی۔"

بابک :- مجھے اسی وقت امان مانگنا منظور ہے۔"

افشین :- بہتر - تو یا خود ہتھیار ڈال کے اپنے آپ کو میرے حوالے کرو یا اپنے کفیلون کو بھیجو۔"

بابک :- مین کفیل بھیجنے کو موجود ہون - مگر میرے فلان فلان سردار جو کفیل ہوسکتے ہین اُس سامنے کے ٹیلے پر ہین - اور جب تک لڑائی نہ رُکے وہ مجھ تک نہین پہونچ سکتے - آپ اپنے افسران فوج کو حملے کی کاروائی روکنے کا حکم دین تو مین اُن کو بُلا کے آپکے پاس بھیجون۔"

اس درخواست کو افشین نے منظور کیا اور سوار دوڑائے کہ لڑائی سے ہاتھ روکا جائے - مگر وہ سوار تھوڑی ہی دُور جاکے واپس آئے - اور عرض کیا "اب لڑائی کے روکنے کا کوئی نتیجہ نہین - فرغانہ والون کی برچھیان شہر کے اندر داخل ہوچکیین اور اُن کے بہادر سپاہی دیوارون پر چڑھکے اندر اُتر گئے - پھاٹک کھول لیے اور سپہگران اسلام شہر کے اندر داخل ہو رہے ہین۔"

یہ سُنتے ہی افشین نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا - بابک یہ نعرہ سُنتے ہی کانپ کے بدحواس بھاگا - اور افشین مع اپنے رفیقون اور سوارون کے حملہ کرکے سیدھا شہر کی طرف چلا - وہ پھاٹک کے اندر داخل ہوتے ہی گھوڑے سے کود کے سجدے مین گر پڑا - پھر سجدۂ شکر سے سر اُٹھا کے بابک کے قصرون پر پہونچا - اور اُس کے بُرجون پر سیاہ علم عباسی نصب کرا دیے -

بابک کی آخری تدبیر یہ تھی کہ شہر کے اندر والے قلعے مین جو اُس کے قصرون اور ایوانون

کے سلسلے مین تھا چھ سو آدمی چھپا کے بٹھا دیے تھے۔ افشین جیسے ہی قصر بابک کے قریب پہونچا اور علی سے مل کے اُسے فتح کرنے اور بُذ مین داخل ہونے پر مبارکباد دے رہا تھا کہ اُن لوگون نے یکایک بے تحاشا نکل کے اُن مسلمانون پر حملہ کر دیا جو شہر کے محلون اور بابک کے ایوانون کو لوٹ رہے تھے۔ ان حملہ آورون کو دیکھتے ہی مسلمان سپاہی جو لوٹ مین مصروف تھے افشین کی پہلی ہی آواز پر صف آرا ہو گئے۔ علی نے اپنے بہادران فرغانہ کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کے حملہ کیا اور شہر کے اندر پھر ایک سخت لڑائی شروع ہو گئی۔ جو تقریباً دو گھنٹے تک قائم رہی۔

آخر مسلمانون نے ان اندرونی قلعہ والے تمام خرمیون کو قتل کر ڈالا۔ اور اب شہر لُٹ رہا تھا۔ قصر و ایوان منہدم ہو رہے تھے۔ اور مسلح بابکی مرد بلا استثنا قتل ہو رہے تھے۔ اور عورتین اور لڑکے پکڑ پکڑ کے رسیون مین باندھے جاتے تھے۔

نوان باب

گوہر مُراد اب بھی ہاتھ نہ آیا

افشین نے اندرونی قلعے کے خُرمیون کو قتل کرنے کے بعد ارادہ کیا کہ بابک کے تمام محلون اور قصرون کو سُرنگون سے اُڑا کے مسمار و مُنہدم کر دے۔ اس کارروائی کے شروع ہونے سے پہلے وہ ایک عالیشان قصر کے دروازے پر ٹھہرا۔ اور حکم دیا کہ کوئی عورت جو ان محلون کے حالات سے واقف ہو حاضر کی جائے۔ لوگ ایک سن رسیدہ عورت کو لے آئے جو سر جُھکا کے آداب بجا لائی۔ اور کہا "حضور کو فتح مُبارک!"

افشین "تم کون ہو؟"

عورت "مین بابک خُرمی کے زنانے محلون کی داروغہ جاویدان پرست ہون"

افشین "تم نے یہ اپنا مذہب بتایا۔ یا اپنا نام؟"

عورت "حضور یہی مذہب ہے، اور یہی نام ہے"

افشین "کمبخت تم لوگ اپنے سے ایک انسان کو خدا بتاتے اور اُسے پُوجتے ہو شرم نہین آتی؟"

جاویدان پرست "آج صبح تک تو اسی پر فخر و ناز تھا۔ مگر اب یہی شرم کی بات ہے۔ بہر حال مین حضور کی لونڈی ہون اور جس مذہب کا حکم ہوگا اُسے اختیار کر لون گی"

افشین "تم تو گھر کی داروغہ ہو تمھین معلوم ہوگا کہ بابک کا خزانہ اور اُس کی دولت کہان ہی؟"

جاویدان پرست "آج صُبح کو جب بابک آپ سے امان مانگنے کو گئے تھے اُس کے بعد ہی جو وہ واپس آئے اور جلدی مین جو کچھ روپیہ پیسہ خچرون پر لاد سکے لے کے بھاگ گئے۔ باقی جو کچھ ہے حاضر ہے مین چل کے بتائے دیتی ہون"

افشین "بھاگ گیا! یہ بڑا غضب ہوا۔ آخر کمبخت کدھر سے نکل گیا؟ میری فوج تو سارے شہر کو گھیرے ہوئے ہے"

جاویدان پرست "اُن کے نکل جانے کو نہ پوچھیے۔ اُن مین ایسی قدرت ہے کہ جب اور جدھر سے چاہین نکل جائین اُن کو کوئی پکڑ ہی نہین سکتا۔ ظاہری صورت پر نہ جائیے۔ اصل مین وہ نور ہین نور بھلا کوئی نور کو مٹھی مین پکڑ سکتا ہی؟ لیکن حضور کے محاصرے کا یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ اُن کے تمام اہل و عیال۔ بال بچّے بیویان اور حرمین سب موجود ہین۔ اُن مین سے ایک بھی نہین بھاگ سکا"

افشین "تو پہلے مجھے خزانے مین لے چلو۔ اُس کے بعد اُس کے گھر والون کو دیکھون گا۔ میری فوج سارے شہر کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ کوئی نکل کے نہین جا سکتا" یہ کہہ کے افشین جاویدان پرست کے ساتھ بابک کے خزانے مین گیا۔ اور حیرت سے دیکھا کہ سونے چاندی کے برتنون مرصّع زیور۔ ہر قسم کے جواہرات۔ اعلیٰ درجے کے ہتھیارون۔ زرہون۔ اور نفیس سے نفیس پوشاکون۔ اطلس و حریر اور کمخواب و زربفت کے تھانون کی کوئی حد و نہایت نہین۔ یہ سامان و دولت دیکھ کے افشین کی آنکھین کھل گئین۔ اور بولا "خدا جانے کن کن دولت مند تاجرون اور کیسی کیسی حسین پری وش نازنینون کو لوٹ کے اور قتل کر کے یہ دولت جمع کی گئی ہوگی؟" پھر جاویدان پرست کی طرف دیکھ کے کہا "مگر یہان کہین نقد سرمایہ اور دینار و درہم کا پتہ نہین؟"

جاویدان پرست "حضور جتنا نقد روپیہ اور اشرفیان تھین اُن کو حضرت بابک خچرون پر لاد کے اپنے ساتھ لے گئے"

افشین "مگر اس دولت کے لیجانے مین اُن کی خدائی قدرت کام نہ آئی؟ خیر اب چلو اُس کے حرم کی عورتون کو دیکھون"

جاویدان پرست "مگر پہلے حضور اس قصر کو ملاحظہ فرمالین جو اِسی خزانے کی عمارت سے ملا ہوا ہے۔ یہ دراصل ایک قیدخانہ ہے۔ اور اِس مین وہ عورتین اور بچّے گرفتار ہین جو زبردستی پکڑ کے لونڈی غلام بنا لیے گئے ہین"

افشین "بہتر پہلے یہین چلو" یہ کہہ کے اُس عورت کے ساتھ وہ اُس قصر مین داخل ہوا۔ اور اندر قدم رکھتے ہی گھبرا گیا۔ جدھر نظر گئی۔ ہزارون عورتین اور بچّے گرفتار بُری حالت مین بلک بلک کے

روتے اور اپنی قسمت پر آہ و فریاد کرتے دکھائی دیے۔ اکثروں کے ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کے نہ رہنے کا انتظام تھا نہ کھانے پینے کا۔ تعفن کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس لیے کہ یہاں نہ کوئی پیخانہ تھا نہ پیشاب کرنے کی جگہ۔ اکثر نجاست میں لتھڑے تھے اور سب سوکھ سوکھ کے کانٹا ہو گئے تھے موت کی دعا مانگتے تھے اور نہ مرتے تھے۔ فشین کی صورت دیکھتے ہی روتے ہوئے دوڑے اور رو رو کے عرض حال کرنے لگے۔ فشین ان مظلوموں کو دیکھ کے آبدیدہ ہو گیا۔ اسی وقت سب کی زنجیریں کھلوائیں۔ اُن کے نہلانے دھلانے کپڑے بدلوانے اور کھلانے پلانے کا حکم دیا۔ اور انھیں تسلی دینے کے لیے کہا "خدا نے تمھاری سن لی۔ ظالموں سے تمھارا انتقام لیا گیا اور لیا جا رہا ہے۔ اور بابکی چُن چُن کے قتل کیے جا رہے ہیں۔" اس کے بعد اُس نے اُن مظلوم اسیران ستم کو گنوایا تو معلوم ہوا کہ اُس قید خانے میں سات ہزار چھ سو عورتیں اور بچے ہیں۔ اور سب کے سب مسلمان ہیں۔ بلکہ ان میں سے اکثر عربی نژاد اور شرفائے عرب کے اہل و عیال ہیں۔"

ان سب کو آزاد کر کے اور اُن سب کے رہنے اور انھیں آرام دینے کا کافی انتظام کر کے افشین دل ہی دل میں روتا اور طیش کھاتا ہوا بابک کی حرم سرا کی طرف چلا جس میں اُس کی بیویاں اور اُس کے لڑکے بالے تھے۔ راستے میں جاویدان پرست کی طرف مخاطب ہو کے بولا "ایسے مردود ظالم کو تم اپنا خدا سمجھتی ہو؟ اُس کی بیرحمی و ناخدا ترسی کا یہ منظر دیکھ کے اب میں نے قسم کھائی ہے کہ جو بابکی ملے گا اُسے زندہ نہ چھوڑوں گا تم کافروں سے دنیا جس قدر جلد صاف ہو اُسی قدر اچھا ہے۔ اور تم سے بھی کہتا ہوں کہ اس ناپاک مذہب سے توبہ کرو اور اپنا پیشتر کا نام بدلو۔"

جاویدان پرست "میں مسلمان ہونے کو تیار ہوں۔ اور یہ نام حضور کو ناپسند ہے تو اسے بدل کے جو نام آپ فرمائیں اختیار کر لوں۔"

افشین "آج سے تمھارا نام تائبہ ہے۔"

جاویدان پرست "جو حضور کا حکم ہو۔ میں اب اس گھڑی سے جاویدان پرست نہیں تائبہ ہوں۔"

اور چونکہ اس نے اب یہی نام اختیار کر لیا ہے۔ اس لیے ہم بھی آیندہ اسے اسی نام سے یاد کریں گے۔"

تھوڑی دیر چل کے افشین بابک کے زنانے محل میں پہونچا۔ خواجہ سرا اور چند اور مرد جو بابک کے عزیز تھے اور اُن میں بابک کا ایک بیٹا بھی تھا۔ استقبال کے طور پر دروازے پر کھڑے تھے جو مارے خوف کے کانپ رہے تھے۔ مگر افشین نے اندر داخل ہونے سے پہلے کئی سوار دوڑا کے علی کو بلوایا۔ اور جب وہ آگیا تو اُس سے کہا کہ "اب عہد پورا ہونے کا وقت آگیا" اور اُسے لے کے محل کے دروازے کی طرف بڑھا۔ فاتح سپہ سالار کی صورت دیکھتے ہی سب آداب بجا لائے۔ اور اُس کے قدموں پر گرنے کو تھے

کہ افشین نے ہاتھ بڑھا کے روکا اور کہا "یہ شرک ہے۔ میں ایسی تعظیم کسی سے نہیں چاہتا تھا" یہ کہتا ہوا محل کے اندر گیا اور وہ حسین و پری جمال عورتیں اس کے سامنے آ کے کھڑی ہو گئیں جنھیں بابک نے اپنے لیے منتخب کر رکھا تھا۔ ان میں زیادہ تر گرجستان و ارمن کی ماہوش دلربائیں تھیں۔ اور دو چار مجمیہ مہ لقائیں بھی تھیں۔ یہ کئی سو چادو نگاہ نازنینیں تھیں اور انھیں میں ملی ہوئی بابک کی تینتیس بیٹیاں اور خاص بیویاں تھیں۔"

افشین نے ان سب کو غور سے دیکھ کے علی سے کہا "ان میں سے آپ کو جو پسند ہوں آپ کی ہیں۔" مگر جب علی نے ایک نازنین حسینہ کو بھی نہ لیا تو افشین نے حکم دیا کہ "یہ سب عورتیں مع اُن مردوں کے جو دروازے پر ملے تھے گرفتار کر لی جائیں۔ پھر ان کے ساتھ وہ اسیران ستم بھی جن کو آزادی دی گئی ہے اسی وقت حفاظت سے ہمارے اسلامی لشکر گاہ میں پہونچا دیے جائیں۔"

افشین یہ سب کارروائیاں کر کے باہر نکلا اور علی سے کہا "افسوس ریحانہ کا پتہ نہیں۔"

پھر اپنے رہبر داروغہ محل تابئہ کو پاس بلا کے کہا "مجھے یہاں سب ملے۔ اور بابک کی تمام عورتیں میرے قبضے میں ہو گئیں مگر جن عورتوں کو میں ڈھونڈھتا ہوں اُن کا پتہ نہیں۔ اُن عورتوں کا پتہ لگا دو تو تمھارا بڑا احسان ہوگا۔ اور تم کو تمھارے حوصلے سے زیادہ انعام و اکرام بھی ملے گا۔"

تابئہ"حضور جن عورتوں کو چاہتے ہوں اُن کا نام اور پتہ بتائیں۔"

افشین"سب سے پہلے تو مجھے ایک عربیہ لڑکی کی تلاش ہے جس کا نام ریحانہ ہے۔"

تابئہ"وہی جن کے لیے یہ لڑائی ہوئی ہے، اور ہم بدنصیبوں کو یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا؟"

افشین"ہاں ہاں وہی۔ مگر آج کے دن کو برا نہ کہو۔ یہ نہایت مبارک دن ہے جو تاریخ میں یادگار رہے گا۔ اور جس دن کفر و الحاد کا نام مٹ گیا۔"

تابئہ(روز بد کہنے پر قصور معاف کرا کے) "ریحانہ کا حال نہ پوچھیے۔ سنتی ہوں وہ امیر المومنین المعتصم باللہ کی رشتہ دار ہیں۔ بابک خرمی نے اُن کو خاص اپنے لیے منتخب کیا تھا۔ اور بڑی کوشش کی کہ اُن کو اپنی بیویوں میں شامل کریں مگر اُن بیوی نے کسی طرح نہ مانا۔ اُن کی ہر طرح دلدہی اور تسلی و تشفی کی گئی مگر اُن کے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ اُن دونوں اُن کے پھسلانے اور راضی کرنے کے لیے کوئی خاطر و تواضع اُٹھا نہیں رہی۔ وہ جس آرام اور جیسے ناز و نعم سے یہاں رکھی جاتی تھیں اس شہر اور بذ کے محل میں کبھی کوئی نہیں رکھا گیا تھا۔ مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہیں۔ یہاں تک کہ یہاں سے بھاگ کے طرخان کے پاس مراغہ میں گئیں۔ یہ گوارا کیا کہ طرخان کی محبوبہ بنیں مگر بابک کی محبت کو

کسی طرح قبول نہ کیا۔

وہاں اُن پر کوئی اور عاشق ہوا جس نے طرخان کو مار ڈالا۔ مگر وہ اُس کے ہاتھ بھی نہ آئین۔ اور طرخان کے قتل ہوتے ہی مراغہ سے بھاگ کے ایک عورت اور چند مردون کے ہمراہ جن کا حال کوئی نہین جانتا کہ کون تھے علاقۂ جبل سے گُذر رہی تھین اور قصر شیرین مین ٹھہری ہوئی تھین کہ بابک کے مؤکل وہان ہی اُنھین پھر بذ مین اُٹھا لائے۔"

افشین "وہان سے اُنھین کون لے آیا؟"

تائبہ "لوگون مین تو یہ مشہور ہے کہ جن بھی بابک کے تابع فرمان ہین اُنھین نے اُس کا پتہ لگایا اور وہی اُن کے حکم سے اُٹھا لائے۔"

افشین "اور تمھارا بھی یہی خیال ہے؟"

تائبہ "جی نہین۔ ہوتا تو میرا بھی یہی خیال۔ مگر مجھے ساری کارروائی معلوم ہے۔ سب کام میرے ہی ہاتھون سے ہوئے ہین۔ اس لیے میرا یہ خیال کیون ہونے لگا تھا؟"

افشین "مین تمھاری سچائی سے بہت خوش ہوا۔ اچھا تو پھر کیا ہوا؟ اور ریحانہ قصر شیرین سے یہان کیونکر پہونچی؟"

تائبہ "مین مسلمان ہو گئی ہون اور اب مجھے بابک کو ماننا نہین ہے اس لیے بیان کیے دیتی ہون۔ ورنہ اس راز کا ظاہر کرنا ہمارے اعتقاد مین بہت بڑا گناہ تھا۔ بابک کو غیب دانی اور باطنی تصرف کا دعویٰ ہے۔ اسی غرض کے لیے اُنھون نے اپنے ہزارون جاسوس ہر جگہ پھیلا دیے ہین۔ آپ کو معلوم نہین اُن کے جاسوس طرح طرح کے بھیسون مین خاص بغداد کے اندر اور امیر المومنین کے دربار اور محل تک مین موجود ہین۔ اُن جاسوسون کی ساری کارروائی خاص میرے اور مجھ سے زیادہ بابک کی محبوبہ ساقیہ ماہ آفرید کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اور وہی تمام فریب مکر کی کارروائیون کا اصلی مرکز ہے۔ ریحانہ جب اس سڑک پر جا رہی تھین جو عراق عجم سے عراق عرب کو گئی ہے۔ ماہ آفرید کے ایک جاسوس نے اُن کو دیکھ کے پہچان لیا۔ اور دوڑ کے ایک ہی رات مین میرے ذریعے سے بابک کو خبر کی اس لیے کہ ماہ آفرید اُس دن کسی ضرورت سے باہر گئی ہوئی تھین۔ بذ مین نہ تھین۔ بابک نے اس خبر سے انتہا خوش ہو کے اُسی وقت اُس جاسوس کو اپنے تخلیے کی صحبت مین بلوایا۔ اور مین اُسے اپنے ساتھ لے کے گئی۔ بابک نے اُس ... اور مجھ سے تاکید کر دی کہ خبردار اس واقعے کو کسی سے نہ بیان کرنا۔ پھر اُس نے آدمی دوڑا کے ... ماہ آفرید کو بلوایا اور چند نہایت ہی ہوشیار جاسوس ... کے ساتھ روانہ کیا۔ یون بذ کی شاہی اصطبل کے

بہترین تیز دم گھوڑون پر سوار ہو گئے اور اِس طرح کہ کسی کو خبر نہو سکے کہ کہان گئی اور کیونکر غائب ہو گئی ماہ آفرید گئی اور تیسرے دن ریحانہ اور اُس کے ساتھیون کو پا لیا۔ وہان سے وہ اور اُس کے ساتھی مسافرون کی وضع بنا کے ریحانہ کے پیچھے پیچھے چلے۔ اور موقع ڈھونڈھ رہے تھے کہ کب سب کو غافل پائین اور اُس حبشی چڑیا کو اُٹھا لائین ‘‘

افشین ۔ (حیرت زدہ ہو گئے) ’’تمھین خوب معلوم ہی کہ اس کام پر خود ماہ آفرید گئی تھی ؟ ‘‘

تائیہ ’’ جی ہان خود مین نے اُن کے لیے سفر کا سامان درست کیا۔ اور یہان سے آدھی رات کے وقت مین ہی نے اُن کو سوار کرا کے روانہ کیا ‘‘

افشین ’’ خیر۔ پھر کیا ہوا ؟ ‘‘

تائیہ ’’ حضور قصر شیرین مین آدھی رات تک ریحانہ اور اُن کے ساتھ والے پھر پھر کے نہر فرہاد وغیرہ کی سیر کرتے رہے۔ اور اس قدر تھک کے سوئے کہ کسی کو ہوش نہ تھا۔ ریحانہ کے ساتھ والون نے اپنے معمول کے موافق وہان بھی باری باری جاگ کے پہرہ دینے کا انتظام کیا [illegible] تھے تو پچھلے کو سب غافل سوگئے۔ ماہ آفرید بے پاؤن اُن کے پاس آ [illegible] بچ گئی تھی جبکہ ریحانہ اور اُس کے رفیق سونے کا ارادہ کر رہے تھے۔ [illegible] رہی لگی رہی پچھلی رات کو جب اُس نے دیکھا کہ سب سو گئے تو جھکے پہرا [illegible] پایا۔ اور ریحانہ کے قریب جا کے اُس کی [illegible] اُسے سوتے مین ایک لوہے کی چادر پر کر [illegible] یا کسی کو مطلق خبر نہوئی۔ اس کے بعد لوگ اُس آہنی چادر کو مع ریحانہ کے اُٹھا [illegible] ہی احتیاط سے ہاتھون ہاتھ ایک میل تک لے آئے پھر جھٹ پٹ اُسے ایک گھوڑے کی پیٹھ [illegible] کے باندھ دیا۔ اور لے اُڑے۔ راستے مین گھوڑون کی ڈاک کا انتظام پہلے سے کر دیا گیا تھا۔ لہٰذ [illegible] تو بھاگا بھاگ گھوڑے بدلتے ہوئے ایک ہی رات مین یہان آ پہونچے۔ اور صبح کو [illegible] ظاہر کیا گیا کہ ریحانہ کو جن اُٹھا لائے جس امر نے لوگون بابک کی عقیدت اور خدائی قوت کے یقین [illegible] اور بڑھا دیا ‘‘

افشین ۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے [illegible] پھر اس کے بعد کیا ہوا ؟ ‘‘

تائیہ ’’ آپ کی جورو ریحانہ پکڑ کے آ [illegible] تو اُن پر سختیان ہونے لگین۔ اُن قیدی عورتون [illegible] [illegible] رکھی گئین جن کو آپ دیکھ [illegible] ۔ پاؤن مین بیڑیان ڈال دی گئین کہ بھاگ نہ سکین لیکن بابک کے دل کو اُن سے [illegible] ایسا لگاؤ تھا کہ ہر روز قید خانے مین جا کے [illegible] اُن کے سامنے بیٹھتے۔ اُن کی صور [illegible] اور کہتے ’’ اب بھی میری معشوقہ بن جاتی [illegible]

کر لو تو تمھارے لیے ہر طرح کا عیش موجود ہے۔ معتصم کو ضد ہے کہ تمھاری وجہ سے میری سلطنت اور خدائی کو درہم برہم کر دیگا۔ اور مجھے ضد ہے کہ خاندان بنی عباس کی تمسی پری جمال لڑکی کو اپنی بیوی بناؤن گا۔ مگر زبردستی نہین راضی کر کے۔ یون جبر کرنا ہوتا تو عباسی خاندان کی جتنی لڑکیان کہو پکڑوا بلاؤن۔ اور یہ نہ سمجھو کہ معتصم تم کو مجھ سے چھین سکے گا۔ اس قلعے کو بغداد کی ساری رعایا۔ اور عرب کی ساری قوم چڑھ آئے تو بھی نہین فتح کر سکتی۔" باوجود اس کے ریحانہ کی یہ حالت تھی کہ ہر طرح کی سختیان اُٹھاتین مگر بابک کا کہنا نہ مانتین۔"

افشین "خدا کا ہزار ہزار شکر کہ اُس معصوم صفت لڑکی کے دل مین نیکی ڈال دی۔ اور آج تک اُسے ایسی بے حمیت کافر کی دستبرد سے بچایا۔ اُدھر بابک کے ایسے زانی و فاجر کے دل مین یہ بات ڈال دی کہ بغیر راضی کیے زبردستی اُس کی آبرو نہ لے۔"

تاثیمہ "جی ہان اس بارے مین ریحانہ تو ایسی پکی ہین کہ کوئی نہین ہو سکتا۔ اسی حالت مین یہ دن آگیا۔ اور آج دوپہر کو جب بابک آپ سے امان مانگنے کو گئے ہین اور اُن کے جانے کے بعد آپ کا لشکر بڑھے اندر۔ غل ہوا ہے تو وہ گھبرائے ہوئے واپس آئے۔ اور جھٹ جھٹ نقد روپیہ اور اشرفیان نکال نکال کے چھپوانے لگے۔ اسی حال مین ماہ آفرید نے جو امان مانگتے وقت اُن کے ساتھ گئی تھی۔ دشمنون کا ایک جام پھیر کے کہا حضور کا ارادہ یہان سے بھاگنے کا ہو تو مجھے اپنے ساتھ لیتے چلین۔ مین آپ پر تصدق ہو جاؤن گی مگر مسلمانون کی لونڈی نہ بنون گی۔" بابک نے کہا بغیر تم کو ساتھ لیے تو مین کہین جا ہی نہین سکتا۔ میری یہ دنیوی زندگی تم سے ہے۔ تم نہین تو مین بھی نہین۔ لیکن مین چاہتا ہون کہ تمھارے علاوہ چند اور عورتون کو بھی لیتا چلون۔ خصوصاً اُس عباسیہ شہزادی ریحانہ کو تو ہرگز یہان نہ چھوڑون گا جس کی وجہ سے یہ ساری تباہیان ہوئی ہین۔ ماہ آفرید نے کہا تو جس جس کو آپ حکم دین مین لے آؤن۔ بابک نے کہا مگر جو کچھ ہو جلد ہو۔ ظالم ہونہی میری قصر تک پہونچا ہی چاہتے ہین۔ ابھی قصر کے پارتخ چھ سو خرمی سپاہی روکے ہوئے ہین۔ مگر کب تک؟"

افشین "غالباً یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب محل کے اندر لڑنے خرمی ہم سے لڑ رہے تھے؟"

تاثیمہ "جی ہان۔ الغرض ماہ آفرید نے اُن سب عورتون کا نام دریافت کیا جنھین لانا تھا۔ پھر دوڑتی ہوئی گئی۔ دو قدم پر جا کے اپنی ساتھ والی ایک عورت کو بھیجا کہ ریحانہ کو زنجیرین کھول کے جلدی لے آؤ۔ اور خود محل مین جا کے بابک کی دو خاص بیویون اور دو خوبصورت حرمون کو لے آئی۔ اب ریحانہ کا انتظار تھا مگر وہ کسی طرح نہ آ چکی تھی۔ اتنے مین آپ کا علم سامنے دکھائی دیا اور

بابک اُن سب لوگون کو جو جمع ہو چکے تھے لے کے قید خانے کی طرف چلا۔ وہان دیکھا تو وہ عورت جو ریحانہ کے لانے کو گئی تھی اور ریحانہ دونون غائب تھین۔ اب بابک گھبرا کے ایک چھوٹے سے مکان مین جو اُس کے قصر کے پچھواڑے چھپ رہا۔ اس لیے کہ اُسی مکان مین سے باہر جانے کی سُرنگ ہے۔ اور ماہ آفرید چارون طرف دوڑ دوڑ کے ریحانہ کی اور اُس دوسری عورت کو ڈھونڈھنے لگی۔ اتفاقاً ایک گلی مین دونون مل گئین جو کوشش کر رہی تھین کہ آپ کے لشکر تک پہونچ جائین۔ ماہ آفرید نے دو زخمی خرمیون کی مدد سے جو اتفاقاً وہان مل گئے دونون کو گرفتار کر لیا اور کھینچتی ہوئی اُس مکان مین لے آئی جس مین بابک تھا۔ ان کے پہونچتے ہی بابک ان سب کو لے کے اُس سُرنگ کے راستے سے بھاگ گیا۔"

یہ واقعات سُن کے علی بن فضل بے اختیاری کے ساتھ کہہ اُٹھا "مجھے پہلے سے خیال تھا کہ ماہ آفرید دھوکا دے گی۔ مگر آپ اُس کے فریب مین آ گئے۔"

افشین :- بیشک۔ مجھے بڑا دھوکا ہوا۔ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ ریحانہ نہ ملی تو یہ فتح اور کامیابی بالکل بیکار ہے۔ اور قیامت تو یہ ہے کہ عالیہ بھی چلی گئین۔ خدا جانے اُن کا کیا حشر ہوا۔ اور امیر المومنین اُن کے نہ ملنے سے خدا جانے مجھ پر کیا کیا بدگمانیان کرین گے۔ افسوس مین منزل مقصود تک پہونچا مگر گوہر مراد ہاتھ نہ آیا۔ اب افشین نے تائبہ کے ساتھ جا کے اُس سُرنگ والے مکان کو دیکھا اُس پر زبردست پہرہ مقرر کر دیا۔ پھر محلون اور قلعون کے مسمار کرنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ایک طرف تو قصرون مین سُرنگین اُڑنے لگین اور دوسری طرف خرمیون کا قتل عام ہو رہا تھا۔ یہان تک کہ شام تک بذ مین نہ کوئی عالی شان قصر باقی تھا اور نہ کسی جگہ کسی خرمی کا پتہ تھا۔ شام ہوتے ہی افشین جا بجا تھوڑی تھوڑی فوج کو حراست پر چھوڑ کے اپنے قلعے اور پڑاؤ مین واپس گیا۔ اور تائبہ کو بھی اپنے ساتھ لیتا گیا۔

دسوان باب

بابک سے مُراسلت

دوسرے دن افشین پھر بذ مین گیا تو سُنا کہ آدھی رات کو بابک ناگہان شہر مین آیا۔ اپنے محلون کو منہدم اپنے خزانے کو لُٹا ہوا۔ اور اپنی عورتون اور اپنی بیٹیون کو ... بہت غمگین ہوا۔ اور کہا "اس کا بدلہ ان یہودیون سے ضرور لوا..."

کی تلاشی لے کے کھانے پینے کا جو کچھ سامان ہاتھ آیا لے کے چلتا بنا۔

افشین ۔(نہایت طیش سے) "اور جن سپاہیون کو مین یہان حراست پر چھوڑ گیا تھا اُنھون نے کچھ نہ کیا؟"

یہ سُن کے ایک نومسلم خُرمی بولا "حضور بابک نے ایسی خاموشی سے یہ کام کیا کہ کسی کو خبر بھی نہوئی۔ اُنھین معلوم تھا کہ آپ کے سپاہی کہان کہان ہین۔ اس لیے اُن سے دُور ہی دُور رہے۔ اور رات کے اندھیرے اور سناٹے مین اپنا کام کر لیا۔"

افشین ۔"خیر اب میرا سارا لشکر یہین آ کے ٹھہرے گا۔ میرا خیال تھا کہ ساری فوج یہان رہنے سے رعایا کو تکلیف ہوگی مگر معلوم ہوا کہ یہ رعایا اس قابل نہین ہے کہ اُس سے ذرا بھی ہمدردی کی جائے" یہ کہتے ہی حکم دیا کہ سارا کیمپ جو اُس نے سامنے مین قائم ہے وہان سے اُکھاڑ کے یہان قائم کیا جائے۔ اور تمام لشکر کچھ شہر کے اندر۔ کچھ باہر پھاٹکون کے سامنے۔ کچھ فصیل کے باہر کی وادیون مین اور گرد کے دلچسپ مرغزارون مین پڑاؤ ڈالے۔"

یہ حکم دے کے اُس نے تابۂ سے جو ساتھ ساتھ تھی پوچھا "باہر جانے کی سُرنگ پر تو مین نے زبردست پہرہ مقرر کر دیا تھا پھر بابک کدھر سے آیا؟"

تابۂ ۔"حضور کوئی ایک سُرنگ ہے؟ بیسیون زیر زمین راستے ہین جو ہر محلے اور ہر حصۂ شہر سے باہر گئے ہین۔ اُن کو وہ سُرنگ بند ملی ہوگی تو اور کسی سُرنگ سے چلے آئے ہون گے۔"

یہ سُن کے افشین نے جتنی سُرنگین اور جتنے زمین کے نیچے کے راستے سُنے اور پتہ لگ سکا سب کو بند کرا دیا۔ اور اس پر بھی اطمینان نہ ہوا تو اُن پر پہرے مقرر کیے۔ پھر شہر بذ کے اندر ایک چکر لگایا اور حکم دیا کہ فصیل بالکل مُنہدم کرڈالی جائے۔ اور سپاہی تمام محلون مین آگ لگا دین۔ تاکہ اس کُفرستان کا نام و نشان بھی نہ باقی رہے۔

اس کارروائی کے بعد وہ اپنے خیمے مین گیا جو شہر کے باہر پھاٹک کے سامنے والے میدان مین نصب تھا۔ یہان بیٹھ کے اُس نے پہلا کام یہ کیا کہ ملوک ارمن و گرجستان والیان مراغہ و عجم کو بہت سے خطوط لکھوا کے اپنے دستخط سے بھیجے جن کا مضمون یہ تھا کہ "بابک کے شہر پر قبضہ ہوا۔ اور وہ مع چند عورتون اور رفیقون کے بھاگ گیا ہے خصوصاً ایک عباسیہ شاہزادی ریحانہ کو اپنے ساتھ پکڑ لے گیا ہے۔ شاید تمھاری طرف سے اُس کا گذر ہو اس لیے امیرالمؤمنین معتصم آل عباس کی جانب سے حکم ہے کہ اپنے علاقے مین تمام رستون اور مخفی گذرگاہون کی ناکہ بندی کر دو۔ اور بابک جہان ملے

فوراً گرفتار کر لیا جائے۔ اگر یہ خبر لگی کہ تمھاری علاقے سے گزرا یا تمھاری رقبۂ حکومت مین اُس کو پناہ ملی تو امیرالمومنین کے قہر و غضب کو یاد کر لو۔ اور سخت سے سخت سزا کے اُمیدوار رہو" یہ خطوط تیز رو سوارون کے ذریعے سے بھیجے گئے اور اُنھین تاکید کی گئی کہ جب تک پہونچا نہ دین کہین دم نہ لین۔

ان خطوط کو روانہ کر کے افشین نماز ظہر کے لیے وضو کر رہا تھا اور ایک خادمہ پانی ڈال ڈال کے اُسے وضو کرا رہی تھی کہ ایک جاسوس نے آ کے خبر دی کہ "بابک ایک قریب کی گھاٹی مین چھپا ہوا ہے۔ اُس گھاٹی سے ایک بڑا بھاری گھنا جنگل شروع ہوا ہے جس مین بڑے بڑے درختون کے نیچے ہزارون گھنی جھاڑیان ہین۔ اس جنگل کا ایک سرا آذربائجان تک چلا گیا ہے اور دوسرا اُسی سے کٹ کے ارمن کے ملک مین جا پہونچا ہے۔ گھوڑے اُس جنگل مین گھس نہین سکتے۔ اور اگر کوئی اُس مین چھپ رہے تو پتہ لگانا امکان سے باہر ہے۔ اور خرابی یہ ہے کہ اس جنگل مین جا بجا پانی کے چشمے اور ندیان ہین جن کی وجہ سے کسی کو پانی کی تنگی بھی نہین ہو سکتی۔ لیکن ابھی وہ اس جنگل مین آگے نہین بڑھا ہے۔ قریب ہی اس جنگل کے سلسلے مین ایک گھاٹی ہے جو وادی غیضہ کہلاتی ہے اُسی مین ہے۔ افشین نے فوراً ابو سعید کو چند جفاکش بہادرون کے ساتھ روانہ کیا۔ اُس جاسوس کو اُس کے ہمراہ کیا اور حکم دیا کہ جس طرح بنے اُس گھاٹی مین گھس کے بابک کو پکڑ لاؤ۔ جو شخص اُسے یا ریحانہ کو لائے گا اُسے دونون کی بابت جدا جدا انعام ملیگا اور بڑا بھاری انعام مین جداگانہ انعام دون گا۔ اور امیرالمومنین اپنی شان اور اپنے حوصلے کے مطابق دوسرا انعام دین گے۔ وہ سوار روانہ ہو گئے۔ اور ان کے جاتے ہی اُس نے مختلف فوجین بھیج کے اُس وادی کی ناکہ بندی کر دی تاکہ کوئی اُس مین سے نکل کے کسی طرف نہ جا سکے۔ کوہبانون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس وادی مین جانے کے چھوٹے بڑے کُل بیدرہ راستے ہین۔ افشین نے ہوشیار افسرون کو کافی فوجون کے ساتھ روانہ کیا کہ ان سب راستون پر جا کے ٹھہرین۔ اور کسی کو جنگل مین آنے جانے نہ دین۔ اور نہ جنگل کے اندر ایک طرف سے دوسری طرف گزرنے دین۔

اس کارروائی کے بعد وہ زنانے خیمے مین گیا۔ شیرین اُس کی صورت دیکھتے ہی بولی "بابک کے پکڑنے کی تم پوری کوشش کر رہے ہو۔ مگر عالیہ اور ریحانہ کا بھی کہین پتہ لگا؟"

افشین "افسوس کہین نہین۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ ظالم دبیدین بابک مایوسی مین جھنجھلا کے اُنھین مار نہ ڈالے۔ خوبصورت چکور باز کے پنجے مین پھنسا ہے اور چھڑانے کی کوئی تدبیر نہین بن پڑتی"۔

شیرین "مگر تمھاری ساری نیکنامی اور کارگزاری کا دارومدار اسی پر ہے"۔

افشین "بالکل سچ ہے۔ مگر مین کیا کر سکتا ہون؟ بڑی خرابی یہ ہے کہ مین سمجھتا تھا ماہ آفرید سے کام

نکلے گا۔ اسی خیال سے اُس پر محبت ظاہر کی۔ اُس کی دُرشت زبانی برداشت کی جب گرفتار ہو کے آئی خوشی کے ساتھ اُسے بابک کے پاس پہونچا دیا۔ مگر وہ کام نہ آئی۔ دشمنی ہی کی۔"

شیرین "دراصل میں یہ خود تمھاری غلطی تھی۔ ساہ آفرید پر عشق ظاہر کر کے اُس کو تم نے بیباک بنا دیا۔ اور اُس کے دل میں جم گئی کہ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔"

افشین "میں تو اُسے ایک بے وقوف سی عورت سمجھتا تھا۔ اور یہ خیال تھا کہ باتوں باتوں میں اُس سے بہت سی باتیں پوچھ لیا کروں گا جو یوں نہیں معلوم ہو سکتیں۔"

شیرین "وہ بے وقوف نہیں تم سے زیادہ سیانی ہے۔ وہ بنتی اور تمھیں بناتی ہے۔"

افشین "ہاں اب تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ ریحانہ کو قصر شیرین سے وہی جا کے لائی۔ اور مجھ سے اس طرح چھپایا کہ مجھے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اب ملتی تو بتاتا۔ افسوس ہاتھ سے نکل گئی مگر کب تک ایک دن پکڑ کے آئے ہی گی۔" اتنے میں اُس کی خادمہ کیوان وخت دوڑتی ہوئی آئی۔ اور کہا "حضور باہر لوگ عالیہ کو کہیں سے اُٹھا کے لائے ہیں جو زخمی اور بیہوش ہیں۔"

یہ سُنتے ہی افشین "ارے" کہہ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور باہر آ کے دیکھا کہ زخمیوں کے اُٹھانے کے ایک پلنگ پر عالیہ بیہوش پڑی ہوئی ہے۔ پوچھا "یہ کہاں ملیں؟ اور انھیں کون لایا ہے؟" جو کوہبان اُن سواروں کے ساتھ تھے جو جنگل میں گھُس کر بابک کو پکڑنے کے لیے روانہ کیے گئے تھے اُن میں سے ایک نے بڑھ کے عرض کیا "حضور میں فوج کے ساتھ جب وادیٔ غیضہ کے قریب پہونچا تو ایک جھاڑی کے اندر یہ پڑی ملیں پہلے مجھے خیال ہوا کہ ہیں کسی عورت کو کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہے مگر فوج والوں میں سے ایک نے دُور سے ان کو پہچانا اور کہا "یہ عباسیہ خاتون عالیہ ہیں" فوراً میں نے چار پہاڑیوں کو بیگار پکڑ لیا۔ اور فوج والوں سے زخمیوں کے اُٹھانے کی یہ چارپائی لے کے اُٹھوا لایا۔"

افشین "تم نے بڑا کام کیا تم اور وہ سپاہی جس نے پہچانا دونوں اعلیٰ درجے کے انعام کے مستحق ہیں جو آج ہی ملے گا۔" یہ کہہ کے اُس نے پلنگ کو عالیہ کے خیمے میں پہونچا کے اُسی خاص اُس کے پلنگ پر لٹا دیا۔ شیرین اور اُس کی لونڈیوں کو تیمارداری پر مقرر کیا۔ علی کو بُلوا کے عالیہ کی یہ حالت دکھائی اور کہا جب تک یہ اچھی نہ ہو جائیں آپ یہیں ٹھہریں۔ پھر اُسی وقت اپنے ہمراہی مسیحی طبیب جرجیس کو بلا کے کہا "دیکھیے کہ ان کے زخم کیسے ہیں؟ اور ان کے بچنے کی اُمید ہے یا نہیں؟"

جرجیس ۔ (خوب معائنہ کر کے) "جب تک انسان زندہ ہے بچنے کی اُمید بھی ہے۔ ان کے زخم بظاہر

انتہ کاری تو نہین ہین مگر وقت پر مرہم پٹی نہ ہونے اور کثرت سے خون نکل جانے کے باعث مجھے ان کی حالت نازک معلوم ہوتی ہے۔"

افشین "ان کے اچھا کرنے مین آپ کو اتنا انعام ملے گا جتنا خونیری اچھا کرنے مین ملتا۔ بلکہ اُس سے زیادہ انعام دون گا۔ جب تک ان کو ہوش نہ آئے آپ یہین ٹھہرین" جرجیس نے افشین کے حکم کے مطابق زخمون کو دھو کے اور اُن مین کئی ٹانکے لگا کے مریضہ کو آرام سے لٹا دیا۔ اور سرہانے بیٹھ کے لخلخے سونگھانے اور مفرح شربت اور یخنی وغیرہ تیار کرا کے چمچون سے پلانے لگا پھر افشین سے کہا "دو گھنٹون مین انھین ہوش آ گیا تو جانیے کہ یہ اچھی ہو گئین۔ ورنہ کوئی علاج کارگر نہین ہو سکتا۔"

افشین "آپ کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھین۔ اور موت اور زیست تو خدا کے سوا کسی کے ہاتھ مین نہین ہے۔"

یہ کہہ کے وہ دربار کے خیمے مین گیا۔ اور چند سرداران فوج سے اُن معاملات مین مشورہ لینے لگا جو پیش تھے۔ اتنے مین اُس کے ایک غلام نے آکے عرض کیا کہ "بابک کا بیٹا اُس کے اعزہ و اقارب عورتین اور سردار جو بند مین گرفتار ہوئے ہین حسب الحکم حاضر ہین" افشین نے اپنے زنانے خیمے مین جانے سے پہلے ان اسیرون کی حاضری کا حکم دیا تھا۔ اس وقت اُن کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اندر بُلوا کے اُنھین اپنے سامنے فرش پر بیٹھنے کی اجازت دی۔ اور جب سب قرینے سے بیٹھ لیے تو بابک کے بیٹے کی طرف دیکھ کے کہا "اگرچہ کوئی اُمید نہین کہ امیر المومنین تم لوگون کی جان بخشی کرین۔ بابک کی اور تم لوگون کی سرکشی سے وہ اس قدر برہم ہین کہ اُن سے کسی رحم کی اُمید مشکل سے کی جا سکتی ہے۔ مگر ایک طرح اُن کی خدمت مین تمھاری جان بخشی کی سفارش کی جا سکتی ہے بلکہ مین اپنی ذمہ داری پر تم سے جان بخشی کا وعدہ بھی کر سکتا ہون۔"

بابک کا بیٹا "جس طرح یہ ہو سکتا ہو آپ ارشاد فرمائین۔ اگر امکان مین ہوا تو ہم دریغ نہ کرین گے۔"

افشین "وہ صورت یہ ہے کہ تم مین سے کوئی میرا خط بابک کو پہونچا دے اور اُس سے جواب لے آئے۔"

یہ سُن کے بابک کے ایک عزیز نے کہا "آپ بابک کے مزاج سے واقف نہین ہین۔ جو کوئی آپ کا خط لے کے جائے گا اُس کی صورت دیکھتے ہی وہ آپے سے باہر ہو جائین گے اور کیا عجب کہ بلا تامل اُسے قتل کر ڈالین۔ بھلا کس کی مجال ہے کہ آپ کا خط اُن کو لیجا کے دے؟ وہ تو صاف صاف کہتے ہین

کہ کسی کو بھی زندہ نہ رہنا چاہیے۔ اور جو غیروں کی اطاعت کرنے کے لیے زندہ رہ جائے وہ بے دین ہے اور ملعون۔"

افشین:- "میں نے یہ فقط تم پر مہربانی کرنے کے لیے کہا۔ ورنہ مجھے بابک کے ماننے یا نہ ماننے کی پروا نہیں ہے۔ یہ تم جانتے ہو کہ ایک دن وہ گرفتار ہو کے پابزنجیر میرے سامنے لایا جائے گا۔ امیرالمومنین کا دشمن ہو کے کوئی دنیا میں نہیں رہ سکتا۔ اگر تم کو اپنی اور اُس کی جان بچانا ہے تو جاؤ۔ اور نہیں جاتے تو تمھیں اختیار ہے۔ امیرالمومنین کو تمھاری گرفتاری کا حال لکھ چکا ہوں۔ جواب کا انتظار ہے جس دن بغداد سے حکم آ گیا اُسی دن تمھارے سر کاٹ لیے جائیں گے۔"

بابک کا بیٹا:- "آپ کی غالباً یہ خواہش ہو گی کہ وہ امان مانگیں۔ اور آپ کے سامنے حاضر ہو کے ہتھیار ڈال دیں۔ اور اس کو وہ کسی طرح گوارا نہ کریں گے۔ پھر مُراسلت بیکار ہے۔"

افشین:- "امان کو گوارا نہ کریں گے؟ امان دینے کا وعدہ سُن کے تو وہ خوش ہو گا۔ اور اُسکی جان میں جان آ جائے گی۔ آخر پہاڑوں اور جنگلوں میں کب تک چھپا پھرے گا؟"

یہ الفاظ سُن کے خرمی اسیروں میں دو شخص اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا "اچھا حضور عہد کریں کہ اگر ہم بابک کے ہاتھ سے مارڈالے گئے تو آپ ہمارے بال بچوں کے نام ایک معتدبہ وظیفہ جاری کر دیں گے۔ اگر ہماری یہ شرط حضور نے منظور کی تو ہم جان پر کھیل کے چلے جائیں گے۔"

افشین:- "اسکا میں مضبوط وعدہ کرتا ہوں۔ اسی قدر نہیں۔ امیرالمومنین سے منظوری لے کے وظیفہ جاری کر دوں گا۔ اور اپنے پاس سے تم کو اتنا دوں گا کہ دولت مند ہو جاؤ گے۔" یہ کہہ کے افشین نے اپنا خط اُن کو دیا اور کہا "تم فوراً روانہ ہو جاؤ۔" اور جب وہ جانے لگے تو بابک کے بیٹے نے کہا "ایک میرا خط بھی لیتے جاؤ۔" یہ کہہ کے وہیں قلم دوات اور کاغذ منگوا کے اُس نے اس مضمون کا خط لکھا کہ "اب مسلمانوں سے دوستی کر کے اُن کی اطاعت قبول کر لینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔" یہ قاصد اسی وقت روانہ ہو گئے۔ اور افشین دربار برخاست کر کے عالیہ کی خبرگیری کے لیے اُس خیمے میں گیا۔ اس لیے کہ اُسے عالیہ کی زندگی کی فکر سب باتوں سے زیادہ تھی۔ اسے اپنی زندگی عالیہ کی زندگی اور ریحانہ کے صحیح و سالم ملنے پر منحصر نظر آتی تھی۔

گیارھوان باب

عالیہ کی سرگذشت

جرجلیس اُسی طرح عالیہ کے ہوش مین لانے کی تدبیرین کررہا تھا کہ افشین نے بے صبری کے ساتھ دروازے پر سے آواز دی۔ "کہیے کیا حال ہی؟" جرجلیس نے آہستہ سے جواب دیا کہ "مہربانی کرکے یہان زور سے بات نہ کیجیے۔ حالت اُمید افزا ہی۔ اور جو جو وقت گزرتا ہی زندگی کی اُمید قوی ہوتی جاتی ہی۔"

اب افشین اندر جاکے عالیہ کے پلنگ کے برابر ایک کُرسی پر بیٹھ گیا۔ اُس کے چہرے پر غور کرنے لگا۔ اور خوب غور کرکے آہستہ سے جرجلیس کی طرف جُھک کے کہا "مجھے تو اتنی ہی دیر مین بڑا فرق معلوم ہوتا ہی۔ تنفس درست ہوتا جاتا ہی اور بمقابل پہلے کی اب مجھے چہرے پر بھی بحالی کی رونق نظر آتی ہی۔"

جرجلیس۔ "یہ سب درُست ہی۔ مگر ابھی اعتبار نہین۔"

اتنے مین عالیہ نے کروٹ بدلنے کا ارادہ کیا۔ اور جرجلیس نے بہت ہی احتیاط سے کروٹ بدلوا دی۔ کروٹ بدلنے مین عالیہ نے یک بیک آنکھین کھولین اپنے تیمارداروں کو وحشت ناک نگاہون سے دیکھا اور پھر بند کرلین۔

افشین۔ "اب تو مین جانتا ہون کہ یہ ضرور اچھی ہوجائین گی۔"

جرجلیس۔ "آپ فرمائیے مگر مین ابھی نہین کہہ سکتا۔ میرے نزدیک اس وقت تک یہ خطرے سے باہر نہین ہین۔"

افشین۔ "خیر مین جاتا ہون اپنے خیمے مین ٹھہرون۔ انھین ذرا بھی ہوش آئے تو مجھے فوراً بُلا لیجیے گا۔"

جرجلیس نے وعدہ کیا۔ اور افشین اپنے خیمے مین جو پاس ہی تھا چلا گیا۔ اور وہان بابک کی مخلد از تائبہ کو بُلا کے اُس سے باتین کرنے لگا۔ اِدھر اُدھر کی چند باتون کے بعد اُس سے پوچھا "اب تو تم دل سے مسلمان ہو نہ؟ یہ تو نہین کہ میرے کہنے سے زبردستی اسلام قبول کرلیا ہو؟"

تائبہ۔ "جی نہین۔ مین صدق دل سے مسلمان ہون۔ اور وعدہ کرتی ہون کہ پھر بابک کے فریب مین نہ آؤن گی۔"

افشین۔ "اگر سچی مسلمان ہو تو دین کی کچھ خدمت کرو۔"

تائبہ۔ "جو خدمت فرمائیے بجا لاؤن۔"

افشین "کوشش کرو کہ بابک ہماری ہاتھ مین گرفتار ہو جائے۔"

تائبہ "مجھے تو خبر ہی نہین کہ وہ کہاں ہین۔ جو عورتین سفرون مین بابک کے ساتھ رہا کرتی تھین وہ شاید کچھ پتہ لگا بھی سکین۔ مجھے تو محل کے انتظام کی وجہ سے کبھی باہر جانے کی نوبت ہی نہین آئی۔ ماہ آفرید ہوتی تو آپ کے بڑے کام آتی۔"

افشین "مگر ماہ آفرید کا نام نہ لو۔ وہ بھروسے کے قابل نہین۔ تم البتہ اپنی متانت و تہذیب کی وجہ سے میرے نزدیک اس قابل ہو کہ تمھاری بات کا یقین اور تمھارے مشورے پر عمل کیا جائے۔"

تائبہ "یہ فقط حضور کی پرورش ہے۔ ورنہ مین کسی قابل نہین ہون۔ اور سچ عرض کرتی ہون کہ بابک کا پتہ یہان کسی کو نہین معلوم ہے۔ باوجود اس کے میرے نزدیک کوئی گھبرانے کی بات نہین۔ آپ کے ہاتھ سے وہ نکل کے جا نہین سکتے۔ اور جو انتظام ناکہ بندی کا ہوا ہے بہت کافی ہے۔"

افشین "خرابی تو یہ ہے کہ وہ ریحانہ کو بھی اپنے ساتھ لیتا گیا۔ اُس بیچاری پر خدا جانے کیا کیا مصیبتین گذرتی ہون گی۔ ممکن ہے کہ غصہ مین آ کے بابک اُسے مار ڈالے۔ یا اس کی آبرو لینے کے درپے ہو جائے۔"

تائبہ "ان باتون کا اندیشہ تو ضرور ہے۔ مگر مین تو جانتی ہون کہ بابک سے ایسی جرأت نہ ہوگی۔ وہ ریحانہ کو دل سے چاہتے ہین۔ اُن کی صورت پر فریفتہ ہین۔ اور اُن کے حسن کا اُن کے دل پر کچھ ایسا رعب پڑا ہوا ہے کہ انھین جبر و تعدی کی جرأت ہرگز نہ ہوگی۔"

افشین "خدا کرے نہ ہو۔ مگر مجھے اس سے اندیشہ ہو گیا کہ ہماری ایک معزز خاتون عالیہ جو ماہ آفرید کے ساتھ بدمین گئی تھین اُس جنگل کی ایک جھاڑی مین زخمی اور بیہوش پڑی ملین جس مین بابک چھپا ہوا تھا۔"

تائبہ "وہ کون بیوی تھین جو بدمین تھین؟ مین دیکھون تو شاید پہچان سکون۔"

افشین "چلو تم کو دکھلاؤن۔ شاید تم سے اُن کے زخمی ہونے کا کچھ سبب معلوم ہو سکے۔"

یہ کہہ کے افشین تائبہ کو ساتھ لیے ہوئے عالیہ کے خیمے مین گیا۔ جرجیس صورت دیکھتے ہی اُس کو خیمے کے باہر نکال لایا۔ اور خوشی کے لہجے مین کہا "مین آپ کو مبارکباد دیتا ہون کہ مریضہ کی حالت اب بہت اچھی اور قابل اطمینان ہے۔"

افشین "یعنی اب موت کا اندیشہ نہین رہا۔"

جرجیس "ہان اب مین کہہ سکتا ہون کہ اندیشہ نہین رہا۔ اور زخم بھی تو بہت کم ہے۔"

افشین "ہوش آیا؟"

جرجیس "جی ہان آیا۔ اسی وجہ سے تو میرا دل مضبوط ہوا۔ ایک بار انھون نے آپ کے سامنے آنکھیں

بند کر لین تھین۔ اُس کے ایک گھڑی بعد پھر آنکھین کھولین۔ ایک ایک کی صورت غور سے دیکھی اور بند کر لین۔ اس کے بعد اور کئی دفعہ یہی ہوا۔ اب کی جو آنکھین کھولین تو کچھ دیر تک میری صورت دیکھتے رہنے کے بعد ناتوانی کی آواز مین پوچھا۔ مین کہان ہون؟ مین نے کہا اپنے خیمے مین اور اپنے دوستون مین۔ مگر آپ کو ضعف بہت ہی خاموش لیٹی رہیئے! اس کا جواب زبان سے نہین اشارے سے دیا۔ کہ اچھا۔ اُس وقت سے اب تک آنکھین کھولے ہوئے ہین۔ اور ہر آنے جانے والے کو منھ پھیر کے دیکھ لیتی ہین"

افشین "اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ گھنٹہ دو گھنٹے مین اُٹھ کے بیٹھ جائین گی"

جبرجلیس "بے شک اُٹھ کے بیٹھ جائین۔ مگر زخمی بھی تو ہین۔ اُن کو تندرست ہونے کیلیے کئی ہفتے چاہئیے"

افشین "لیکن باتین تو کرنے لگین گی؟"

جبرجلیس "باتین کرنے کے قابل تو آج ہو جائین گی۔ مگر آپ اُن سے کم باتین کیجیے گا۔ تاکہ اچھی طرح قوت آجائے"

افشین "خیر مین ذرا اندر چل کے دیکھ تو لون؟ اور تائبہ کی طرف اشارہ کر کے) اس عورت کو بھی ساتھ لیجا کے مین اُن کی صورت دکھانا چاہتا ہون"

جبرجلیس "مگر بات نہ کیجیے گا۔ وہ کچھ پوچھین بھی تو جواب دو ایک لفظون سے زیادہ نہو"

اب افشین اور تائبہ جبرجلیس کے ساتھ اندر گئے۔ عالیہ آنکھین کھولے دیکھ رہی تھی۔ ان لوگون کی آہٹ پا کے نظر افشین کی طرف پھیری۔ اور کئی منٹ تک اُس کی آنکھون سے ملائے رہنے کے بعد بولی "مین کیسی ہون؟"

افشین "آپ بہت اچھی ہین" یہ جواب دے کے افشین اپنے خیمے مین واپس گیا۔ اور اطمینان سے بیٹھ کے تائبہ سے پوچھا "تم نے پہچانا؟"

تائبہ "جی ہان پہچانا۔ ماہ آفرید نے انھین کو بھیجا تھا کہ ریحانہ کو بابک کے ساتھ جانے کے لیے لے آئین مگر بڑی دیر تک نہ آئین تو وہ ڈھونڈھنے کو نکلی۔ اور ایک گلی مین دیکھا کہ یہ اور ریحانہ دونون مسلمانون کے لشکر کی طرف جا رہی ہین۔ اتفاقاً وہان چند خرمی مل گئے جن کی مدد سے اُس نے دونون کو پکڑ لیا۔ معلوم ہوا ہو ہی گی۔ کہ بعد مین بابک نے ان بیوی کو اپنے نزدیک مار کے جنگل مین ڈال دیا ہے"

افشین "رات زیادہ آگئی تھی۔ افشین نے تائبہ کو رخصت کیا جو اپنی خوابگاہ کو گئی۔ پھر اُس نے کھانا کھایا، عشا کی نماز پڑھ کے سو گیا۔

دوسرے دن تڑکے اُٹھ کے نماز پڑھی۔ اور سیدھا عالیہ کے خیمے مین گیا۔ جرجلیس نے خیریت بیان کی اور بتایا کہ ابھی وہ سو رہی ہین۔ پوری نیند لے کے اُٹھین گی تو طبیعت بہت بحال ہوگی۔ یہ سُنتے ہی علی بن فضل کو اپنے ساتھ لے کے وہ شہر بدّ کے اندر داخل ہوا۔ شہر پناہ کچھ مسمار ہوگئی تھی کچھ باقی تھی جو گرائی جا رہی تھی۔ مکانون مین جا بجا آگ لگی ہوئی تھی۔ بہت سی جل کے خاک ہو چکے تھے۔ اور جو باقی تھے اُن پر شُعلے بلند تھے۔

افشین "یہان ایک مکان کو بھی باقی نہ رہنا چاہیے" پھر حکم دیا کہ شہر کا جو کچھ حصہ بچ گیا ہو آج برباد کیا جائے۔ (علی کی طرف دیکھ کے) "یہ لوگ اس قابل نہین ہین کہ ان کی کوئی نشانی بھی دنیا مین باقی رہنے دی جائے۔"

علی "بیشک یہ لوگ اسی کی سزاوار ہین۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) آپنے فتح کر لیا۔ شہر بھر مسمار کر دیا۔ ہزارون نہین لاکھون خرمی قتل کیے۔ بہت سی خوبصورت اور طرحدار لونڈیان پائین۔ مگر وہ گوہرِ نایاب نہ ہاتھ آیا جس کے لیے یہ سب پاپڑ بیلے گئے ہین۔ جب سے کہ بابک ریحانہ کو اپنے ساتھ لیتا گیا۔ مارے غیرت کے جی چاہتا ہے خودکشی کر لون۔"

افشین "خودکشی تو مجھے کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ میرے ذمے یہ خدمت کی گئی تھی کہ انھین بابک کے پنجۂ ستم سے چھڑا کے لے آؤن۔ اور سچ یہ ہے کہ جب تک وہ نہ ملین مین امیر المومنین کو صورت نہین دکھا سکتا۔"

علی "آپ کو بس فقط امیر المومنین کا ڈر ہے جو آپ کی اعلیٰ کارگذاریان سُن کے اس فروگذاشت کو یقیناً معاف کر دین گے۔ اور خلعت فتح و نصرت عطا ہوگا۔ مگر مین کیا کرون؟ ریحانہ میری دُنیا ہے میری زندگی ہے۔ اور میرے لیے جو کچھ ہے وہی ہے۔ وہ میرے لیے ہے مین اُس کے لیے ہون۔ اور بغیر اُس کے زندگی مجھے عذاب ہے۔"

افشین "تو یہ کہیے کہ وہ آپ ہی کی بیوی ہونے والی ہین۔ اور آپ اُن کے عاشق جانباز ہین۔"

علی "جی ہان وہ میری پھوپھی کی بیٹی ہین اور بچپن سے مجھ سے منگی ہوئی۔ ترکستان سے ہمارے بزرگ یہی تجویز کر کے چلے کہ بغداد مین پہونچ کے ہم دونون کی شادی کر دین گے۔"

افشین "اور غالباً آپ ہی کے شوق مین وہ بھی کسی اور کا خیال نہین کرتین؟"

علی "کسی کا خیال؟ وہ اپنے بدن مین کسی کو ہاتھ تک تو لگانے دینے کی نہین۔"

افشین "تو واقعی بابک کے ہاتھ مین اُن کا گرفتار ہو جانا قیامت ہے۔ [illegible] ہو کہ وہ ظالم اُن کی عصمت پر حملہ کرے۔"

علی "مجھے بھی یہی اندیشہ ہے اور بابک ضرور ایسی جُرأت کریگا۔ لیکن آپ جانتے ہین اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ میری پیاری ریحانہ اپنی جان دے دین گی۔ مجھے اُن کے بے عصمت ہونے کا اندیشہ نہین اس لیے کہ یہ تو ہو ہی نہین سکتا۔ ہان اس بات کو ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو وہ تنگ آ کے اپنی جان دے دین۔ اور مین خودکشی پر مجبور ہو جاؤن"

افشین "بیشک آپ گھبراتے ہون گے۔ اسی خیال سے مین نے بابک خرمی کی تمام حرمون کو آپ کے سامنے پیش کر دیا تھا مگر آپ نے اُدھر توجہ نہ کی"

علی "ریحانہ کے سوا مین کسی کی طرف توجہ نہین کر سکتا۔ کیا آپ نے سُنا نہین ۔ ع حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا"

افشین "تو ایک کام کیجیے۔ مین کوہبانون کو بُلاتا ہون۔ آپ تھوڑا سا لشکر لے کے اُن کوہبانون کے ساتھ وادی غیضہ مین چلے جائین جہان بابک چھپا ہوا ہے۔ اور ریحانہ کی جستجو کے شوق مین ایسی مستعدی سے کام لین کہ بابک کو کسی اور طرف بھاگنے کا موقع نہ ملے۔ اس مشغلہ مین آپ پھنسے رہین گے تو یہ خوفناک خیالات دل مین نہ پیدا ہون گے جو یہان بیکار پڑے رہنے سے بار بار ستاتے اور مایوس کرتے ہین"

علی "مین تو بڑے شوق سے اس کام کو انجام دون گا۔ ذرا خیال پھوپھی عالیہ کا ہے کہ صاحب فراش ہو رہی تھین مگر اب وہ اچھی ہین۔ آپ کی بیوی شیرین جن جیسی طبیب۔ اور سب سے زیادہ خود آپ بڑی توجہ اور ہمدردی سے اُن کا علاج کر رہی ہین۔ مین ہون گا تو اس سے زیادہ نہ کر لون گا۔ بسم اللہ آپ جا کے کوہبانون کو بُلایئے۔ اور جو فوج مجھے دینی ہو میرے حوالے کیجیے"

افشین "آپ کی ہمراہی کے لیے بہادران فرغانہ سے زیادہ کوئی فوج موزون نہین ہے"

علی "تو انھین تیاری کا حکم دیجیے۔ جب تک چلیے پھوپھی سے پھر مل لین۔ اب وہ بیدار ہون گی شاید اُن سے ریحانہ کا کچھ حال معلوم ہو جائے۔ اگرچہ جہاد خصوصاً بابک کی سرکوبی کے لیے مین ہر وقت تیار ہون۔ مگر جی چاہتا تھا کہ پہلے اُن کا بیان سُن لیتا پھر اُس کے بعد روانہ ہوتا"

افشین "یہ آپ صحیح کہتے ہین۔ اس مین بہت سی مصلحتین بھی ہین"

اب دونون فوراً بَذ کے منہدم کھنڈرون کی طرف روانہ ہو کے عالیہ کے خیمے مین آئے۔ اور دیکھا کہ وہ جاگتی ہین۔ اور آہستہ آہستہ شیرین سے کچھ باتین کر رہی ہین۔ علی اور افشین کے پہونچتے ہی عالیہ نے مُنھ پھیر کے اُنھین دیکھا اور مُسکرائی۔ علی نے پوچھا "پھوپھی جان اب مزاج کیسا ہے؟"

عالیہ۔ "زندہ ہون اور اچھی ہون" پھر اُس نے افشین کی طرف دیکھ کے پوچھا "مین یہان کیونکر

افشین :- آپ کو یہ یاد ہے کہ آپ کہاں تھیں ؟"
عالیہ :- خوب اچھی طرح یاد ہے سب باتیں میری نظر کے سامنے ہیں - ایک گھنے جنگل میں مارکے ڈال دی گئی تھی - خون بہہ بہہ کے نکلتا جاتا تھا انتظار کر رہی تھی کہ کوئی درندہ آکے پھاڑ ڈالے گا - اور قیامت کو میرا حشر بطون وحوش اور حواصل طیور (وحشی درندوں کی پیٹوں اور مردار خوار طیور کے پوٹوں) سے ہوگا - اسی انتظار میں آنکھیں بند ہوئیں تو یہاں آکے کھلیں - اور حیران ہوں کہ وہاں سے یہاں مجھے کون اُٹھا لایا"
علی :- پھوپھی جان - آپ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اپنا حال بیان کیجئے میرے نزدیک آپ ابھی اس قابل نہیں ہیں - اس لیے ابھی دماغ پر غور و فکر کا بار نہ ڈالیے - اور جب خوب طاقت آلے تب بیان کیجیے گا "
عالیہ :- بیٹا علی - اب مجھ میں سب باتیں بیان کرنے کی طاقت آگئی ہے - اور ان کے ظاہر کرنے سے دماغ پر بار نہیں پڑے گا - بلکہ دل کو تسکین ہوگی - اب میرا علاج یہی ہے کہ کوئی میری سرگذشت سُنے - اور میں جی کھول کے دل کی بھڑاس نکالوں "
جرجیس :- مگر مجھے اندیشہ ہے کہ مصیبت تکلیف اور رنج و غم کی باتیں آپکے دماغ کو صدمہ نہ پہونچا دیں "
عالیہ :- جی نہیں اس کا ڈر اُس کے لیے ہو سکتا ہے جو رنج و غم کا عادی نہو - اور اُس پر نئی نئی مصیبت پڑی ہو - میں تو ان باتوں کی خوب عادی ہوگئی ہوں "
جرجیس :- تو شوق سے بیان کیجیے - آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے کوئی اندیشہ نہیں باقی رہا "
افشین :- تو پھر مہربانی کرکے تفصیل سے بیان کیجیے کہ اُس جنگل میں آپ کو کون لے گیا - اور کن لوگوں نے آپکے ساتھ یہ سلوک کیا "
عالیہ :- (ناطاقتی کے تھوڑے تامل کے بعد) " یہ پوچھنے سے کیا حاصل ؟ جن لوگوں کا یہ فعل ہے آپ کی گرفت سے باہر ہیں - افسوس کہ مظلوم ریحانہ معصوم صفت خوبصورت قمری کی طرح ظالم شکاری کے پنجے میں پھنسی ہوئی ہے - اور کوئی چھڑانے والا نہیں " اتنا کہہ کے عالیہ رونے لگی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے -
افشین :- ہم اُس خوبصورت معصوم چڑیا کو اُس کے پنجے سے چھڑا لیں گے - اس کا پورا بندوبست ہو چکا ہے - اور علی بن فضل آج ہی ریحانہ کے لانے کو جا رہے ہیں فقط اس کے منتظر ہیں کہ آپ کی زبان سے آپکے حالات سُن لیں "
عالیہ :- میں آپ سے رخصت ہوکے یہاں سے روانہ ہوئی تو ماہ آفرید کے ساتھ بُد میں گئی

پہونچتے ہی، ماہ آفرید نے مجبور کرنا شروع کیا کہ بابک کے دین کو قبول کرو اور اُس پر ایمان لاؤ۔ اُس کی دوستی بنا ہے اور اُسے اپنے موافق رکھنے کے لیے مین نے کبھی سختی کے ساتھ انکار نہین کیا۔ بلکہ اُس کے کہنے کو ہمیشہ ٹال دیا کی جس سے وہ سمجھی کہ مین راضی ہون چنانچہ ایک دن دھوکے مین مجھے بابک کے قدمون پر لیجا کے گرا دیا۔ اور اُس سے کہا یہ ایک شریف عرب عورت ہین جو آپ پر ایمان لائی ہین۔ اور مجھ پر ان کا احسان ہے۔ یہ سُنتے ہی بابک نے خوش ہو کے مجھے اُٹھایا اور اپنے سینے سے لپٹا لیا۔ اُس وقت کی تکلیف مجھے زندگی بھر یاد رہے گی۔ کمبخت مخمور اور شراب کے نشے مین چور تھا۔ مُنھ سے شراب کی بُو آتی تھی۔ اور زبان سے پورے اور صحیح الفاظ نہ نکلتے تھے۔ اسی حال مین ظالم نے میری پیشانی اور میری گال چومے۔ اور کہا " یہ بوسے میری مہربانی اور میرے الطاف کی اعلیٰ ترین نشانیان ہین۔ آج سے تم میرے مخصوص دوستون مین ہو "

اب اُس وقت سے میرا کام تھا کہ اُس کے حکمون پر لونڈیون کی طرح دوڑا کرون۔ لیکن اس وقت تک مجھے ریحانہ سے ملنا نہین نصیب ہوا تھا۔ ایک دن ماہ آفرید نے کہا " میرے ذمے دو کام ہین۔ ایک تو یہ کہ بابک کو شراب پلاتی اور اُس کی خلوت مین شریک صحبت ہوتی ہون۔ اور دوسرے یہ کہ محل کے عظیم الشان قید خانے مین جو ہزارون خوبصورت عورتین اور بچے بند ہین اُن کی روز صبح و شام کو جا کے نگرانی کیا کرتی ہون تم مہربانی کر کے آتنا کرو کہ میرے عوض دونون وقت جا کے اُن قیدیون کی نگرانی کر لیا کرو " یہ کہہ کے مجھے اپنے ساتھ لیجا کے اُس نے وہ قید خانہ دکھایا۔ کیا کہون کہ جو بدنصیب عورتین اور بچے اُس مین تھے اُن کی کیا حالت تھی۔ ان کے پاس پورا لباس تھا۔ نہ پیٹ بھر کے کھانا ملتا تھا۔ نہ صفائی و طہارت کا کوئی انتظام تھا۔ مین نے کبھی گائے بیل کو بھی ایسی ناپاک اور ذلیل حالت مین نہین دیکھا تھا۔ اُنھین مین ایک طرف بیچاری ریحانہ بھی زنجیرون مین جکڑی بیٹھی ہے۔ میری صورت دیکھتے ہی وہ چلا چلا کے رونے لگی اور کچھ کہنے کو تھی کہ مین نے اشارے سے منع کیا۔ اور چلی آئی۔ ماہ آفرید کی یہ خواہش مین نے قبول لی اور روز دو وقتہ اُن قیدیون کی نگرانی کیا کرتی۔ مین وہان ہر ایک کے ساتھ مہربانی سے پیش آتی۔ سب کی دلدہی کرتی اور اسی سلسلے مین ریحانہ سے بھی دو چار باتین کر لیا کرتی۔ یہ تو وہ جانتی ہے امکان مین نہ تھا کہ اُس کی بیڑیون کو کھول دون۔ مگر جب سے مین گئی۔ اُسے غذا کی تکلیف نہ ہوئی۔ اور میری تسلی و تشفی سے اُس کی مایوسی کم ہو گئی۔ بابک روز اُس کے پاس جاتا اور عالیہ طرح کا لالچ دلاتا۔ مگر وہ اُس کی صورت دیکھتے ہی آنکھین بند کر لیتی۔ اور جواب دیتی کہ

مرجاؤن گی مگر تجھ سے بے دین ظالم کی جورو نہ بنون گی۔"

اب مین اس تجویز مین تھی کہ کسی دن موقع پا کے اُس بُد سے بھگا لاؤن مگر کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تھی یہان تک کہ مسلمان دھاوا کر کے شہر مین داخل ہو گئے۔ اور خرمی شکست کھا کے بھاگنے اور قتل ہونے لگے۔ اُس وقت مین قیدخانے کے قریب منتظر کھڑی تھی کہ مسلمان لشکر یہان تک پہونچے تو اُنھین وہ قیدخانہ دکھا کے اُن مظلوم قیدیون اور اپنی ریحانہ کو عذاب سے نجات دلاؤن۔ اتنے مین ماہ آفرید گھبرائی ہوئی آئی اور کہا "اسی وقت [illegible] مین سے ریحانہ کو لا کے بابک کے پاس پہونچا دو۔ وہ اپنے زنانے محل کے پچھواڑے [illegible] مین گئے۔ مین جاتی ہون اُنکی ان بیویون اور حرمون کو اُن کے پاس پہونچا دُون جنھین [illegible] نے اپنے ساتھ لیجانے کے لیے منتخب کیا ہے۔ تم ریحانہ کو فوراً لاؤ۔ مسلمان اندر داخل ہو گئے [illegible] مین قلعے والون کو شکست دے کے آ پہونچین گے۔"

مین فوراً قیدخانے مین گئی۔ ریحانہ کی بیڑیان کھولین۔ جن کی کنجیان ماہ آفرید نے مجھے دی تھین اور اُسے لے کے چلی کہ مسلمانون کے لشکر مین پہونچ جاؤن جو قریب آ گیا تھا۔ اتنے مین کیا دیکھتی ہون کہ ماہ آفرید سر پر کھڑی ہے اور کہہ رہی ہے "مین تم اس عباسیہ لڑکی کو [illegible] جاتی ہو! [illegible] تمھارا اسی لیے اعتبار کیا تھا؟ اور اسی لیے تم کو بابک کے مخصوص لوگون مین داخل کر لیا تھا؟" مین نے یہ خیال کر کے کہ اب یہ میرا کچھ نہین بگاڑ سکتی۔ اُسے ڈانٹا۔ اور کہا "کافرہ اور حرافہ [illegible] کو پھر ظالم کے پنجے مین دینا چاہتی ہے جو اب ہلاک ہونے کو ہے۔ اُس کے پاس واپس [illegible] کہ اُس مظلومہ کو خدا نے تیرے دست ستم سے چھڑا دیا۔ اور انتقام کی تلوار جو تیرے [illegible] پہونچ چکی۔ تجھے ہلاک کرنے ہی کو ہے۔" یہ کہہ کے مین نے اُسے پیچھے ڈھکیل دیا اور آگے [illegible] دس زخمی خرمی بھاگتے ہوئے اُدھر سے گذرے۔ ماہ آفرید نے غُل مچا کے اُنھین بلا لیا۔ [illegible] مدد سے ہم دونون کو باندھ کے بابک کے پاس پہونچا دیا۔ بابک نے فوراً اُس مکان کی ایک [illegible] کھولی۔ اور ہم سب کو اور نیز اُن حرمیون کو جو ہمین پکڑ لے گئے تھے ساتھ لے کے اُس کے [illegible] اور اُس سے ایک تہ خانے مین داخل ہوا۔ پھر اُس کا دروازہ باہر سے بند کر لیا۔ اور زینے [illegible] اندھیرے مین کامل آٹھ گھنٹے تک بھاگتا چلا گیا۔ اُس کے ساتھ وہ خرمی مجھے اور ریحانہ [illegible] مین باندھے اور گھسیٹتے ہوئے لیے چلے جاتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم تحت الثریٰ [illegible] چلے جا رہے ہین۔ کبھی کبھی اُوپر روشن دان ملتے جن سے کچھ روشنی نظر آ جاتی۔

آخر جاتے جاتے ہم ایک گھنے جنگل میں نکلے جس کو چارون طرف پہاڑ تھے - اور سب کی چوٹیون تک جنگل چلا گیا تھا - اس جنگل مین بھی بڑے بڑے گنجان درختون کے باہم ملے اور گتھے ہونے کی وجہ سے بہت کم روشنی تھی - سُرنگ سے نکلتے ہی جنگل اور جھاڑیون کے اندر اندر جاکے بابک ہمین ایک کھوہ مین لے گیا جس کو رہنے کے لیے ایک وسیع مکان بنا لیا گیا تھا - اُس مین پہونچ کے بابک نے دم لیا - اور کہا "اب مین بیہ دیون (مسلمانون) کی رسائی سے باہر ہون" اس غار نما مکان مین فرش بچھایا گیا - روشنی کی گئی جس کا سامان وہان پہلے سے موجود تھا - اور کھانے پینے کے بعد جب وہ اطمینان سے بیٹھا تو ماہ آفرید نے مجھے اور ریحانہ کو اُس کے سامنے پیش کیا - اور کہا اس عورت کا اگرچہ مجھ پر احسان ہے مگر آج معلوم ہوا کہ یہ مکار دغاباز اور ہماری دشمن ہے - اور اکیلی یہی نہین ریحانہ بھی قتل کے قابل ہے جو حضرت کی عنایتون کی کسی طرح قدر نہین کرتی - یہ کہہ کے اُس نے ساری سرگذشت بیان کر دی - بابک نے اپنی مخمور اور خونین آنکھون سے مجھے گھور کے دیکھا اور کہا "ریحانہ کو تو ابھی زندہ رہنا ہے - یہ جب تک میرا کہنا مانے گی یونہی پابزنجیر میرے ساتھ رہے گی - مگر اس دوسری دغاباز عورت کو جنگل کے کنارے لیجا کے قتل کر ڈالو" اُس کا حکم ہوتے ہی ہمراہی خرمیون مین سے چار خونخوار و دیو صورت وحشی مجھے ڈھکیلتے ہوئے جنگل کے کنارے لے گئے جہان مین پڑی ملی ہون گی - اور تلوارون سے کاٹ کے ڈال دیا - اپنے نزدیک تو وہ بیجان کر گئے تھے مگر مجھ مین جان باقی تھی - خاموش پڑی رہی - اور تھوڑی دیر کے بعد زیادہ خون بہ جانے سے بیہوش ہو گئی"

بارھوان باب

بابک کی سرکشی و سنگدلی

عالیہ کو اپنی یہ سرگذشت بیان کیے ایک ہفتہ گذر گیا - اور سب کے دلون پر اس کے بیان کا حسرتناک اثر باقی ہے - وہ اب اس قدر اچھی ہے کہ آہستہ آہستہ چل پھر سکتی ہے - افشین اُسے اور سارے لشکر کو لے کے منہدم و پامال شہر بذ سے نکل کے شہر برزند کے فرحت بخش مرغزارون مین خیمہ زن ہو گیا - اور علی بن فضل بھی اپنی پھوپھی کے ساتھ ہے جس نے پھوپھی کا بیان سُن کے بابک کے تعاقب کا ارادہ ملتوی کر دیا -

عالیہ جو جو اچھی ہوتی جاتی ہے اُسے ریحانہ کی جدائی کا صدمہ زیادہ محسوس ہوتا جاتا ہے اور ہر گھڑی دل پر کوفت رہتی ہے - اُسے ہر وقت مغموم دیکھ کے ایک دن افشین نے کہا "اس جہاد مین کل مجاہدون اور ہمارے تمام سپاہیون سے آپ زیادہ ثواب کی مستحق ہین جن کا اجر اُس حضرت رب العزت

کے دربار سے آپ کو ضرور ملے گا۔"

علی :"پھوپھی - اب آپ ان تکلیفوں اور اس مصیبت کو دل سے بھلا دیں حکیم صاحب کہتے ہیں کہ اس ناطاقتی کی حالت میں آپ کو ان فکروں میں نہ پڑنا چاہیے۔"

عالیہ :"کسی تکلیف یا بیماری کا تو مجھے خیال بھی نہیں - مگر یہ مصیبت بھلا بھول سکتی ہو؟ اسے یاد کر کے روؤں گی اور جب تک زندہ ہوں ہمیشہ رد یا کروں گی۔"

افشین :"تو اپنے خیال کو انتقام لینے اور ریحانہ کو بابک کے پنجۂ ستم سے چھڑانے کی کوشش میں مصروف کیجیے ہم نے اس جنگل کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے - تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی ہے - لوگ گئے ہیں کہ جدھر سے پتہ لگے جنگل میں گھس کے اسے پکڑ لائیں۔"

عالیہ :"مگر بابک جہاں چھپا بیٹھا ہے وہاں تک کوئی نہیں پہونچ سکتا۔"

علی :"میں ایک زبردست لشکر لے کے اس مقام پر جانے والا تھا جہاں آپ پڑی ملیں - مگر آپ کا بیان سُن کے ارادہ ملتوی کر دیا۔"

عالیہ :"وہاں سے تم ہرگز بابک تک نہ پہونچ سکتے - میں کئی گھنٹے کے بعد وہاں پہونچی تھی لیکن ایک تدبیر ہو سکتی ہے جس سُرنگ سے وہ ہمیں لے گیا ہے اُس میں سے اگر کوئی جائے تو اُس کے قریب پہونچ سکتا ہے۔"

افشین :"یہ تو بخوبی ہو سکتا ہے - گو کہ وہ مکان جس میں وہ سُرنگ تھی منہدم کر ڈالا گیا - لیکن جس جگہ پر تھا اُس مقام کو ہم جانتے ہیں - وہاں کھودا جائے تو سُرنگ ضرور مل جائے گی - لیکن جب کوئی رہبر جو دُہو سُرنگ کے راستے سے لوگ گئے بھی تو اُسے کیونکر پائیں گے؟"

عالیہ :"رہبری میں کروں گی - میں اُس سُرنگ کے راستے سے جا چکی ہوں - اُس سے نکلتے ہی جنگل کی جس گھاٹی میں وہ غار نما مکان ہے اُسے بھی جانتی ہوں - اور وہاں تک پہونچ سکتی ہوں۔"

افشین - (ہنس کے) "مگر آپ تو ابھی جانے کے قابل نہیں ہیں۔"

عالیہ :"اس کام کے لیے مجھ میں طاقت آ جائے گی۔"

علی :"پھوپھی اگر آپ رہنما بنیں تو میں خود آپ کے ساتھ چلوں گا اور بہت سے بہادر سپاہی ہمارے ساتھ ہوں گے۔"

عالیہ - (افشین سے) "تو آپ کھدوا کے اس سُرنگ کو نکالیے - اُس کا پتہ لگنے تک میں اچھی ہو جاؤں گی۔"

عالیہ کی یہ مستعدی دیکھ کے افشین نے تائبہ کو بلوایا جو برزند میں اس کے ساتھ تھی جب وہ آئی تو پوچھا "تائبہ بذ میں تو اب پتھروں اور ملبے کے ڈھیروں کے سوا کچھ بھی نہیں باقی رہا۔ کوئی مکان نہیں موجود ہے لیکن اب بھی تم وہاں جاؤ تو پہچان لوگی کہ بابک کا زنانہ قصر کہاں تھا؟"

تائبہ "کیوں نہیں؟ کھنڈروں اور در و دیوار کے آثار دیکھ کے پہچان جاؤں گی کہ یہاں پر محل تھا"

افشین "اور اس چھوٹے مکان کا بھی پتہ لگا لوگی جس کی سرنگ میں سے ہو کے بابک بھاگا تھا؟"

تائبہ "بیشک۔ اسی قصر کے پچھواڑے اور خاص اس کی دیوار کے نیچے وہ مکان تھا"

افشین "تو ایک کام کرو۔ علی بن فضل کو لے کے وہاں جاؤ۔ حفاظت کے لیے کچھ فوج اور بہت سے مزدور بھی ان کے ساتھ جائیں گے۔ اس مقام کو خوب کھدوا کے اس سرنگ کو نکلواؤ۔ اور اگر وہ مٹی اور پتھروں سے اٹ گئی ہو تو مٹی نکلوا کے اسے صاف کرا دو"

تائبہ "بہت خوب" (علی سے) "چلیے"

عالیہ "بیٹا علی جلدی جاؤ۔ اور جیسے ہی سرنگ برآمد ہو مجھے خبر کرو"

علی نے فوراً پانچ سو فرغانہ والے سپاہی اپنی رفاقت کے لیے چن لیے۔ پھر ایک ہزار جفاکش پہاڑی مزدوروں کو اپنے ہمراہ لے کے بذ کی راہ لی۔

علی بن فضل کے جانے کے بعد افشین عالیہ کے خیمے سے نکل کے اپنے خیمے کو جا رہا تھا کہ اسلامی فوج کے ایک سوار نے آ کے ادب سے سلام کیا اور ایک خط پیش کیا۔ افشین نے پوچھا "کس کا خط ہے؟" اس نے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا "حضور بابک کا خط ہے جسے ابوسعید نے حضور کے ملاحظے میں بھیجا ہے"

افشین۔ (ایک فوری مسرت کے جوش میں) "ابوسعید نے بابک کو پکڑ لیا؟"

سوار "حضور بابک کا پتہ تو ابھی تک نہیں لگا ہے۔ مگر پرسوں تڑکے نماز کے بعد ابوسعید کو خاص اپنے خیمے کے سامنے دو خط پڑے ملے۔ اٹھا کے دیکھا تو وہ بابک کے خط تھے۔ ایک ہمارے سردار ابوسعید کے نام تھا اور دوسرا حضور کے نام جس کے لفافے پر لکھا تھا کہ بغیر کھولے حضور کے ملاحظے میں بھیج دیا جائے"

افشین۔ (حیرت سے) "اور ابوسعید والے خط میں کیا لکھا تھا؟"

سوار "حضور اس میں فقط دھمکی تھی۔ لکھا تھا کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اپنے گھر جا کے آرام سے بیٹھو۔ ورنہ یاد رکھو کہ میرے خرمی تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ایسی خاموشی سے فنا کر دیں گے کہ کسی کو پتہ بھی نہ لگے گا کہ کیا ہوئے اور کہاں غائب ہو گئے۔ اس لیے بیوقوفی کے خیال کو چھوڑو کہ تم مجھے گرفتار کر لو میں جہاں ہوں وہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ ہر طرف جنوں اور دیووں کا پہرہ ہے جو میرے مطیع فرمان ہیں۔

اور جو کوئی اس جنگل یعنی میرے حرم عظمت کو اپنے قدم سے ناپاک کرنے کی جرأت کرے گا وہ اس کے خون کے پیاسے ہین"

یہ سُن کے افشین نے بابک کا خط کھولا- اُس مین لکھا تھا "افشین تمھین معلوم رہے کہ تم نے بذ اور اُس کے قصر و ایوان کو منہدم کر کے خدا کو بہت ہی ناراض کر دیا ہے جس کا انتقام مسلمانون سے سرزمین روم مین لیا جا رہا ہے[ع۵]- یاد رکھو کہ تم نے میری فوج اور میرے شہر کو فتح کر لیا ہے مگر میرے برحق دین کو تم سے بے دین ہرگز نہین فتح کر سکتے- رہا یہ کہ تم میری عزلت گاہ تک پہونچو یہ امکان سے باہر ہے۔ اسی مین خیریت ہے کہ جو کچھ کامیابی حاصل کر لی ہے اُس پر قناعت کرو اور اپنے یہودی و عیسائی آقا کے دربار مین سرخرو بنو- مین نے تمھارے دونون بابکی قاصدون کو قتل کر ڈالا- جو مفتوح اور تمھارے ہاتھ مین اسیر ہو کے بے ایمان ہو گئے تھے اور اس قابل نہ تھے کہ اُن کے ہاتھ جواب بھیجا جائے- انھین دو مین سے ایک میری اس جنگلی تفرج گاہ کو جانتا تھا- اب دُنیا مین اور کوئی نہین باقی ہے جو تم کو یا تمھاری کسی پیام کو مجھ تک پہونچا سکے-

تمھارے خط کے ساتھ میرے بیٹے نے بھی ایک خط بھیجا ہے جس مین وہ مجھے تمھاری اطاعت و صلح کا مشورہ دیتا ہے- اُس ناخلف حرامزادے سے کہہ دو کہ اگر تو میرا بیٹا ہوتا تو میرے پاس ہوتا اور یہودیون کے ہاتھ مین اسیر نہ ہوتا"

ع۵ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ تقریباً چھ مہینے پیشتر جب افشین بابک کے شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھا بابک نے اپنے خفیہ جاسوسون کے ذریعے سے ایک خط قسطنطنیہ کے فرمانروا توفیل بن میخائیل کو لکھا- جس مین اطلاع دی کہ معتصم نے اپنی ساری فوج میرے مقابلے پر بھیج دی جس کو مین اپنے پہاڑون سے ٹکرا ٹکرا کے فنا کر دون گا مگر اُس کے پاس اب کوئی قوت نہین رہی ہے حتی کہ اُس کا درزی (جعفر خیاط) اور باورچی (ایتاخ ترکی) تک بذ کے پہاڑون مین ہین- آپ کے لیے حملہ کرنے کا اس سے بہتر موقع نہین ہو سکتا- توفیل یہ سُنتے ہی پورے دو لاکھ لشکر کے ساتھ رومی بلاد اسلام (ایشیائے مائنر) پر چڑھ آیا- بغداد مین خبر بھی نہ ہوئی- اور اُس نے بے خرخشے بہت سے شہرون کو لوٹا- مسلمانون کا قتل عام کیا- بہت سی عورتون اور بچون کو پکڑ لیا- جو مسلمان اُس کے ہاتھ مین گرفتار ہوئے اُن مین بہتون کی آنکھین پھوڑین- بہتون کے ناک کان کاٹے- یہان تک کہ شام و روم کے تمام مسلمان اُس پر ٹوٹ پڑے اور وہ واپس گیا- تھوڑے دنون کے بعد جب بابک پامال ہو چکا تو معتصم بڑے بھاری لشکر سے خود روم مین گیا اور اس کا خوب انتقام لیا مگر جس وقت افشین نے بذ کو فتح کیا ہے اُس وقت شہنشاہ قسطنطنیہ ایشیائے کوچک کے شہرون مین مسلمانون پر دست تظلم دراز کر رہا تھا- اور بابک کو اطلاع دے دی تھی تاکہ وہ اور شدت سے دولت عباسیہ کی فوجون پر حملے کرے- مگر شہنشاہ قسطنطنیہ کی اُمید و آرزو کے خلاف بابکیون کو شکست ہو گئی-

لیکن تو میرا بیٹا نہیں ہی۔ اور یاد رکھ کہ دولت و عزت کی حالت مین تیری ایک دن کی زندگی چالیس برس کی غلامی کی زندگی سے اچھی ہے۔ تو اب غلام ہی اور کافرون کا غلام۔ لہذا تو شریفون اور آزاد مردون مین بیٹھنے کے قابل نہین"

یہ خط پڑھ کے افشین دیر تک خاموش اور بابک کی سرکشی وطغیان پر متحیر رہا۔ پھر اُس سوار سے پوچھا" ابوسعید کو کچھ اس کا بھی پتہ لگا کہ بابک کہان ہے ؟"

سوار :۔ حضور اس کا تو یقین ہے کہ ابھی تک وہ وادی غیضہ مین ہے۔ کسی اور طرف نہین گیا۔ مگر یہ کسی کو نہین معلوم کہ وہ وادی کہان ہے اور اُسی مین وہ کہان چھپا ہوا ہی۔ ہمارے سردار نے ہر جگہ ڈھونڈھا جنگل کے ہر طرف ایک ایک میل تک درختون سے ٹکرائے اور ٹھوکرین کھاتے ہوئے گئے مگر کہین سُراغ نہ لگا۔"

افشین :"اُس کے کسی اور طرف نکل جانے کا تو اندیشہ نہین ہے ؟"

سوار :" ناکہ بندی تو خوب کر دی گئی ہی۔ اور کُل راستے رُکے ہوئے ہین۔ مگر اس کا کیا علاج کہ وہ ناقابل گذر جنگل ایک ہی سلسلے مین ملا ہوا آرمینیہ اور گرجستان تک چلا گیا ہے۔ اگر اُس کے اندر ہی اندر بابک مغرب کی طرف نکل جائے تو کوئی روک نہین سکتا۔"

افشین :" مگر یہ بات میری سمجھ مین نہین آئی کہ جس جنگل مین بابک گذر سکتا ہے اُس مین تم لوگ کیون نہین گذر سکتے ؟"

سوار :" حضور جنگل کے اندر بعض ایسے راستے اور مقامات ہین جن کو بابک خوب جانتا ہی وہ وہین کا رہنے والا ہی۔ اور ہمیشہ اسی فکر مین رہا ہی کہ اس جنگل اور پہاڑون کے چپے چپے سے واقف ہو جائے۔ اور ہم لوگ بالکل اجنبی ہین۔"

افشین :" تو کیا تمھین کوئی اُس جنگل کا رہنے والا بھی نہین ملتا جو رہبری کرے ؟"

سوار :" کوئی نہین۔ اول تو سب بھاگ گئے ہین۔ اس لیے کہ سب خرمی ہین اور بابک کے معتقد و پیرو۔ قطع نظر اس کے بابک اُن لوگون کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتا رہا ہی۔ جس کی وجہ سے سب اُس کا دم بھرتے ہین۔ اور یہ ایسی بات ہی کہ اگر کوئی ہمین راستہ بتانے پر تیار بھی ہو جائے۔ تو ہمین اُس کا اعتبار نہین ہو سکتا۔ ممکن ہی کہ کسی خوفناک مقام مین پہونچا کے ہمین ہلاک کر دے۔"

افشین :" تمھارے انھین بزدلی کے اندیشون نے بابک کا اتنا زور بڑھا دیا۔ سیکڑون تدبیرین ہو سکتی ہین۔ اور نہین تو یہ ہو سکتا ہی کہ تم کسی مشتبہ رہبر ہی کے ساتھ جاؤ۔ مگر تھوڑی تھوڑے فاصلے پر اپنے آدمیون کو چھوڑتے اور ٹھہراتے جاؤ تاکہ واپسی کا راستہ قائم رہے۔ مگر اس کا کیا علاج کہ تم سے یہ

نہین ہوسکتا۔ اچھا تم ابوسعید سے جا کے کہہ دینا کہ اگر وہ اور کچھ نہین کرسکتے تو فقط اتنا کرین کہ بابک کو اور کسی طرف نکل کے جانے نہ دین۔ وہ جہان ہے وہین رہے"

یہ کہہ کے افشین نے سوار کو انعام دے کے رخصت کیا۔ اور یہ ساری سرگذشت جا کے عالیہ سے بیان کی۔ پھر اُس سے پوچھا "آپ سُرنگ مین رہبری کرنے کے لیے تیار ہین؟ مین نے کوشش کی ہے کہ بابک جہان ہے وہین رہے۔ کسی اور طرف نکل کے نہ جانے پائے"

عالیہ "وہین رہا تو مین اُسے گرفتار کرا دون گی۔ مین اس کام کے لیے اس قدر تیار ہون اگر کوئی اس وقت چلے تو اسی وقت اُٹھ کھڑی ہون گی"

افشین عالیہ سے رخصت ہو کے اپنے دربار کے خیمے مین گیا۔ اور جو دو خرمی اُس کا خط لے کے بابک کے پاس گئے تھے اور بابک کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اُن کی بیویون کو جو اُن کی روانگی کے ساتھ ہی افشین کی امان مین آ گئی تھین اپنے سامنے بلوایا۔ اور اُن سے کہا "تمھارے شوہر تمھارے ظالم مقتدا کے ہاتھ سے مارے گئے" یہ سُنتے ہی دونون عورتین زار زار رونے اور بابک کو کوسنے لگین۔ افشین نے اُنھین تسلی دی اور کہا "اگر عقل ہے تو اپنے عقیدۂ کفر سے توبہ کرو۔ اور دین اسلام قبول کرو۔ لیکن مین نے جو وعدہ کیا ہے اُس کے پورا کرنے کے لیے ہر حال مین تیار ہون۔ تم اپنے بال بچون کے ساتھ جہان چاہو رہو۔ تم کو سلطنت کی طرف سے پینتیس دینار وظیفہ ملا کرے گا۔ جو ہین کے سرکاری خزانے سے مل جایا کرے گا۔ مین نے امیر المومنین کی خدمت مین سفارش کر دی ہے۔ اور وہان سے بہت جلد منظوری آ جائے گی"

یہ کہہ کے دونون عورتون کو اُس نے ہزار ہزار درہم دیے اور کہا "اس سے تم اپنے رہنے کا سامان درست کرو" اس فیاضی کو دیکھ کے دونون بے انتہا خوش اور شکرگذار ہوئین۔ اور اُسی وقت دین اسلام قبول کر کے امن و امان کی زندگی بسر کرنے لگین۔

اب معتصم کے پاس سے اس مضمون کا فرمان بھی آ گیا کہ "بابک کے اعزہ و اقارب اور کل خرمیون کو جو اطاعت قبول کرین امان دی جائے۔ اور قتل عام موقوف ہو"

تیرھوان باب

گوہر مقصود ہاتھ آ گیا

سامرہ سے فرمان خلافت آتے ہی خونریزی موقوف ہو گئی۔ اور افشین نے حکم دے دیا کہ

"اب بجز اُن خرمیون کے جن سے سرکشی و بغاوت ظاہر ہو اور کسی کی جان نہ لی جائے - اور جو خرمی عساکر خلافت کے خوف سے بھاگے ہوئے ہین سوا شہر بذ کے اور تمام شہرون اور بستیون مین واپس آ کے اپنے گھرون مین آباد ہو سکتے ہین۔"

ان احکام کے جاری ہونے کے دوسرے دن نہایت مخفی طور پر علی بن فضل نے بذ سے اطلاع کی کہ سُرنگ کا دہانہ برآمد ہو گیا - اور کل تک بالکل صاف ہو جائے گا۔" افشین نے فوراً جا کے عالیہ کو خبر دی - اور وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئی کہ "چلو مین رہبری کے لیے تیار ہون۔"

افشین "مگر یہ دیکھ لیجیے کہ آپ مین جانے کی طاقت ہے یا نہین - بہتر ہو کہ اس نازک سفر کے لیے آپ طبیبون سے مشورہ کر لین - اور بغیر اُن کی اجازت کے نہ جائین۔"

عالیہ "وہ تو ابھی مہینون اجازت نہ دین گے - مگر مین اتنا انتظار نہین کر سکتی - مین نے اپنی طبیعت کا بخوبی اندازہ کر لیا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس سفر سے میری صحت کو فائدہ پہونچے گا اور جو چند زخم خشک ہونے کو باقی رہ گئے ہین آپ ہی آپ خشک ہو جائین گے - مجھے فوراً بذ مین جانے دیجیے تاکہ علی کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے۔"

افشین "تو آپ وہان اکیلی تھوڑے ہی جائین گی مین خود اپنے ساتھ آپ کو لے چلون گا - اپنے سامنے آپ کو اور علی کو اُس سُرنگ مین روانہ کرون گا - اور جب تک آپ واپس نہ آئین مین ٹھہرا رہون گا۔"

عالیہ "ہمارے لیے آپ زیادہ تکلیف نہ اُٹھائین۔"

افشین "یہ تکلیف نہین میرا فرض ہے۔"

شہر بذ زیادہ مسافت پر نہ تھا - دوسرے دن افشین عالیہ کو محمل مین بٹھا کے اور خاص اپنے گارد کو کے ایک ہزار سوار ہمراہ رکاب لے کے روانہ ہوا - اور چار گھنٹون کے اندر بذ مین تھا - علی نے شہر کے کھنڈرون کے باہر آ کے افشین اور اپنی پھوپھی کا استقبال کیا - اور ساتھ لے جا کے وہ سُرنگ دکھائی -

افشین نے اُسے خوب غور سے دیکھا - چار پانچ سو قدم تک اُس کے اندر گیا اور واپس آیا - پھر گرد و پیش کے تمام لوگ ہٹا دیے گئے - اور علی کے خیمے مین بیٹھ کے اس خوفناک سفر کے متعلق مشورہ ہونے لگا - علی نے کہا "مین ان پانچ سو بہادران فرغانہ کو اپنے ساتھ لیجاؤن گا - جو میرے ہمراہ یہان آئے ہین۔"

افشین - (عالیہ سے) "اور آپ اسی جگہ بدل جائین گی؟"

عالیہ "سوا پیدل جانے کے اور کون صورت ہے؟"

افشین "مین ایک ایسی محمل بنواتا ہون جس کو مزدور کندھون پر اُٹھا کے لیجائین گے۔ ایسے ایک سو مزدور مین ساتھ کر دون گا۔ جن مین سے کچھ آپ کی محمل کو اُٹھائین گے اور کچھ مشعلین ہاتھ مین لے کے آگے پیچھے رہین گے۔"

عالیہ "بابک کے ساتھ تو مین اور سب لوگ پاپیادہ اندھیرے مین گئے تھے۔"

افشین "مگر اب سواری پر اور روشنی لے کے جائیے جب سُرنگ ختم ہو مشعلین گُل کرا دیجیے گا۔ یا مشعل بردار مزدورون کو سُرنگ ہی مین رہنے دیجیے گا۔"

علی اور عالیہ دونون نے اس تجویز کو منظور کیا۔ اس کے بعد علی نے اپنے خاص رفیقون نوشکین۔ قباد۔ مہرزاد اور غانم کو بُلا کے اُن پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ وہ سب بھی رفاقت پر آمادہ ہو گئے۔ اور بہادران فرغانہ کو بھی سُرنگ مین جانے کی تجویز بتا کے تیاری کا حکم دے دیا گیا۔

مزدور پہلے ہی سے موجود تھے چند گھنٹون مین محمل تیار ہو گئی۔ مشعلین بن گئین اور ضرورت کے موافق تیل فراہم کر لیا گیا۔ یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس زیر زمین مُہم کی کسی کو خبر نہ ہو۔ اس لیے اُسی روز رات کو دس بجے یہ گروہ سُرنگ مین داخل ہوا تاکہ صبح ہونے سے پہلے ہی سارے زیر زمین راستے کو طے کر لے۔ سب آگے چار مشعلچی تھے۔ اُن کے پیچھے علی بن فضل اور اُس کے چارون رُفقا تھے اُن کے بعد عالیہ کی محمل تھی جس کے گرد ہر وقت پچاس مزدور موجود رہتے۔ پھر اس گروہ کے بعد بہادران فرغانہ تھے۔ جن کے بیچ مین آخر تک مشعلون کا سلسلہ چلا گیا تھا۔ اور سب تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتے چلے جاتے تھے۔

سُرنگ خوب کشادہ چوڑی اور بلند تھی جس مین دو تین آدمی برابر برابر چل سکتے تھے۔ زمین صاف اور چکنی تھی جس مین سے ایک قسم کی سیلن کی بُو ضرور آتی تھی جس کے اثر سے اکثر گزرنے والون کے سرون مین درد ہونے لگا۔ مگر اس کے سوا اور کسی قسم کی تکلیف نہ تھی۔ ہوا کا مرور کم تھا۔ مگر اُمس بھی نہ تھی۔ اس لیے کہ جا بجا بالائی روشن دانون سے تھوڑی بہت ہوا پہونچ جاتی تھی۔

یہ لوگ برابر صبح تک گزرتے چلے گئے۔ صبح صادق ہوتے ہی سُرنگ سے نکل کے جنگل کے سرے پر پہونچے۔ اور دم لینے کے لیے ٹھہر گئے۔ علی نے مشعلون کو سُرنگ سے باہر نکالنے کی اجازت نہ دی۔ اور روز روشن ہوا تو اُن کو گُل کرا کے مزدورون کو حکم دیا کہ سُرنگ کے اندر ہی رہین۔ اب عالیہ محمل سے اُتری۔ اور کہا "اب یہان سے مین پیدل چلون گی۔ فاسق و ظالم بابک کے چھپنے کی جگہ دور نہین

قریب ہی ہے- اور اب دیر لگانے کی ضرورت نہین جلدی چلو۔"

گھنا جنگل تھا اور بڑے بڑے درختون کے نیچے خاردار جھاڑیان تھین جن کی وجہ سے اس مین گذرنا شہر نگ کے اندر چلنے کی بہ نسبت بہت زیادہ دشوار تھا- علی نے اپنے چار ون رُفقا کو ساتھ لیا- پھر فرغانہ والون سے کہا تم مین کا ایک ایک آدمی آگے پیچھے پانچ پانچ گز کے فاصلے سے میرے پیچھے چلا آئے تاکہ تمھاری اصلی جماعت سے مجھ تک سپاہیون کا سلسلہ قائم رہے- اس ہدایت کے بعد عالیہ آگے ہوئی اور جنگل ہی کے اندر داہنی طرف چلی جا بجا درختون اور جھاڑیون مین ایک موہوم سی گذرگاہ معلوم ہوتی تھی- چار پانچ سو قدم پر جا کے درختون کی ٹہنیون کے اندر سے ایک پہاڑ دکھائی دیا جس کی چوٹی تک جنگل چلا گیا تھا- اس کے بعد غور سے درختون مین جھانک جھانک کے جو دیکھا تو ہر طرف سے پہاڑ گھیرے ہوئے تھے- مگر وہ پہاڑ جو پہلے نظر آیا بالکل قریب تھا- چنانچہ دم بھر مین یہ لوگ اُس کے دامن مین ایک غار کے پاس پہونچے- اور عالیہ نے علی کے کان مین کہا "یہی غار اُس مکان کا دروازہ ہے جس مین بابک مجھے لے گیا تھا۔" علی بن فضل نے چاہا کہ عالیہ کو یہین روک دے مگر اُس نے نہ مانا اور قدم بڑھا کے غار کے اندر چلی- مگر اُس کے برابر ہی علی تھا-

بابک اندر موجود تھا اور اُس کا ایک معتقد رفیق غار کے دہانے پر اوڑھے لپیٹے بیٹھا تھا جو پہلے تو گھبرایا- پھر بے ساختہ تلوار کھینچ کے جھپٹا کہ ایک ہی وار مین عالیہ کا کام تمام کر دے مگر علی نے ہاتھ بڑھا کے اُس کا وار اپنی تلوار پر لیا- اور ساتھ ہی اُس پر تلوار کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ سر اُڑ کے دُور جا گرا- اور دھڑ تڑپتا ہوا غار کے اندر چلا گیا-

اس واقعے سے بابک کو یقین ہو گیا کہ دشمن سر پر آ گئے- اُس غار کے پہلو سے بھی ایک راستہ گیا تھا اُس نے فوراً لپک کے ایک عورت کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے کھینچتا ہوا چلا کہ اُس بغلی راستے سے نکل جائے- مگر قبل اس کے کہ اُدھر مُڑ سکے عالیہ دوڑتی ہوئی قریب جا پہونچی- اور اُس عورت کا دوسرا ہاتھ مضبوط پکڑ لیا جسے وہ گھسیٹ رہا تھا- اتنے مین عالیہ کے چہرے پر بابک کی نظر پڑی- دیکھتے ہی سہم گیا- اور بے اختیار چیخ ماری "چڑیل! چڑیل! بھوت!" اُسے پورا یقین تھا کہ یہ وہی عورت ہے جسے مین نے قتل کر ڈالا تھا چڑیل بن کے آئی ہے- مگر خوف کی بدحواسی مین بھی کوشش یہی تھی کہ اُس کے خیال کی اُس چڑیل کے ہاتھ سے چھڑا کے پہلو کے راستے سے بھاگ جا[ئے]- [علی] نے بڑھ کے اُس عورت کو اور مضبوط پکڑ لیا- یہ دیکھ کے بابک نے

نکالی۔ اور ارادہ کیا کہ چھری بھونک کے اُس عورت کا کام تمام کر دے کہ ناگہاں علی نے اُس کا چھری والا ہاتھ پکڑ لیا۔ علی کو اور اُس کے پیچھے اُس کے رفیقوں کو دیکھ کے بابک نے عورت کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر جھٹک کے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ اور غار کے دوسرے راستے سے بھاگا۔ علی بھی نہایت ہی تیزی کے ساتھ اُس کے پیچھے دوڑا۔ مگر وہ غار سے نکلتے ہی جنگل میں ہو رہا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے خرگوش کی طرح جھاڑیوں کے اندر غائب ہو گیا۔

علی مجبوراً غار میں واپس آیا۔ اور دیکھا کہ وہ عورت جسے بابک گھسیٹے لیے جاتا تھا۔ ریحانہ ہے مگر اس کشمکش میں اُسے غش آ گیا ہے۔ بیہوش پڑی ہے عالیہ اُسے جھک جھک کر بار بار پکارتی ہے اور اُس کے رُفقا گرد حلقہ کیے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی بولا "ایں یہ ریحانہ تھیں! یہ ظالم انھیں کو کھینچے ہوئے لیے جاتا تھا؟ اس اینچا کھینچی اور مار دھاڑ میں انھیں غش آ گیا ہے۔ اگر ان پر اُس کا چھری کا وار پڑ گیا ہوتا تو قیامت ہی ہو گئی تھی۔ بڑی خیریت ہوئی۔ فوراً انھیں غار کے باہر کھلی ہوا میں لے چلو۔"

یہ کہتے ہی اُس نے اپنے چاروں رفیقوں کو حکم دیا کہ دونوں راستوں کو روکے کھڑے رہیں تاکہ کوئی غار سے بھاگنے پائے یا باہر سے اندر آنے نہ پائے۔ پھر خود ریحانہ کو اُٹھا کے غار کے باہر لایا۔ اور ایک درخت کے نیچے لٹا دیا۔ اور ساتھ والوں سے پانی منگا کے منھ پر چھڑکا۔ یہاں تک کہ اُسے ہوش آیا اور ہوش میں آتے ہی ماں کے سینے سے لپٹ کے رونے لگی۔

ادھر سے اطمینان ہوتے ہی علی نے تمام بہادرانِ فرغانہ مزدوروں اور مشعلچیوں کو وہیں بلوایا۔ اور غار کے اندر گھس کے جتنے آدمی ملے سب کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ سب لوگ چاروں طرف جنگل میں گھس کے بابک کو ڈھونڈیں جو کسی آس پاس کی جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔ فوراً ہر طرف لوگ ڈھونڈھنے دوڑے اور ایک ایک درخت کے نیچے جا کے اور ہر ہر جھاڑی میں گھس کے بابک کو تلاش کرنے لگے مگر اُس کا پتہ نہ تھا۔

اب غار میں جا کے علی بن فضل نے بابک کے مال و اسباب پر قبضہ کیا۔ اور یہ دیکھ کے اُسے بڑی خوشی ہوئی کہ بابک کا سارا نقدی خزانہ اسی غار میں موجود تھا۔ تمام صندوق اُس غار سے باہر لا کے رکھے گئے۔ اور اُن کو کھول کھول کے دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ کروڑوں روپیہ کی دولت بابک نے یہاں لا کے جمع کر لی تھی۔ جو بہت کچھ تو پہلے ہی سے یہاں منتقل کر لی گئی تھی اور جو باقی رہی تھی وہ اپنے ساتھ اٹھا لایا۔ اب قیدیوں کی طرف توجہ کی گئی۔ ان میں سب سے اول تو ماہ آفرید تھی جو اس قدر بدحواس تھی کہ کوئی لفظ نہیں نکلتا تھا۔ اُس کی اگلی درشتی اور وہ اگلا استقلال سب تشریف لے گیا تھا۔ اور عالیہ کو دیکھتی اور حیران رہ جاتی کہ یہ کیسے زندہ بچ گئی۔ اس کے علاوہ بابک کی

دو بیویان اور دو حرمین تھین۔ اور دس ہمراہی مرد تھے یہ وہی تھے جنھون نے عالیہ کو گرفتار کیا تھا اور بابک کے ساتھ آئے تھے۔ ان مین سے ایک مار ڈالا گیا۔ باقی علی کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے۔ اب علی کو سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ بابک کو ڈھونڈھ کے نکالے۔ اس شوق مین دو روز تک وہ اسی غار مین جو بابک کا مامن تھا ٹھہرا رہا۔ ہمراہی سپاہیون اور مزدورون نے کوئی جھاڑی اور کوئی گھاٹی نہین چھوڑی۔ مگر کہین پتہ نہ تھا۔ لیکن ان تین روز کے قیام سے ریحانہ کی طبیعت بہت سنبھل گئی۔ اس آخری مصیبت اسیری و مظلومی اور بابک کی سختیون نے اُسے بیجان کر دیا تھا خصوصاً اُس وقت کی اینچا کھینچی مین جب کہ بابک اُس کی جان لینے کے درپے تھا اور عالیہ اُسے چھوڑتی نہ تھی۔ اُس کے شکستہ دل کو سخت صدمہ پہونچ گیا تھا۔ مگر آزادی عزیزون کی ملاقات۔ اور عصمت بچا کے دشمن کے پنجۂ ستم سے نکل آنے کے خیال نے ایسا اچھا اثر کیا کہ دو ہی دن مین ہر طرح کی قوت آگئی اور اب خوش اور بشاش ہی۔

تیسرے دن سب نے واپسی کا ارادہ کیا۔ علی نے چاہا کہ بجائے سُرنگ مین سے ہو کے جانے کے باہر ہی باہر جائے مگر راستہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ دو تین کوہیان جو ہمراہ تھے اُن سے معلوم ہوا کہ راستہ تو ضرور ہی مگر باہر کا راستہ ایسی گھاٹیون اور پیچیدہ پہاڑون مین ہو کے گیا ہی کہ چار دن سے کم مین آدمی بذ مین نہین پہونچ سکتا۔ مجبوراً وہی زیر زمین راستہ پھر اختیار کیا گیا۔ مشعلین روشن ہوئین اور جب تمام سپاہی اور مزدور جو جنگل مین پھیلے ہوئے تھے اکٹھا ہو لیے تو سب دن کے ابتدائی حصے مین ریحانہ کو بھی عالیہ کی محمل مین بٹھا کے سُرنگ مین گھُسے۔ اور شام ہونے سی پہلے بذ مین پہونچ گئے۔

افشین ان لوگون کے انتظار مین اس وقت تک بذ مین واپس نہین گیا تھا بلکہ بذ کے کھنڈرون ہی مین ڈیرے ڈالے پڑا تھا۔ علی کے واپس آتے ہی بے اختیار سجدے مین گر پڑا۔ پھر سر اُٹھا کے کہا خدا نے مجھے سُرخرو کیا۔ بھیجنے کو تو مین نے آپ کو روانہ کر دیا۔ مگر ہر وقت دل پر ایک ہول سی طاری رہتی تھی اور طرح طرح کے اندیشے اور خطرے آنکھون کے سامنے پھرتے تھے۔ کبھی ڈرتا کہ ایسا نہ ہو بابک کے بہت سے آدمی آپ کو گھیر کے پکڑ لین۔ کبھی خوف ہوتا کہ ایسا نہ ہو بابک وہان سے غائب ہو گیا ہو اور آپ لوگ جنگل مین پھنس کے راستہ بھول گئے ہون۔ خیر خدا نے بڑا فضل و کرم کیا۔ اب یہ بتایئے کہ کامیاب و بامراد واپس آئے؟"

علی۔ الحمد للہ کہ ہمارا یہ سفر کامیاب رہا۔ بابک کو خبر بھی نہ ہوئی اور ہم اُس کے سر پر پہونچے۔ ریحانہ کو بڑی مشکلون سے بچایا اور اُس کے پنجۂ ستم سے چھڑایا۔ اور اُس کے تمام ہمراہیون کو گرفتار کر لیا۔

مگر افسوس ہے خود بابک ہاتھ سے نکل گیا۔ اور خدا جانے کس جھاڑی میں جا چھپا کر لاکھ ڈھونڈھا اور دو دن تک اُس کی تلاش میں سرگردان رہے مگر کہیں پتہ نہ لگا۔"

افشین "ریحانہ کو تو لے آئے؟"

علی "جی ہاں وہ ہمارے ساتھ آئی ہیں۔"

افشین "اور ماہ آفرید کا بھی کہیں پتہ ہے؟"

علی "اُسے بھی پکڑ لائے ہیں۔"

افشین "تو کہیے کہ پوری کامیابی ہوئی۔ رہا بابک تو وہ تنہا بھاگا ہے۔ ل ہی جائیگا۔ جنگل میں کب تک بیٹھا رہے گا۔ ایک دن نکلے گا تو ضرور پہچانا اور پکڑا گیا"

اب تمام لوگ سُرنگ سے باہر نکل آئے تھے۔ افشین نے بڑھ کے عالیہ کو کامیابی پر مبارکباد دی۔ اور ریحانہ کے سامنے ادب سے سر جھکایا اور کہا "شاہزادی ریحانہ کی خدمت میں آداب۔ جس کے جبین اقبال پر اس فتح و کامرانی کا سہرہ بندھنا چاہیئے۔"

یہ رات افشین کے مختصر پڑاو میں بڑی مبارک رات تھی۔ سب خوش تھے اور اپنی اقبالمندی و کامیابی پر شاد و فرحان تھے۔ علی اور عالیہ نے افشین سے ساری سرگزشت شرح و بسط کے ساتھ بیان کی۔ اور وہ اُسے نہایت لطف کے ساتھ سُنتا رہا۔ یہاں تک کہ کھانا کھا کے سب نے آرام کیا۔ اور صبح ہوتے ہی ان سب لوگوں نے برزند کی راہ لی۔

چودھواں باب

بابک بے خانمان

بابک خرمی کا یہ واقعہ ہوا کہ علی بن فضل کے ہاتھ سے چھوٹتے ہی وہ ایک جھاڑی میں جا چھپا اور جھاڑیوں ہی جھاڑیوں کوئی ایک فرلانگ تک چلا گیا۔ اس کے بعد جنگل کے اندر ہی اندر وہ ایک پہاڑ کی بلندی پر چڑھنے لگا۔ اور وہاں ایک غار میں چھپ کے بیٹھ رہا۔ تین چار روز تک اُس نے جنگلی پھلوں پر بسر کی۔ چوتھے دن اُسی غار نما مکان کے قریب آیا جسے اُس نے اپنی جائے پناہ قرار دیا تھا۔ وہاں دیکھا تو دروازے پر اُس کے رفیق کی لاش پڑی سڑ رہی تھی جو دشمنوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ غار کے اندر جا کے جو دیکھا تو کوئی چیز نہ تھی جو کچھ نقدی سرمایہ اُس کے اندر تھا اُسے حملہ آور لے گئے۔ نہ کوئی

رفیق سفر رہا - نہ سامان سفر - مگر وہ نہایت ہی عاقبت اندیش اور ہوشیار شخص تھا - تھوڑی سی اشرفیان اسی وقت کے لیے غار سے تھوڑے فاصلے پر ایک جھاڑی کے نیچے چھپا کے گاڑ دی تھین - انھین کھود کے نکالا - کمر سے باندھا - اور جنگل کے اندر ہی اندر مغرب کی طرف چل کھڑا ہوا -

مگر اُسے رنج تنہائی اور رفیق راہ آفرید سے چھٹنے کا بڑا رنج تھا - جہان تھک کے بیٹھتا دو گھڑی رو لیتا تو دل کی بھڑاس نکال کے آگے کی راہ لیتا - یہ رونا بھی اس وجہ سے تھا کہ تنہا تھا اور کوئی دیکھنے والا نہ تھا - ورنہ اس قدر ضابط و مستقل مزاج آدمی تھا کہ مجال کیا کہ کسی کے سامنے وہ کسی بات کا افسوس کرے - یا اپنے دل کی کمزوری کسی پر ظاہر ہونے دے -

اس جنگل مین گزرنا آسان کام نہ تھا ایک میل کا راستہ ایک منزل کے برابر بلکہ اُس سے بڑھ کے معلوم ہوتا - اور دن بھر درختون سے ٹکراتے اور جھاڑیون مین اُلجھتے رہنے کے بعد اگر دو میل زمین بھی طے ہو جاتی تو بڑی خوش نصیبی تھی - اور یہ بھی خاص بابک کے لیے تھا جو اس جنگل کے تمام مقامون اور اُس کی گلی گذرگاہون سے خوب واقف تھا -

روانہ ہونے کے چوتھے روز وہ جنگل کے اندر ایک چشمے کے کنارے پانی پی کے بیٹھا تھا کہ گرد کے درختون میں کسی کی آہٹ معلوم ہوئی - فوراً اُٹھ کے ایک درخت کی آڑ مین ہو گیا - اور دیکھنے لگا کہ یہ کون دوست ہے یا دشمن ؟ اتنے مین دو شخص آئے - پانی پیا - اور بیٹھنے لگے - بیٹھتے وقت ایک کی زبان سے نکلا "خداوند یزدان مظہر بابک - اب تو ظالم یہودیون نے بہت ستانا شروع کیا - ظاہر ہو جیے - روحانی زور دکھائیے - اور ایسا کیجیے کہ ہمارے دشمن ذلیل و خوار ہون اور ہم اُن سے پورا انتقام لے لین"

دوسرا "کاش کہین وہ اپنا جلوہ دکھاتے اور ہمین اُن کے قدمون کے پاس پہونچا دیتے ہم اُن کے دیکھنے کے شوق مین بے صبر ہین"

یہ سن کے بابک کو اطمینان ہوا - اپنی صورت دیکھ کے بے پروا بنائی - اور سامنے آ کے کہا "تمھاری دعا قبول ہوئی - اور مین تمھاری خواہشین پوری کرنے کے لیے موجود ہون"

اُس کی صورت دیکھتے ہی دونون خوشی سے سجدے مین گر پڑے - پھر بڑھ کے قدم چومے اور اُس کے حکم کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے -

بابک "کیا چاہتے ہو ؟ اور مجھے کیون بلایا ؟"

پہلا خرمی "اس لیے کہ حضرت کی برکت سے ہم مسلمانون سے اپنا انتقام لین"

بابک "یہ ہو گا اور ضرور ہو گا - مگر میری مرضی یون ہے کہ مین خدا کے سب بندون کے ملک مین"

اور وہان سے خروج کر کے ان یہودیون کا جنھیں سب مسلمان کہتے ہین خاتمہ کر دون ۔"

پہلا خرمی ۔" مین حضرت کے قدمون سے وابستہ ہون ۔ او قسطنطنیہ تک خدمت کرتے چلنے کو حاضر ہون ۔"

دوسرا خرمی ۔" مگر حضور اپنے بھائی ماہک کو ساتھ لے لین جو اسی جنگل مین حضرت کے انتظار مین پاؤن توڑے بیٹھے ہین ۔ اور مجھے حضور کی تلاش مین بھیجا ہی ۔"

بابک ۔" مجھے اُن کے پاس لے چلو ۔ او جب پانچ ہزار خرمی میرے ساتھ ہو جائین گے تو مین اس جنگل سے باہر قدم نکالون گا ۔"

پہلا خرمی ۔" اتنے جان نثار خرمی تو غالباً اسی جنگل کے اندر تلاش کرنے سے مل جائین گے ۔ مگر جنگل ہی جنگل ہم ارمن تک چل سکتے ہین ۔"

بابک ۔" ہان اپنے بھائی ماہک سے مل کے اور انھین ساتھ لے کے مین ارمن کے علاقے ہی مین چل کے ٹھہرون گا ۔ اور جب وہان پانچ ہزار خرمیون کی تعداد پوری ہو جائیگی تو آگے قدم بڑھاؤن گا ۔"

یہ کہہ کے بابک دوسرے خرمی کے ساتھ اُس طرف روانہ ہوا جہان اُس کا بھائی چھپا ہوا تھا اور دوسرا خرمی روانہ ہوا کہ اس جنگل مین جتنے خرمی ملین اُن کو ساتھ لے کے ارمن مین اُس کے پاس حاضر ہو۔

چوتھے روز بابک اپنے چھوٹے بھائی ماہک سے ملا ۔ یہان ماہک کے ساتھ بابک کا دوسرا بھائی شنابک بھی موجود تھا اور ان تینون کی مان برجبین حنت بھی چھوٹے بیٹے کے ساتھ آکے بابک کے پہونچنے کا انتظار کر رہی تھی ۔ اور اُن کے ساتھ دو چار عورتین اور بارہ تیرہ خرمی بھی ادھر اُدھر سے آکے جمع ہو گئے تھے ان لوگون کے پاس کھانے پینے کا تھوڑا بہت سامان تھا ۔ شراب ارغوانی کی چھاگلین بھی ۔ یہ سب جنگل کے اندر ایک گھاٹی کے گھونگھٹ مین مقیم تھے اور بابک کا انتظار کر رہے تھے ۔ منجھلا بھائی ماہک بڑے یزدان مظہر بھائی کی صورت دیکھتے ہی اُٹھ کے گلے سے لپٹ گیا اور بھائی کی موجودہ شکستہ حالی و نامرادی دیکھ کے زار و قطار رونے لگا ۔ مگر بابک نے اُسے ڈانٹ کر روکا اور کہا "رونے کی کون بات ہی ۔ تکلیفین اور مصیبتین دنیا ہی اپنے لوگون ہی کے لیے ہین ۔ اور اُن کا کام ہی کہ اُن کو بشاشت و مسرت سے برداشت کرین ۔ تم جو اس حالت کو دیکھ کے روتے ہو یہ تمھاری انسانی کمزوری ہی ۔ مگر مجھ مین یزدانی روح ہی ۔ مین یزدان پاک نہاد کا مظہر ہون ۔ اس لیے راحت و تکلیف دونو کیفیتین میرے لیے یکسان ہین ۔ مین نہ راحت پا کے خوش ہوتا ہون ۔ نہ رنج و الم سے مجھے غم ہوتا ہی ۔ پھر سے ماتھے نہ رو ۔ اور نہ یہ خیال کرو کہ ان باتون کو مین ہمدردی سمجھون گا ۔ اگر میرے بھائی ہو تو میرے ساتھ چلو ۔ اور خوشیان مناتے ہوئے چلو ۔ اور یاد رکھو کہ اگر مین مظہر یزدان ہون تو یہودیون کو اس کفر و طغیان کی سزا دون گا اور اُن سے ان مظالم کا انتقام لیا جائے گا ۔"

اُس کی یہ تقریر سُن کے مالک نے دل سے رنج والم کو نکال ڈالا۔ شراب کی ایک بڑی چھاگل نکال کر بڑے بھائی کے سامنے پیش کی جسے اُس نے اُنڈیل اُنڈیل کے پینا شروع کیا اور اظہارِ شکرگزاری کے پیرایان اور بھائیون کے جام صحت سے مے کشی کا آغاز کیا۔ اور جب سُرور آنے لگا تو دوسرے بھائی اور ماں سے ملا۔ پھر دوسرے رفقا سے دو ایک باتین کین اور مے کشی مین ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ مسلسل دو دن تک پیتا رہا۔ چھٹے روز جب شراب ختم ہو گئی تو ان سب کو ساتھ لے کے مُلک ارمن کی راہ لی۔

جاتے جاتے معلوم ہوا کہ آگے راستہ ایک بستی مین سے ہو کے گیا ہے۔ اپنے ایک رفیق کو بھیجا کہ دیکھو یہان کوئی دشمن تو نہین ہے۔ وہ دُور ہی دُور سے اور درختون کی آڑ سے دیکھ بھال کے واپس آیا اور بتایا کہ "وہ مسلمانون کا ایک پورا رسالہ بستی مین پڑا ہوا ہے۔ مگر وہ سب لوگ تو راستے سے ہٹ کے ایک مرغزار مین ہین مگر اُن کے چار سوار عین سرِ راہ راستہ روکے کھڑے ہین۔" یہ سُن کے بابک سب کو لے کے درختون اور پہاڑیون مین چھپتا ہوا اُن سوارون کے قریب پہونچا۔ اور خود ہی آڑ مین بیٹھ کے ان لوگون کی حالت دیکھتا رہا۔ مگر تین دن تک اُن کو ایسا مستعد و ہوشیار پایا کہ نکلنے کی جُرأت نہوئی۔ چوتھے دن ٹھیک دوپہر کے وقت چارون سوار ایک درخت کے سائے مین لیٹ کے سو گئے۔ یہ دیکھتے ہی وہ تمام رفقا کو لے کے جنگل سے نکلا اور بڑی تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا چلا کہ اُس دوسرے جنگل مین داخل ہو جائے جو ارمن تک چلا گیا ہے۔ اس گروہ کے جاتے ہی ایک جنگلی جاسوس نے سپاہیون کو ہوشیار کر کے ان لوگون کے گزرنے کی خبر کی اور اُنھین یقین ہو گیا کہ بابک کے سوا یہ اور کوئی نہین ہو سکتا۔ فوراً دوڑ کے اپنے سپہ سالار ابو الساج کو خبر کی جو افشین کے حکم سے اس لشکر کو لیے یہان پڑا تھا۔ ابو الساج نے فوراً تعاقب کا حکم دیا اور سارا لشکر گھوڑون پر سوار ہو کے مفرورین کے تعاقب مین چل کھڑا ہوا۔

بابک یہان سے جا کے مع اپنے تمام ہمراہیون کے ایک نہر پر اُترے ٹھہرا تاکہ کچھ کھا پی کے آگے بڑھے۔ ناگہان دُور سے سوار آتے دکھائی دیے جو سرپٹ گھوڑے دوڑاتے اور ہوا سے باتین کرتے چلے آتے تھے۔ بابک نے جیسے ہی اُن لوگون کو آتے دیکھا مع اکثر رفقا کے بے اختیار بھاگا۔ ایک میل کی مسافت طے کر کے اُس جنگل تک جا پہونچا جس مین جانا چاہتا تھا۔ اور اُس کی جھاڑیون مین چھپتے ہی نظر سے غائب تھا۔ مگر عورتین نہ بھاگ سکین اور اُن کے بچانے کی کوشش مین بابک کا بھائی شابک بھاگ سکا۔ چنانچہ اُن لوگون کو ابو الساج کے ہمراہیون نے آ کے گھیر لیا۔ اور سب مسلمانون کے ہاتھ مین اسیر ہو گئے جن مین سب سے زیادہ اہمیت بابک کی ماں اور اُس کے بھائی کو تھی۔ جو پوری حراست کے ساتھ فوراً افشین کے پاس بھیج دیے گئے۔

اب بابک ارمن کے پہاڑون مین چھپتا ہوا جا رہا تھا مگر جس جگہ کہین باہر نکلنے کا قصد کرتا یہی سُنتا کہ دشمن ہر راستہ روکے ہوئے ہین اور ہر جانب پوری ناکہ بندی ہے۔ آٹھ روز تک پہاڑون مین ٹکراتے رہنے کے بعد

کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا- اور وہ اور اُس کے کُل ہمراہی بھوک سے بیتاب ہوئے- اتنے مین نظر آیا کہ جنگل کے کنارے ایک کھلے مرغزار مین چند کسان جا بجا بیٹھے اپنے کھلیانون کی نگہبانی کر رہے ہین- فوراً اپنے ایک بابکی رفیق کو کچھ دینار دیے اور کہا "اِن سے جا کے غلّہ لے آؤ- اور اگر کوئی پوچھے کہ کس نے مانگا ہے تو کہہ دینا کہ ہمارے آقا نے مانگا ہے- یہان کے لوگ مجھے پہچانتے نہین ہین- مجھے دیکھ بھی لین گے تو مضائقہ نہین ہے"

بابکی جو ہتھیار لگائے تھا گیا- اور ایک کسان سے غلّہ مانگا- اُس کسان کا ایک شریک زراعت دور سے دیکھ رہا تھا اُس نے جو ایک مسلح آدمی کو اپنے رفیق سے مانگتے دیکھا تو دل مین خیال کیا کہ یہ کوئی فوجی آدمی ہے جو میرے شریک سے زبردستی غلّہ چھیننا چاہتا ہے- فوراً اُن سوارون کے پاس دوڑ گیا جو اس راستے کے روکنے کے لیے یہان مامور تھے- اور خبر کی کہ ایک سپاہی ہمارا غلّہ لوٹے لیے جاتا ہے- یہ سوار فوراً سوار ہو کے چلے- اور ایک سوار اپنے افسر مسیحی حاکم- ابن سنباط کے پاس دوڑا گیا- جو افشین کے حکم سے قریب ہی ایک دوسری گذرگاہ روکے پڑا تھا- چنانچہ وہ بھی اپنے سوارون کے ساتھ یہان آ پہونچا- اور اُس بابکی شخص کو پکڑ لیا- اُس نے کہا "مین نے تو کوئی جبر و تشدد نہین کیا- قیمت دے کے غلّہ لیا ہے"

ابن سنباط "پھر تم کس کے واسطے لیے جاتے ہو؟"

بابکی "اپنے آقا کے لیے جو یہان قریب ہی ٹھیرے ہوئے ہین"

ابن سنباط "تو ہمین اُن کے پاس لے چلو تاکہ تمھاری سچائی ثابت ہو"

بابکی "چلیے- وہ ایک معمولی شخص ہین [illegible] بطور غریب کے شہرون کو جاتے ہین" یہ کہہ کے وہ ابن سنباط کو بابک کے پاس لے گیا- ابن سنباط نے [illegible] آقا کی صورت دیکھی تو پہچان لیا کہ بابک ہے- دیکھتے ہی گھوڑے سے اُتر پڑا- دوڑ کے اُس کا ہاتھ چوما- اور نہایت ہی ادب و عاجزی سے پوچھا "حضرت نے ادھر کہان کا قصد کیا ہے؟"

بابک "[illegible] مین سرزمین روم کو جاتا ہون"

ابن سنباط "یہ غلام بھی حضرت کے [illegible] اور [illegible] تمام عزت [illegible] زیادہ [illegible] شناس و قدردان خادم حضرت [illegible] نہ پائین گے- [illegible] جانتے ہین کہ ہماری سرزمین کو خلافت عباسی سے کوئی تعلق نہین ہے"

بابک "ہان [illegible] تمھاری آزادی کا حال معلوم ہے- اور تمھاری [illegible] دیکھ کے [illegible] بہت خوش ہوا"

ابن سنباط "اور [illegible] غلام [illegible] اس علاقے کے تمام [illegible] حضرت کے [illegible]

بابک یزدانِ مظہر کے حلقہ بگوشِ ارادت ہیں۔"

بابک: "میں ہمیشہ انھیں اپنا دوست سمجھتا ہوں اور اُن کے حال پر مہربان رہتا ہوں۔"

ابن سنباط: "اور حضور کیوں نہ مہربان ہوں گے؟ یہاں کا کون سا گھرانا ہے جس میں حضرت نے اپنی محبت کی تخم پاشی نہ کی ہو؟ اور جس میں اپنی آل اولاد[ع۵] پیدا نہ کرا دی ہو۔"

بابک: "میں اسی طریقے سے یزدانی برکتوں کو تمام اُمت میں پھیلا رہا ہوں۔ یہ فقط صحبتِ بابرکت کی تخم ریزی نہیں دین کی تخم ریزی ہے جو ہر مُلک اور ہر اُمت میں میرے دین کے پودے کو نشو و نما دیتی ہے۔"

ابن سنباط: "تو پھر حضور ہم غلاموں کو چھوڑ کے بذ میں کیوں جاتے ہیں؟"

بابک: "اس لیے کہ وہاں میرے حکم کے مطابق ان یہودیوں نے انتقام لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جا کے اس آتشِ انتقام کو اور بھڑکا دوں گا۔ اور اُن کافر یہودیوں کو قتل کرتا ہوا یہاں آ کے تمہیں اپنے مذہبِ برحق کے اوج و عُروج کا تماشا دکھاؤں گا۔"

ابن سنباط: "اچھا تو حضور ہفتہ دو ہفتہ یہاں قیام فرما کے اور اپنے اس غلام کی عزت افزائی کر کے جائیں۔ میرے لیے یہ کتنی بڑی بدنصیبی کی بات ہے کہ حضور یہاں رونق افروز ہوں اور اس خادم کو اپنے قدم سے محروم رکھیں؟ یہ نہ ہو گا۔ چند روز تو حضرت میرے یہاں مہمان رہیں۔"

الغرض بے انتہا خوشامد کر کے ابن سنباط بابک کو اپنے قلعے میں لے گیا۔ جو وہاں سے قریب ہی تھا۔

پندرھواں باب

خود اپنے قیدی کا اسیر

قلعے کے اندر جا کے جب بابک نے دیکھا کہ ابن سنباط اور اُس کے تمام سپاہی اور ملازمین میری حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں تو اُسے دل میں یقین ہو گیا کہ یہ میرا سچا معتقد اور میری خدائی کا قائل ہے۔

ع۵ بابک نے مزدک کے اس اصول کو اختیار کر لیا تھا کہ جس عورت کو وہ پسند کرے چاہے وہ کتنے ہی بڑے معزز گھرانے کی خاتون اور کیسے ہی عالی مرتبہ رئیس کی منکوحہ بی بی ہو اُس پر حلال ہے۔ اُس کا ایک مدت سے معمول چلا آتا تھا کہ جس کسی شہر یا قلعے کے حاکم یا رئیس کی جورو کو خوبصورت سنتا بلوا بھیجتا۔ اگر اُس نے خوشی سے بھیج دیا تو خیر ورنہ ڈاکہ زنی کے ذریعے سے وہ قتل کرایا جاتا اور اُس کی جورو کھنچوا منگا کے قید کر لی جاتی۔ یہ کارروائی اپنے پیروؤں تک محدود نہ تھی ہر مذہب ہر قوم دونوں کے ناموس پر دست درازی ہوتی۔

دوسرے دن اپنی عنایت و شفقت کا بید اظہار کر کے کہنے لگا "میرا ایک معتقد جو یہودی حکومت کے خوف سے بظاہر مسیحی بنا ہوا ہے قلعۂ استفانوس میں رہتا ہے۔ وہ قلعہ یہاں سے کتنی دُور ہے؟"

ابن سنباط "زیادہ دُور نہیں۔ حضرت کی مُراد غالباً میرے عزیز عیسیٰ بن یونس سے ہوگی۔ جو وہاں کا حاکم ہے۔"

بابک "ہاں ہاں وہی۔ اُس کی بیوی کو میں نے خوبصورت سُن کے بُلوایا تھا اور اُس نے بڑی خوشی سے بھیجدیا تھا۔ اُس کی اس بے عُذر فرماں برداری سے مجھے یقین ہو گیا کہ دل میں وہ میرا معتقد ہے۔"

ابن سنباط "تو اُسے بُلا بھیجوں کہ یہاں آ کے قدمبوس ہو؟"

بابک "اُسے میرے آنے کا حال معلوم ہوگا تو شکایت ہوگی کہ میں اُس سے کیوں نہ ملا۔ اور پھر اپنے یہاں بھی مجھے بُلا کے اپنا مہمان کرنا چاہے گا۔"

ابن سنباط "تو کیا مضائقہ ہے۔ کم از کم ایک مہینہ یہاں قیام فرما کے چند روز کے لیے حضرت وہاں بھی چلے جائیں۔"

بابک "نہیں۔ فی الحال اتنے دنوں ٹھہرنے کی مجھے فرصت نہیں ہے۔ بہتر یہ ہو کہ بجائے اُسے یہاں بُلانے کے آپ میرے بھائی عابک کو قلعۂ استفانوس میں بھیج دیں۔ تاکہ کہنے کو ہو جائے کہ وہاں اگر میں خود نہ جا سکا تو اپنے بھائی کو بھیجدیا۔"

ابن سنباط "نہایت مناسب ہے۔ اور اس کام میں اسی وقت انتظام کیے دیتا ہوں۔" چنانچہ دوسرے روز ابن سنباط نے عابک کو عزت و حفاظت کے ساتھ قلعۂ استفانوس میں بھیج دیا۔ اور خود بابک ابن سنباط کے قلعے میں شراب پی پی کے بدمستیاں دکھانے اور عیش و طرب کی محفلیں گرم کرنے لگا۔

اب بابک کو ابن سنباط کے قلعے میں رہتے چار ہفتوں کے قریب ہو گئے۔ ایک دن ابن سنباط نے اُس سے ادب کے ساتھ ہاتھ جوڑ کے عرض کیا "اس وقت تک حضور قلعے کے اندر ہی عیش و طرب میں مشغول رہے۔ مگر ایک ہی حالت میں پڑے پڑے دل اُکتا گیا ہوگا۔ آج تشریف لے چل کے شکار میں دل بہلائیں تو اچھا ہو۔ خادم شکار کو روز جایا کرتا تھا۔ مگر جب سے حضرت تشریف لائے ہیں۔ نوبت نہیں آئی۔ حضرت تشریف لے چلیں تو جناب کے طفیل میں یہ غلام بھی سیر و شکار کا لطف اُٹھائے گا۔"

بابک "ضرور چلو۔ میرا بھی جی چاہتا تھا۔"

اُسی دن سہ پہر کو دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کے قلعے سے نکلے اور کوہ و صحرا کی طرف چلے۔ اور چند میل گئے تھے کہ ایک گھاٹی میں پہونچے۔ اُس کے اندر پہونچ کے کیا دیکھتے ہیں کہ اُس گھاٹی سے

کٹ کے داہنے بائیں دونوں پہلوؤں پر دو گھاٹیاں گئی ہیں اور جیسے ہی یہ عین چوراہے پر پہونچے دونوں طرف سے دو رسالے نکل پڑے جنھوں نے آناً فاناً میں آکے ابن سنباط اور بابک کو گھیر لیا۔ مخالفت کی کسی کو کیا مجال تھی۔ دونوں نے مجبور ہو کے اپنے آپ کو ان سواروں کے حوالے کر دیا۔ اب حملہ آوروں میں سے ایک نقاب پوش سوار نے بڑھ کے بابک سے کہا "گھوڑے سے اُتر!" بابک نے کہا "پہلے یہ بتا دو کہ تم کون لوگ ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟"

سوار۔ "میں خلافت عباسی کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ اور میرے ساتھ یہ افشین کی فوج کے نامور سردار ابو سعید ہیں۔ ہم فقط تم کو چاہتے ہیں اور کچھ نہیں۔"

اس وقت بابک کی نظر ابن سنباط کے چہرے پر پڑی جسے نہایت مطمئن پایا۔ اور قیامت یہ ہوئی کہ وہ مسکرا بھی رہا تھا۔ فوراً دل میں سمجھ گیا کہ یہ سب اسی ارمنی سردار کی سازش ہے۔ مجبوراً گھوڑے سے اُترا۔ اور اُترتے ہی ابن سنباط کی طرف دیکھ کے بولا "دغا باز ابن سنباط۔ سارا فساد تیرا ہی ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تو مجھے دغا دے گا۔ کمبخت بدنصیب۔ تو نے مجھے بہت سستے داموں ان یہودیوں کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اگر تجھے مال و زر کا لالچ تھا تو جتنا یہ لوگ دیں گے اُس کی دُونی رقم تو مجھ سے لے لیتا۔ مگر افسوس تو نے میری قدر نہ کرنے کے ساتھ اپنا نقصان بھی کیا۔"

ابن سنباط۔ "آپ نے جس قسم کا سلوک اکثر قلعہ داروں اور سرداروں کے ساتھ کیا ہے اُس کا اس سے بہتر معاوضہ کیا ہو سکتا ہے؟ جیسی عزت افزائی آپ ہم لوگوں کی کرتے رہے ہیں اُس سے زیادہ آپ کی قدر افزائی سپہ سالار عرب افشین اور امیر المومنین المعتصم باللہ فرمائیں گے۔"

بابک۔ (اُس نقاب پوش سوار کی طرف دیکھ کے جو اُسے گرفتار کرنا چاہتا تھا) "مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ آپ کون ہیں؟" نقاب پوش نے یہ سنتے ہی اُس کی طرف منھ کر کے ایک لمحہ بھر کے لیے چہرے پر سے نقاب ہٹائی اور پھر ڈال لی۔

یہ صورت دیکھتے ہی بابک ایک دم کے دم کو مبہوت و متحیر رہا۔ پھر بولا "اگر تم میری گرفتار کرنے والی ہو تو مجھے خوشی سے گرفتار ہونا منظور ہے۔ پہلے بھی تمھاری زلف گرہگیر کا اسیر تھا اور اب بھی ہوں مگر اتنا کرتیں کہ مجھے اپنے سوا اور کسی کے سپرد نہ کرتیں۔"

نقاب پوش۔ "جتنا تم نے میرے ساتھ کیا ہے اُس سے زیادہ کی مجھ سے اُمید نہ رکھو۔"

بابک۔ (ایک آہ سرد کے ساتھ) "افسوس ریحانہ تم نے میری محبت کی قدر نہ کی۔ میں تمھارا

عاشق تھا- اور اگر تم میرے کہنے پر چلتیں تو مین تم کو دنیا کی سب سے بڑی صاحب سطوت ملکہ بنا دیتا بغداد مین اگرچہ تم اپنے بادشاہ کی ہم قوم وہم نسب ہو مگر پھر بھی لونڈی ہو- اور اپنے ساتھ تم نے مجھے بھی اُس کا غلام بنا دیا- مگر میرے یہان سب کی مالک اور سارے عجم کی ملکہ تم ہوتین- مین برائے نام تمھارا سردار رہتا- لیکن اصل مین مجھ پر بھی تم ہی حکومت کرتین "

ریحانہ :- "بے دین وبیحیا بابک بیہودہ نہ بک- اپنی حالت واصلیت دیکھ اور آسمان سے تارے توڑ لانے کی ہوس (جو خاک مین مل چکی ہے) اپنے دل سے نکال- عجمی پہاڑون کا ایک بے دین شرابی اور محترم نسل عباس سے ہمرشتہ ہونے کی ہوس! اور پھر اُس ہوس کے پورا کرنے کا طریقہ یہ کہ بغاوت ڈکیتی اور چوری کے ذریعے سے عالی نسب جوڑ حاصل کی جائے! تو تو اپنی زندگی پوری کر چکا مگر تیرے واقعے سے تیرے ہم مذہبون اور ہم وطنون کو شادی کا پیام دینے اور شریف بی بی حاصل کرنے کا سبق مل جائیگا- بس اب زیادہ تضیع اوقات نہ کر- اور تیری قسمت مین جو انجام لکھ دیا گیا ہے اس کی طرف چل"

اب بابک کے لیے مجال گفتگو نہ تھی- اُسی عورت کا اسیر بن کے جو اُس کے پنجۂ ستم کا شکار بنی ہوئی تھی برزند کی طرف روانہ ہو گیا-

اُس کے گرفتار ہونے کا اصلی سبب یہ ہوا کہ ابن سنباط نے ایک طرف تو اُسے فریب دے کے بھلاوے مین ڈالا- اور اپنے قلعے مین محفوظ رکھا- اور دوسری طرف اُسی دن جب روز اس کو اپنے قلعے مین لے گیا افشین کے پاس اپنے سوار دوڑائے اور لکھا کہ آپ اپنے افسرون کو بھیجیے مین بابک کو پکڑوا دونگا- افشین نے فوراً ابوسعید کو روانہ کیا- مگر اُس کے چلنے وقت ریحانہ نے اصرار کیا کہ مجھے بھی ابوسعید کے ساتھ جانے دیجیے- مین چاہتی ہون کہ وہ میرے ہاتھ مین گرفتار ہو- اور اُسے اپنا اسیر بنا کے مین امیر المومنین کی خدمت مین لیجاؤن- افشین نے پہلے تو اس سے اختلاف کیا- مگر جب ریحانہ کی طرف سے زیادہ اصرار ہوا تو اُسے قبول کر لینا پڑا-

غرض ابوسعید اور ریحانہ برزند سے روانہ ہو کے ایک ہفتے مین ابن سنباط کے پاس پہونچ گئے- اُس نے یہ تدبیر بتائی کہ مین بابک کو شکار کے بہانے لا کے فلان گھاٹی مین پہونچاؤنگا آپ دونون اپنے سوارون کے ساتھ وہان پہلے سے موجود رہین- اور جیسے ہی مین اُسے لے کے پہونچون اُس کو گرفتار کر لین- چنانچہ یہی ہوا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین-

بابک جب برزند کی طرف روانہ ہوا تو ابن سنباط نے اپنے حقوق کا خیال دلانے کے لیے اپنے بھائی معٰویہ کو بھی اُس کے ساتھ کر دیا اور زبردست رسالون کی حراست مین بابک

طوق وسلاسل پہنے برزند کے قریب پہونچا- ایک سوار ایک منزل آگے بھیج دیا گیا جس نے بابک کے آ پہونچنے کی خبر کی-

افشین نے فوراً برزند کے باہر ایک پہاڑی کی چوٹی پر اپنا تخت بچھوایا- اور معزز ونامور سرداروں کے ساتھ وہان جا کے اپنے نامور قیدی کے انتظار مین بیٹھ گیا- برزند سے اُس پہاڑی کے آگے تک سڑک کے دونون جانب اپنی فوج کھڑی کر دی- وہ تمام پیدل اور سوار جو بذ کی فتح مین شریک تھے سب پورے ہتھیار لگا کے اور صف باندھے کھڑے تھے- جب بابک اُس پہاڑی کے دامن مین پہونچا تو افشین اُتر کے اُس سے ملا- اور حکم دیا کہ جہان سے عساکر خلافت کا سلسلہ شروع ہوا ہے بابک گھوڑے سے اُتر کے برزند تک پاپیادہ جائے- فوراً اس حکم کی تعمیل مین بابک گھوڑے سے اُتار دیا گیا اور اُس کا جلوس یون چلا کہ سب کے آگے منہ پر نقاب ڈالے ریحانہ تھی پھر ابوسعید اور ابن سنباط کا بھائی معویہ گھوڑون پر سوار تھے- اُن کے پیچھے ہزار سوارون کا ایک رسالہ تھا- اُس کے بعد بابک خرمی تھا جو آبدار زنجیرین کھڑکھڑاتا اور تنگ بیڑیون کی وجہ سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا تھا- اور ابن سنباط کے پچاس مسلح سپاہی اُس کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے- اُس کے پیچھے ہزار سوارون کا دوسرا رسالہ تھا- یہ دونون رسالے وہی تھے جنھون نے ابوسعید اور ریحانہ کے ساتھ جا کے اُسے گرفتار کیا تھا-

اب قبل اس کے کہ بابک برزند کی شہر پناہ مین داخل ہو افشین وہان کے قصر امارت مین جا پہونچا اور دربار کے کمرے مین ایک بلند مسند پر بیٹھ گیا- پھر علی بن فضل- عالیہ- اور ریحانہ جو اعزائے خلافت مین تھے- اُسی مسند پر افشین کے داہنے بائین بیٹھے- اُس کے بعد معویہ ابن سنباط اور تمام سرداران فوج مسند کے نیچے اپنے اپنے رتبے کے مطابق بیٹھ گئے- بہت سے افسران فوج عباسی علم اور نیزے اور برچھے ہاتھون مین لے کے جا بجا کھڑے ہو گئے- اور اس عالی شان دربار مین بابک مع اپنی مان اور اسیر شدہ بیٹون اور بیٹیون کے لایا گیا- یہ سب پابزنجیر تھے- اور اُن کے زرق برق طوق وسلاسل نے دربار کی رونق بے انتہا بڑھا دی تھی- اُس کی زنجیر تھامے ہوئے معویہ بن سنباط تھا جو گویا اُسے افشین کے سامنے پیش کرنے کو لایا تھا-

بابک نے مسند کے قریب پہونچ کے کہا "السلام علیک" مگر ساتھ ہی دربار کے عرض بیگی نے ڈپٹ کے کہا "ادب سیکھو" اور زبردستی سر جھکا کے زمین بوس کرا دیا-

افشین "مین اس قابل نہین کہ کوئی میرے سامنے زمین چومے مگر ایسے باغی وطاغی کی ادب آموزی

کے لیے جائز ہی۔ (بابک سی) اب بتا تو مظہر یزدان ہی یا مظہر شیطان؟ خدا ہی یا بندہ؟ آزاد ہی کہ امیرالمومنین آلِ عباس کا غلام؟"

بابک:۔ تجھے اس سی کیا غرض کہ مین کون ہون؟ مجھے تجھسے فقط یہ کہنا ہی کہ میرے ساتھ وہی ہو رہا ہی جو ہمیشہ اعلیٰ مظہر یزدان اور ہادیان دین کے ساتھ ہوتا رہا۔"

افشین نے بابک کی اس درشت مزاجی کو ٹالا اور معویہ بن سنباط کی طرف دیکھ کے کہا "تم نے اپنے آقا امیرالمومنین المعتصم کی بہت اعلیٰ درجے کی قابل قدر خدمت کی ہی۔ مین تمھارے بھائی کی خیرخواہی کا نہایت شکرگذار ہون۔ اور اُمید ہی کہ امیرالمومنین بھی اُن کی بہت زیادہ عزت افزائی کرین گے۔ سر دست اس موذی ظالم کو یہان تک لے آنے کے صلے اور انعام مین تم کو مین ایک لاکھ درہم دیتا ہون حکم ہوتے ہی لوگون نے درہمون کے توڑے لا کے معویہ کے سامنے رکھ دیے اور وہ اظہار شکرگذاری مین آداب بجا لا کے اور ہمیشہ ایسے ہی خدمات انجام دینے کا وعدہ کرکے داہنی جانب سرداران فوج کے درمیان مین بیٹھ گیا۔ اب افشین کے خدام بابک کو اُس مکان مین لے گئے جو اُس کے قیام کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ اور معویہ کے ہمراہی خادم درہمون کے توڑون کو اُٹھا اُٹھا کے لیجانے لگے۔

اب افشین نے پھر معویہ کی طرف رُخ کیا اور کہا "یہ انعام خاص تمھارے لیے ہی۔ اپنے دوست ابن سنباط کی نذر کے لیے مین نے دس لاکھ درہم کی رقم اور ایک مرصع ڈاب اور معزز مسیحی بطریقون کے پہننے کا مرصع تاج تجویز کیا ہے۔ کل تمھارے ساتھ ہی یہ سب چیزین لے کے میرے آدمی جائینگے اور وہان پہونچ کے اُن کی خدمت مین پیش کرین گے۔ اس کے بعد امیرالمومنین اپنی عنایت سے جو کچھ مرحمت فرمائین گے وہ ان حقیر ہدیون کے علاوہ ہوگا۔"

اس کارروائی کے بعد افشین نے قلم دوات منگوا کے بابک کی گرفتاری کا حال المعتصم کو لکھا۔ اور ایک اور خط لکھ کے مسیحی حاکم قلعہ استفانوس عیسیٰ بن یونس کو بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ "بابک کے بھائی شاہک کو فوراً لا کے حاضر کرو۔"

یہ دونون خط روانہ کرکے افشین نے تمام سرداران فوج کی طرف دیکھ کے کہا: "میرے بہادرو۔ دو سال کی محنتون۔ جفاکشیون اور طرح طرح کی مصیبتون کا ثمرہ آج ہاتھ آیا ہی۔ خدا نے ہماری اُن سب تکلیفون کو رفع کرکے ہمین اپنے سامنے اور اپنے آقا امیرالمومنین کے دربار مین سرخرو کیا۔ مگر آپ سب خوب یاد رکھین کہ آپ کی ان جانکاہی کی کوششون سی آج دُنیا کے ایک سب سے بڑے فتنے کا خاتمہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سی خلافت اسلامی کی قوت ہی نہین خود اسلام کی عظمت و حرمت اور

توحید کی نعمت و برکت خطرے مین تھی - بابک - جو اس وقت زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے اُس نے خدا بن کے لوگون کے عقیدے خراب کیے - تمام حدود شرعی کو توڑ دیا - شراب شیر مادر ہوگئی - زنا اور حرام کاری حلال ہوگئی - بدکاری و بے دینی عام ہوگئی - چوری ڈاکہ زنی ہر طرف پھیل گئی - اور ان اطراف کی شریفون اور معزز لوگون مین سے کوئی نہ تھا جس کی دولت لُٹ نہ گئی ہو گی اور جس کی بیوی کی عفت و حرمت پر حملہ نہ ہوا ہو - کفر و طغیان اور ظلم و جور کے ایسے عالمگیر شُعلے تمام شہرون اور گاؤن مین بھڑک رہے تھے جن کو تم نے آب شمشیر سے بُجھایا - یہ فتنہ مسلسل بیس سال سے قائم تھا اور اس مدت کے اندر اس ظالم مدعی الوہیت نے جیسے جیسے مظالم کیے ہین تاریخ مین کبھی نہین سُنے گئے - گذشتہ بیس سال مین اس نے بیس لاکھ پچپن ہزار پانچ سو آدمیون کی جانین لین - اس لیے تم دل مین سوچو کہ تم نے اپنی سلطنت اپنے ملک - اپنی قوم - اور اپنے دین کی کتنی بڑی خدمت کی ہے - اگرچہ امیرالمومنین کی فیاضی سے تمھین بہت کچھ صلہ و انعام ملا - اور اس سے زیادہ اب ملے گا مگر تمھاری کوششون اور جانکاہیون کے مقابلے مین یہ کچھ نہین ہے - اصلی معاوضہ و انعام تم کو خدا کے دربار لم یزلی سے ملے گا - اب مین اتنی ہی مدت تک یہان اور مقیم ہون کہ قلعۂ استغالوس سے بابک کا بھائی آجائے - اور اُدھر امیرالمومنین سے مجھے دارالخلافت مین حاضر ہونے کی اجازت ملے - تاکہ ان سیہ کار روبے دین اسیرون کے ساتھ ہم خاندان عباسی کی شاہزادیون عالیہ اور ریحانہ کو اور شاہزادۂ علی بن فضل کو امیرالمومنین کی آرزو و تمنا کے مطابق شان و شکوہ اور عزت و حرمت سے لیجا کے اپنے آقا ہشتم آل عباس سے ملائین "

اپنی یہ تقریر ختم کر کے افشین نے دربار برخاست کیا - اور تمام لوگ واپسی وطن کی تیاریان کرنے لگے -

---

سولھوان باب

ماہ آفرید سے آخری ملاقات

گذشتہ واقعۂ دربار افشین کو ڈیڑھ مہینہ گذر گیا - اور ملک مین ہر طرف امن و امان قائم ہے - قافلون کی آمد و رفت جاری ہوگئی - خراسان و ترکس[illegible] کے تاجر اور ممالک مشرق کے حجاج اطمینان و فارغ البالی سے سفر کرنے لگے - اور اُن کے متعدد قافلون کو برزند کی وادیون سے گذرتے دیکھ کے افشین بہت خوش ہوا اور بھاگی ہوئی رعایا اپنی اپنی بستیون مین آ آ کے پھر آباد ہوگئی -

افشین کو اب دارالخلافت مین جانے کی جلدی تھی - خصوصاً اس لیے کہ بابک خرمی کی مان - بیٹے - بھائی

اور اُس کی بیٹیاں اور جورو ئیں جو گرفتار تھیں اور ماسوا ان کے جو تین ہزار تین سو نو نامور خرمی گرفتار ہوئے تھے اُن سب کی حراست کا نہایت سختی اور بیدار مغزی سے انتظام کرنا پڑتا۔ اور ہر گھڑی اندیشہ لگا رہتا کہ یہ لوگ پہرہ داروں کو جل دے کے بھاگ نہ جائیں یا ان کے طرفداروں کا کوئی گروہ کسی وقت ناگہاں حملہ کر کے ان کو چھڑا نہ لیجائے۔

مگر خرابی یہ تھی کہ سات ہزار چھ سو شریف عربی و عجمی نژاد عورتیں اور بچے جو بابک کی قید سے آزاد کرا دیے گئے تھے اُن کا اس وقت تک کوئی انتظام نہیں ہو سکا تھا۔ ان سب کو آزاد کراتے ہی افشین نے خاص اپنی اور عالیہ کی حمایت میں نہایت آرام سے رکھا مشرق و مغرب کے تمام شہروں میں اشتہار دے دیا گیا کہ اتنی مظلوم لڑکے اور عورتیں بابک کی قید سے چھوٹے ہیں۔ جو اپنے خاندان و وطن کا یہ پتہ بتاتے ہیں اُن کے اعزا و اقارب اور اُن کے بیویوں اور شوہروں کو چاہیے کہ فوراً آ کے اُنھیں لیجائیں۔ اس کے علاوہ اُن سب کے عزیزوں اور قرابت داروں کو خاص طور پر خطوط بھیجے گئے اور خود اُن کی طرف سے بھی بھجوائے گئے ان کارروائیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف سے لوگ جوق جوق آتے اور جس عورت یا بچے کو اپنا عزیز بتاتے اُسے شہادتیں پیش کر کے اور اپنے تعلقات کا ثبوت دے کے بلا تامل لے جاتے۔ کئی مہینے تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا کہ روز لوگ آ کے بہت سے بچوں اور عورتوں کو لیجاتے مگر پھر بھی اُن کی بہت سی تعداد باقی تھی جن کا نہ کوئی والی پیدا ہوا نہ وارث۔ اور سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اُن کی نسبت کیا کارروائی کی جائے۔

افشین اسی فکر ہی میں تھا کہ بابک کا بھائی سنبا یک قلعۂ اسطفانوس سے وہاں کے سپاہی اور ارمنی سپاہیوں کی حراست میں آگیا جسے افشین نے اپنے قلعے میں لے کے اُس کے لانے والے اور بھیجنے والے حاکم استفانوس کو بڑی دریادلی سے انعام دیا۔ اور اُس کو بھی زنجیروں میں جکڑ کے بابک کے پاس بٹھا دیا۔ سب کاموں سے فراغت ہو گئی اور کل باتوں کا انتظام ہو گیا مگر باقی ماندہ مسلمان عورتوں اور بچوں کی وجہ سے اب بھی اُسے سامرا کی طرف جو المعتصم کا دار السلطنت تھا کوچ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آخر علی بن فضل نے کہا "ان مظلوم خانمان بربادوں میں سے جتنے باقی رہ جائیں اُن کی کفالت و پرورش کا بار میں اپنے ذمے لیتا ہوں"

افشین "مگر لاوارث یتیموں اور بیواؤں کے والی تو امیر المومنین ہیں"

علی "امیر المومنین سب ہی کی جان و مال کے مالک ہیں۔ اور اُنھیں کی اجازت سے میں ان کو اپنی حمایت میں لوں گا۔ میرا اصلی مقصد یہ ہے کہ اب اُن کے عزیزوں کے انتظار میں یہاں پڑا رہنا مناسب نہیں ہے ان سب کو سامرے میں لے چلیے اور امیر المومنین ان کے بارے میں جو کچھ حکم فرمائیں گے اُس پر عمل ہو گا"

افشین :- آپ کا یہ منشا ہو تو مجھے بھی عذر نہین- اور امیر المومنین سے واپسی کی اجازت ملتے ہی روانگی کا قصد کرون گا- الحمد للہ کہ اب ہم پوری طرح کامیاب ہین- بابک خرمی اور اُس کے تمام اعزہ و حواری گرفتار ہو گئے- ریحانہ کو خدا نے اُس کے ہاتھ سے آزادی دلائی اور بڑی خوشی کی یہ بات ہے کہ اس عباسیہ شہزادی کے ناموس مین کسی قسم کا دھبہ نہین لگا- اُس کی محترم والدہ عالیہ بھی اگرچہ سخت زخمی ہوئی تھی مگر خدا کے فضل و کرم- امیر المومنین کے اقبال- اور میری خوش قسمتی سے اچھی ہو گئین- اور پھر اس کے ساتھ بابکیون کا قلع و قمع ہو گیا- اور جتنے بیگناہ زن و مرد اُن کے ہاتھ مین اسیر تھے آزاد ہو گئے غرض ہم ہر طرح کامیاب و بامراد ہو کے آستان خلافت پر حاضر ہون گے-"

علی :- فوراً چل کھڑے ہونے مین یہ مصلحت بھی ہے کہ یہ علاقہ خاص بابکیون کا ہے ممکن ہے کہ اُن کا کوئی نیا سرغنا اُٹھ کھڑا ہو- پہاڑون کے درون مین وہ کوئی نئی جماعت جمع کر لے اور ناگہان حملہ کر کے بابک کو چھڑا لیجانے کی کوشش کرے- اس دائم الخمر بے ایمان کا یہان رکھنا ہرگز مناسب نہین"

افشین :- بجا ہے- اور مجھے آپ کی رائے سے بالکل اختلاف نہین مگر جب تک فرمان خلافت نہ آجائے روانگی مناسب نہین ہے- دربار خلافت مین بیسیون ایسے لوگ ہین جن کو ہماری کامیابی پر حسد ہوگا- اُنھین اگر ہماری کارگذاریون پر خاک ڈالنے کا کوئی ادنیٰ بھی موقع ملے گا تو اُٹھا نہ رکھین گے- مین نے امیر المومنین کی خدمت مین لکھ بھیجا ہے کہ یہ مہم کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی- اور فقط یہ باقی ہے کہ وہان حاضر ہو کے آستان بوس ہون- جس کے لیے اجازت کا اُمیدوار ہون"

علی :- تو بیشک بغیر اجازت کے کوچ نہ کرنا چاہیے"

افشین :- آج جی چاہتا ہے کہ ماہ آفرید کو بلوا کے اُس سے کچھ باتین کرون- وہ جس دن سے گرفتار ہو آئی ہے مجھے اتنی بھی فرصت نہ ہوئی کہ کبھی اُسے اپنے سامنے بلاتا"

علی :- ضرور بلوائیے- اُس نے سب سے زیادہ فریب دیا- مجھے پہلے تو اُس سے چندان پرخاش نہ تھی مگر بیچاری عالیہ کے ساتھ اُس نے جو سلوک کیا وہ معافی کے قابل نہین ہے"

افشین :- اسی پر کیا موقوف ہے- میرے نزدیک تو اب اُس کا کوئی فعل درگذر کے قابل نہین ہے- مگر مینے اُس پر محبت کا اظہار کیا تھا- اُس پر بھروسا کر لیا تھا- اور یہ نہ جانتا تھا کہ مجھے جل دیگی- اسی لیے اُس کو بلاتا ہون کہ دیکھون اب وہ کیا فقرہ بناتی ہے- یہ کہہ اُس نے ایک معتبر سپاہی کو بھیج کے اُسے قید خانے سے بلوایا- بابک کے تمام رفقا مرد ہون یا عورتین اسی اندیشے سے کہ فریب دے کے بھاگ نہ جائین- سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑے اور نہایت سخت پہرے مین رکھے گئے تھے- چنانچہ سونے چاندی

کے زیور کے عوض فولادی زنجیرین کھڑکھڑاتی ہوئی وہ آئی۔ اور افشین علی اُس سے اپنے ایک خلوت کے خیمے مین ملے۔

اب ماہ آفرید مین نہ وہ اگلی ہوشیاری وچالاکی تھی۔ اور نہ وہ پہلا سا باتین بنانا۔ سامنے آکے خاموش کھڑی ہوگئی۔ اور آنکھین نیچی کرلین۔ افشین نے بلاکے پاس بٹھالیا۔ اور جو سپاہی اُسے اپنی حراست مین لائے تھے اُنھین حکم دیا کہ خیمے کے باہر جاکے ٹھہرین۔ ان سپاہیون کے چلے جانیکے بعد افشین نے کہا "ماہ آفرید۔ ادھر دیکھو۔ ذرا چار آنکھین کرو۔"

ماہ آفرید۔ (آنکھین نیچی کیے ہوئے) "بیوفاؤن اور بےرحمون سے چار آنکھین کرنا مجھے نہین آتا۔"

افشین۔ (مسکراکے) "بےوفا وبےرحم تم ہو یا مین؟"

ماہ آفرید۔ "محبت کا دعوی اور یہ سلوک کہ مین پابہ زنجیر ہون اور طوق وسلاسل پہنے۔ دُنیا مین کس عاشق نے محبوب کو [illegible] پایا ہی؟"

افشین۔ "مجھے محبت تھی مگر اب نہین رہی۔ تم نے میری محبت کی جیسی قدر کی ویسا ہی سلوک بھی دیکھ رہی ہو۔ مین نے سمجھایا کہ قلعۂ بذ ہمارے ہاتھون فتح ہوگا اور بابک جس کی رفاقت والفت کا تم دم بھرتی ہو ایکدن ہمارے ہاتھ مین ضرور گرفتار ہوگا۔ مگر تم نے سماعت نہ کی۔ مین یہ نہین چاہتا تھا کہ تم بابک سے بیوفائی کرو۔ فقط اتنا چاہتا تھا کہ میری دوست بن جاؤ۔ وہین بابک کے پاس رہو۔ مگر دل سے میری دوست ہو جاؤ۔ مگر تم نے بالکل پروا نہ کی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مین نے بھی اپنا دل تمھاری طرف سے پھیر لیا۔ تم دو بار گرفتار ہوکے آئین اور دونون بار مین نے تمھین عزت اور محبت سے پاس بٹھایا۔ زنجیرین کھلوا دین۔ اور تمھارے حُسن کا اس قدر ہجادو مجھ پر چل گیا کہ تمھاری مرضی کے مطابق بےتکلف تمھین تمھارے بےایمان آقا کے پاس پہونچا دیا۔ میرے اس محبت کے سلوک کا یہی معاوضہ تھا جو تم نے کیا؟"

ماہ آفرید۔ "یہ مین مانتی ہون کہ بابک کو چھوڑکے مین آپکے پاس نہین چلی آئی۔ یا آپ کی خواہشون کو مین نے نہین منظور کیا۔ مگر یہ دُنیا کے سارے معشوق کرتے ہین۔ سچی محبت تو معشوق کی ان باتون کو ناز وانداز خیال کرتی ہو۔ آپ کے یہان شاید اُسے دشمنی سمجھتے ہونگے لیکن میرے دل مین آپ کی محبت اُسی دن پیدا ہوگئی تھی جس دن پہلی بار آپ سے ملی ہون۔ مگر کیا کرتی۔ معتقد تھی کہ بابک مین خدائی قوت ہے۔ نہ کوئی اُنھین پکڑ سکتا ہی اور نہ کوئی اُن کے پیچھے سے بھوٹ سکتا ہی۔ میرے دل مین اندیشہ تھا کہ جہان جاؤن گی اور جہان رہون گی اُن کے موکل وہان سے مجھے پکڑ لائین گے۔ اور مار ڈالی جاؤن گی۔ لیکن اس خطرے پر بھی مین نے آپ کو کون سا ضرر پہونچایا جو آپ فرماتے ہین کہ مین نے محبت کا بُرا معاوضہ کیا؟"

افشین:- اب میرے دل مین ذرا بھی تمھاری محبت نہین ہے اور مجھے عشق نے ویسا اندھا نہین رکھا ہے جیسا پہلے تھا۔ اب مین تمھاری حرکتون اور تمھاری دغابازیون کی طرف سے آنکھین نہین بند کر سکتا۔ سچ سچ بتاؤ ریحانہ کو قصر شیرین سے بابک کے کون سے مؤکل لائے تھے؟"

ماہ آفرید:- "وہی! جو اُن کے مؤکل ہین لائے تھے۔"

افشین:- "تم تو اُن مین نہ تھین؟"

ماہ آفرید:- (ذرا تامل کے بعد) "ہان مین تھی۔ ریحانہ نے غالباً آپ سے کہا ہو گا؟ لیکن ہوا یہ کہ بابک کے مؤکل جو کوہ قاف کے دیو اور پری زاد ہین جب پتہ لگا کے آئے اور اُن کے لینے کو گئے تو بابک نے حکم دیا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لیتے جائین تاکہ مین اُنھین دلہی (دلدہی) اور تشفی سے لے آؤن۔ اور اُن مؤکلون کو دیکھ کے وہ سہم نہ جائین۔"

افشین:- "مگر تم نے یہی مجھے بتا دیا ہوتا۔"

ماہ آفرید:- "یہ بابک کا راز تھا۔ مین اسے کیسے بتا دیتی؟"

افشین:- "بیشک تم ایک کی بدمعاشیون مین اس کی رازدار رہی ہو۔ اسی وجہ سے مین نے سُنا کہ نہ کوئی جن تھا نہ کوئی دیو۔ بابک کے چند بدمعاشون کو ساتھ لے کے تم گئی تھین اور چورون کی طرح ریحانہ کو لے آئین۔"

ماہ آفرید:- "یہ آپ سے کسی نے غلط کہہ دیا ہے۔"

افشین:- "ثبوت چاہتی ہو؟"

ماہ آفرید:- "ہان میرے نزدیک تو اس کا کوئی ثبوت نہین ہو سکتا۔"

افشین نے تائبہ کو پہلے سے بلوا کے دوسرے خیمے مین بٹھا لیا تھا۔ اُس کا اشارہ ہوتے ہی لوگون نے اُسے سامنے لا کے کھڑا کر دیا۔ اور افشین نے کہا "دیکھو یہ تمھارے ملحد اور سرائی مقتدا کی محرم راز جاویدان پرست ہین اور اب سچے دل سے خدا اور رسول پر ایمان لا چکی ہین۔ جھوٹ نہین بول سکتین۔"

جاویدان پرست کی صورت دیکھتے ہی ماہ آفرید کا خون خشک ہو گیا۔ چہرہ زرد پڑ گیا اور حسرت کے ساتھ اُس کی صورت دیکھنے لگی۔ افشین نے اس عورت کی طرف دیکھ کے کہا "تم اب مسلمان ہو گئی ہو۔ اور جھوٹ بولنے اور ہر قسم کے گناہون سے توبہ کر چکی ہو۔ اس لیے ایمانداری کے ساتھ سچ سچ بیان کرو کہ ریحانہ کو قصر شیرین سے بدمین کون لایا؟ اور وہ کسی طرح لائی گئی؟"

جاویدان پرست نے جو اب تائبہ کے نام سے نامزد تھی کہا "حضور مین جھوٹ نہ بولون گی۔ اور جو کچھ ہوا ہے سچ سچ بلا کم و کاست بیان کر دون گی۔" یہ کہہ کے

اُس نے قسم کھا کے وہ سارے واقعات بیان کر دیے جو افشین سے بیان کیے تھے اور آخر مین کہا "حضور اس قسم کے کامون کا اہتمام یا میرے متعلق تھا یا انھین ماہ آفرید کے جو سامنے کھڑی ہین۔ عام لوگون مین تو شہرت دی گئی تھی کہ بابک کے مؤکل جیسے وہ حکم دین اُٹھا لایا کرتے ہین اور بابک کو غیب کی باتون کی خبر ہو جایا کرتی ہو۔ لیکن اس شہرت کی تصدیق جن واقعات سے کرائی جاتی وہ ہم ہی دونون کے ہاتھون سے انجام پاتے۔ اور ہمارا فرض تھا کہ اصل راز کو کسی پر ظاہر نہو نے دین"

افشین "ماہ آفرید اب تو تم مان لوگی کہ مین نے تمھاری محبت جو اپنے دل سے نکال ڈالی تو بیجا نہین کیا؟"

ماہ آفرید۔ (خوف سے کانپتے ہوئے) "بیشک مین بدقسمت ہون اور آپ کی عنایت کے قابل نہین۔ لیکن فیاض بہادر جس سے محبت کرتے ہین اُس کے قصور کو معاف بھی کر دیا کرتے ہین"

افشین "لیکن جب ایک ہی قصور ہو۔ عالیہ کو تم بہن بنا کے اور دوستی و ہمدردی کا وعدہ کر کے اپنے ساتھ لے گئین۔ لیکن اُس وقت جب وہ ریحانہ کو بابک کے قیدخانے سے نکال کے لے چلی تو تم اُسکی اور ریحانہ دونون کی دشمن ہو گئین"

ماہ آفرید "اس پر مین مجبور تھی۔ مین بابک کی معتقد اور اُن کے دین مین تھی۔ اُن کے حکم سے ریحانہ بلوائی گئین۔ تاکہ وہ اُنھین ساتھ لیجائین مین نے عالیہ کو بھیجا کہ انھین لے آئین۔ مگر انھون نے کوشش کی کہ اُنھین بھگا کے آپ کے لشکر مین پہونچا دین۔ ایسی حالت مین بھلا کیسے ممکن تھا کہ مین اُن کو گرفتار نہ کرا دیتی؟"

افشین "بابک کی بدمعاشیون اور مکاریون کا راز جب تم پر کھلا ہوا تھا تو یہ غیر ممکن ہو کہ تم دل سے اُس کی معتقد ہو یا اسے اچھا سمجھتی ہو۔ یہ کیون نہ کہو کہ تم بھی بدمعاش اور مکار تھین اور اُسکی بدمعاشی و مکاری مین شریک تھین۔ اور مکاری و کیا دی اور بدکاری نے تمھارے دل کو اس قدر سیاہ اور سخت کر دیا ہو کہ نہ تمھین بیگناہ ریحانہ کی مظلومی پر ترس آیا نہ وہ عہد وفا یاد آیا جو تم نے عالیہ کے ساتھ کیا تھا۔ اور اپنی قلبی قسادت سے دونون کی جان لینے کی درپے ہو گئین"

ماہ آفرید۔ (دہشت زدہ ہو کے) "مگر یہ اس لیے تھا کہ اُس وقت تک مین بابک کی پیرو اور خرمی مذہب کی پابند تھی۔ لیکن اب اُس مذہب سے توبہ کر کے آپ کے ساتھ سچی محبت و وفاداری کا وعدہ کرتی اور دین اسلام مین داخل ہوتی ہون"

افشین "کوئی اور خرمی کہتا تو مین مان لیتا۔ مگر تم تو بابک کی جعلسازیون مین شریک اور اُس کی

مکاری سے واقف تھین۔ ایسی عورت کے ساتھ مین نہ محبت کر سکتا ہون اور نہ اُس کا قصور معاف کرنا میرے اختیار مین ہی۔"

ماہ آفرید۔ (یاس کے لہجے مین) "تو پھر میری نسبت کیا ہوگا؟ اور مجھے کیا سزا دی جائیگی؟"

افشین۔ "تھین بابک سے سچی محبت ہی۔ ایسی محبت کہ اُس کے عیب جانتے اور اُس کے اندرُونی حالات سے واقف ہونے پر بھی اُسی کا دم بھرتی تھین۔ اور ہمارے دین کا قطعی فتویٰ یہ ہی کہ "المرءُ مع من احبّ" (ہر مرد اُسی کے ساتھ ہی جس سے اُسے محبت ہو) لہذا آخر تک بابک کے ساتھ رہوگی۔ اور جو اُس کا حشر ہوگا وہی تھارا بھی ہوگا۔"

ماہ آفرید۔ "یہ حکم جو آپ نے فرمایا مردون کے لیے ہی۔ اور مین تو عورت ہون۔"

افشین۔ (ہنس کے) "یہان مرد سے مُراد انسان ہی۔ مرد ہو یا عورت۔ تھارا یہ لطیفہ بہت دلچسپ تھا۔ کاش مجھے تم سے محبت ہوتی کہ مجھے اس لطیفے مین مزہ آتا۔ اب تھارے لیے آخری فیصلہ یہ ہی کہ مجھے تھارے معاملے مین کوئی اختیار نہین۔ تم ہشتم آلِ عباس امیر المومنین معتصم باللہ کے سامنے جاؤ گی۔ اور وہ جو حکم دین گے اُس پر عمل ہوگا۔ مین نے فقط یہ کہنے کے لیے تم کو یہان بلایا تھا کہ تھارا وہ دعویٰ کیا ہوا کہ بابک کو کوئی روک نہین سکتا۔ گرفتار نہین کر سکتا۔ وہ ہر بندش اور ہر قید سے نکل جاتے ہین۔ اور اُن کے شہر بَذّ پر قبضہ پانا غیر ممکن ہی۔ اُس وقت تو مین سمجھتا تھا کہ تھارا اعتقاد یہی ہی۔ مگر بعد معلوم ہوا کہ جیسا وہ حقیقت مین تھا ویسا ہی تم اُسے جانتی تھین۔ اصل مین تھین خود اپنے مکروفریب پر غرّہ تھا کہ کوئی اُسے پا نہین سکتا۔ مگر مسلمان بہادرون کی شجاعت و جان بازی نے تھارے اس طلسمی قلعے کو ڈھا دیا۔ آج بابک ہماری قید مین ہی۔ اُس سے جا کے کہو کہ اگر اُس مین کوئی قدرت ہے تو اپنی خدائی قوت دکھا کے اس قید سے نکل جائے۔ اور تھارا شہر بَذّ جسے تم ناممکن الفتح بتاتی تھین ہماری تلوارون سے فتح ہوگیا۔ اور اینٹ سے اینٹ بج گئی آئندہ نسلین جانین گی بھی نہین کہ وہ کہان تھا۔ اب تم پھر جا کے اپنے پیر اور آقا کے پاس بیٹھو اور اُس سے تقاضا کرو کہ اپنے آپ کو اور تھین اُس عذاب سے بچائے جو اُس کے سر پر نازل ہونے والا ہے"

اب ماہ آفرید خاموش تھی اور مایوس۔ آنکھون سے آنسو جاری تھے اور چاہتی تھی کہ افشین کے قدمون پر گر کے اپنا قصور معاف کرائے۔ کہ ترکی سپہ سالار خلافت کے حکم سے لوگ اُسے واپس لے گئے۔ اور بابک کے خرمی کے پاس بٹھا دیا۔ اُس کے جانے کے بعد علی نے افشین سے کہا "اس کے ساتھ آپ کے پہلے برتاؤ سے مجھے یقین ہوگیا تھا کہ آپ کو واقعی اس سے محبت ہی۔ مگر آج کھلا

کہ اس محبت کو ایک حربی حسن تدبیر کہنا چاہیے۔"

افشین۔ (مسکرا کے) یہی بدگمانی میری انیس زندگی شیرین کو بھی ہے۔ اور لطف یہ کہ اُن کی لونڈی کیوان دخت کا بھی یہی خیال تھا۔ اگرچہ ظاہر ہے کہ ایسی جانی دشمن فاحشہ کے ساتھ کسی کو کیسے محبت ہو سکتی ہے۔ میں در اصل میں چاہتا تھا کہ اس عورت کو دوست و ہمراز بنا کے قلعے کے اندر کے حالات خصوصاً ریحانہ کی حالت معلوم کروں۔ اور اُس کی ظاہری بے عقلی کی باتوں سے خیال ہوتا تھا کہ یہ میری دوست ہو جائے گی۔ مگر یہ مجھ سے زیادہ ہوشیار ثابت ہوئی۔ مجھے فریب دیا۔ اور جن باتوں کو دریافت کرنا چاہتا تھا اُن میں سے ایک بھی نہ بتائی۔ خیر اب جب یہ اپنے کیفر کردار کو پہنچے گی اُس وقت سب کو معلوم ہو جائے گا کہ مجھے اُس کے ساتھ کیسی محبت و اُلفت تھی۔"

اس کارروائی کے بعد افشین علی سے رخصت ہو کے زنانے خیمے میں گیا۔ اور علی یہاں سے اُٹھ کے اپنی پھوپی عالیہ کے پاس گیا کہ یہ واقعات بیان کرے۔

سترھواں باب

پابزنجیر خدا

اس واقعے کو ایک ہفتہ گذرا تھا کہ سامرہ سے جو فی الحال دارالخلافت عباسیہ اور ترکی افواج کا کیمپ قرار پا گیا تھا۔ معتصم باللہ کا فرمان آیا کہ افشین مع اپنے تمام قیدیوں اور اپنے ہمراہی لشکروں کے واپس آئے۔ افشین اور علی و عالیہ سے زیادہ اس حکم کا انتظار لشکریوں کو تھا جیسے ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ بارگاہ خلافت سے واپسی کا حکم آگیا لوگوں کی جان میں جان آگئی۔ ہر طرف خوشی کے چہچہے تھے۔ اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہا تھا۔

سب سے زیادہ مسرت افشین کو تھی۔ کیونکہ اُس کے اسلحہ اور اُس کے حسن تدبیر سے خلافت کو اپنے دشمنوں پر اور دینداروں کو بے دینوں پر اتنی بڑی فتح حاصل ہوئی تھی جو قیامت تک یادگار رہیگی۔ خصوصاً المعتصم نے اُسکی ایسی قدر کی کہ آج تک کسی شاہی سردار کی اتنی قدر نہیں ہوئی تھی۔ فرمان خلافت جاری ہوا کہ افشین جس روز برزند سے روانہ ہو اُس دن سے جس روز تک وہ سامرہ میں داخل ہو ہر منزل پر اُسے ایک خلعت گران بہا اور ایک اعلیٰ درجہ کا گھوڑا مع ساز و یراق کے عطا کیا جائے۔ چنانچہ افشین کے روانہ ہوتے ہی ہر منزل پر اس کا انتظام ہوگیا تھا۔ وہ

دن بھر سفر کرکے شام کو جہاں پڑاؤ ڈالتا- دار الخلافت کا کوئی عہدہ دار استقبال کے لیے موجود ہوتا جو امیر المومنین کی جانب سے اُسے خلعت اور اسپ صبار فتار عطا کرتا۔

جب سامرہ ایک منزل رہ گیا اور وہ نہر حذیفہ کے پُلوں پر پہونچا تو خلیفۂ معتصم کا بیٹا اور ولی عہد خلافت ہرون واثق مع دیگر معزز اعزائے شاہی کے اُس کے استقبال کے لیے موجود تھا- یہ لوگ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے- اور خلافت کی جانب سے خلعت اور گھوڑا اُس کے سامنے پیش کیا- اور دوسرے دن بڑے تزک و احتشام اور کرّوفر سے اُٹھے اور اُس کے تمام لشکر کو خاص اپنی مشایعت سے اور اپنے جلوس کے ساتھ لیکے سامرہ میں داخل ہوئے۔

سامرہ آج کے دن دُولھن بنا ہوا تھا- سارے شہر کی آراستگی کی گئی تھی- اور رات کو تمام سڑکوں پر اور ہر گلی کوچے میں روشنی کا انتظام تھا- جابجا دولت ہاشمیۂ عباسیہ کے سیاہ علم ایک پُر اثر ہیبت اور رونق و جبروت سے تمام عالی شان عمارتوں اور شاہی قصروں پر لہرا رہے تھے شہر کے تمام اُمرا و ارکین دولت- کُل شاہی غلام جن کا شمار تیس ہزار سے زیادہ تھا- اور شہر کی تمام موجودہ فوجیں زرق برق وردیوں اور لباسوں سے آراستہ اور اپنی اپنی بیرقوں میں بنٹی ہوئی افشین کے استقبال کو نکلیں- اور اُسکے داخلے کا تماشا خود معتصم نے اپنے قصر کے بالائی برجوں سے دیکھا۔

اس مہم کے فتحمند سپہگر افشین اسکے ساتھ ایوان خلافت کے سامنے پہونچے- بڑے پھاٹک کے قریب پہونچتے ہی سب نے زور و شور سے نعرہ لگایا کہ "اقبال خلافت بلند!" اس کے بعد افشین گھوڑے سے اُتر کے معتصم کے دربار میں حاضر ہوا- اور "السلام علیک یا امیر المومنین" کہہ کے نذر دکھائی- معتصم نے بڑے اظہار مسرت کے ساتھ اُسے پانچ خلعت اور پانچ عربی گھوڑے عطا کیے اور کئی لاکھ اشرفیاں اس کے علاوہ مرحمت کیں- پھر اس مہم کے تمام سرداروں اور سپاہیوں کو جن کی شجاعت و دلیری کی افشین نے تعریف کی حسب درجہ و کارگذاری خلعت و انعام دیا گیا۔

اب افشین نے عرض کیا "اجازت ہو تو بابک اور اُس کے ہمراہی اسیر حاضر کیے جائیں"

اس کے جواب میں معتصم نے کہا "بابک سے آج نہیں ملوں گا- وہ اور اُس کے تمام اعزہ و رفقا خاص میرے محل میں جداجدا کمروں میں ٹھہرائے جائیں جس کے لیے میں نے محل کو خالی کروا دیا ہے- سنتا ہوں وہ بڑا ہوشیار اور بڑا منطقی ہے اور میں جاہل ان پڑھ ہوں- میں پہلے کسی عالم کو بھیج کے اُس سے بحث کراؤں گا- اور اُس کے بعد خود ملوں گا" یہ کہہ کے معتصم نے

افشین کو رخصت کیا۔ اور دربار برخاست کر کے خلوت کے کمرے مین قاضی القضاۃ دولت اسلامیہ قاضی ابن ابی داؤد کو بُلا کے کہا "مین چاہتا ہون کہ مجھ سے پہلے آپ بابک کو دیکھین اور اُس کی حالت کا اندازہ کرین۔ پھر آپ کے کہنے کے بموجب مین اس بے دین باغی سے ملون گا۔"

ابن ابی داؤد معتزلہ کے سرگروہ اور معتصم کے نفس ناطقہ تھے اور تمام علمائے اہل حدیث سے مسئلۂ خلق قرآن مین انھین سے مناظرہ ہوا کرتا تھا۔ بظاہر عالم بے بدل اور فی الحقیقت بہت بڑے پالیٹیشن اور مدبر سلطنت تھے۔ اُسی دن رات کو وہ بابک خرمی کے دیکھنے کو آئے جس کمرے مین بابک تھا اُس کے برابر والے ایک بالائی کمرے مین خاموش بیٹھ گئے۔ جہان سے بابک کے تمام حرکات و سکنات نظر آسکتے تھے۔ پھر اپنے چند شاگردون کو بھیجا جو بابک سے نہایت اخلاق کے ساتھ ملے۔ مزاج پرسی کی اور اُس کے خیالات و عقائد پوچھے۔ بابک کو زندگی سے یاس تھی۔ موت آنکھون کے سامنے نظر آرہی تھی۔ کہنے لگا "آپ یہان مجھ سے کیا پوچھتے ہین؟ اسیر ستم ہون اور موت کا آرزومند۔ آپ بذ مین آکے مجھ سے ملتے تو مین آپ کو اپنا مذہب بتاتا۔ اپنے عقائد کی تعلیم دیتا۔ اور اپنے ہر دعوے کے برحق ہونے کا ثبوت دیتا۔ سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ مین بغیر شراب پیئے سچائی کو ظاہر نہین کر سکتا۔ بادۂ گلفام و خسرو فرخ نہاد جمشید کی سنت ہے۔ اور جس یکجہتی۔ توجہ۔ اور دُھن کی ضرورت عبادت اور یزدان پرستی کے لیے ہے وہ بغیر شراب آتش لباس کے انسان کو نہین نصیب ہو سکتی مجھے شراب پلاؤ۔ مست و مخمور کردو۔ اور بادۂ وحدت کے جتنے جام کہو تمھین بھر بھر کے پلا دون۔"

ایک شاگرد "تو کیا شراب احمر کا پینا عبادت ہے؟"

بابک "سب سے بڑی عبادت۔ اور ذریعۂ عبادت۔ تم لوگ عبادت کے لیے وضو و طہارت کی شرط لگاتے ہو۔ مگر تمھاری طہارت فقط ظاہری اعضا اور جلد کو پاک کرتی ہے۔ بمقابل اُس کے بادۂ حمری کا جام جسم کے اندر ہر رگ و پے اور رُوح تک کو پاک و صاف کرتا ہے اُس کے پیتے ہی گرم جوشی پیدا ہوتی ہے۔ یکجہتی اور دُھن قائم ہوتی ہے۔ عبادت کے لیے نیت درست ہو جاتی ہے۔ نہایت ہی سچا خلوص پیدا ہو جاتا ہے اور دل ہر عبادت مین بالکل محو ہو جاتا ہے۔ اور عبادت ہی پہ موقوف نہین بغیر بادۂ گلفام کے کوئی کام سچا اور درست نہین ہو سکتا۔"

شاگرد "لیکن شراب کے نشے مین جو دیوانگی و بے عقلی پیدا ہوتی ہے اُسے آپ کیا سمجھتے ہین؟"

بابک "وہ دیوانگی و بے عقلی بھی اچھی جس مین خلوص اور دُھن ہو۔"

شاگرد "شراب کے اثر سے بُرے جذبات کو حرکت ہوتی ہے اور بداخلاقی کی خواہشین پیدا ہوتی ہین"

بابک "پیدا ہون - مضائقہ نہین جن بُرے جذبات اور نفسانی خواہشات مین سچائی ہو وہ بھی اچھے - میری شریعت مین ہر کام جو دل سی اور سچے ارادے سی کیا جائے اچھا ہی - اور جس مین نیت و عمل مین اختلاف ہو وہ گناہ و معصیت ہے"

یہ چند باتین کر کے قاضی ابن داؤد کا شاگرد بابک سی رخصت ہو کے چلا گیا - اور قاضی صاحب بھی بابک کی تقریر سُن کے اور اُس کے اوضاع و اطوار کا اندازہ کر کے اُس پوشیدہ کمرے سی نکلے جہان چھپے بیٹھے تھے - پھر شاگرد سے مل کے کہا "تمھاری اور بابک کی گفتگو تو مین نے سنی مگر یہ بتاؤ کہ اُس شخص کی نسبت تمھاری کیا رائے قائم ہوئی ہی؟"

شاگرد "حضرت یہین تو وہ بہت ذی ہوش اور صاحب علم نظر آیا - مگر اس کے ساتھ ہی وہ بدکار شہوت پرست اور نفس کا بندہ ہی - ملحدانہ عقائد رکھتا ہی اور ایسے شخص کو قائل کرنا دشوار ہی"

قاضی صاحب "میرا بھی یہی خیال تھا کہ وہ ایران کا رند مشرب شاعر ہی اور رندانہ و شاعرانہ خیالات پر اپنے عقائد کی بنیاد قائم کی ہی" دوسرے دن یہی واقعات اُنھون نے معتصم سے بیان کر دیے - اور کہا خود آپ اُس سی گفتگو نہ کرین بلکہ اپنے دربار کے فلسفیون اور حکمت یونان کے جاننے والون کو جمع کرین - مین بھی حاضر رہون گا - اور اگر وہ کوئی نامعقول بات کہے گا تو اُس کا جواب دے دیا جائے گا"

دوسرے دن المعتصم نے دربار کیا جس کے لیے سارا شہر سامرہ آراستہ کیا گیا - شہر کے پھاٹک سے قصر خلافت کے دروازے تک تمام مکانون پر جھنڈی نصب کیے گئے - دونون جانب ہر گھر سیاہ عبا کے پیرقون اور پرچمون سے سج دیا گیا - اور راول سے آخر تک فوجین زرق برق وردیان پہن کے کھڑی ہو گئین - جا بجا بلند مقامون پر اُمرا اور اعیان سلطنت اپنے رسالون اور سپاہیون کے ساتھ تھے محل سی تقریباً ایک میل تک ترکون کی زبردست فوج تھی جس مین ہر ایک چمکتے ہوئے اسلحہ لگائے تھا اور بجائے خود پلٹن کا دعوی رکھتا تھا - قصر کے پھاٹک سی خاص دربار کے مکان تک معتصم کے کمسن خوبصورت ترکی غلام تھے جن کے کانون مین موتیون کے گوشوارے پڑے تھے - حریر سرخ کے پاجامون پر زرین قبائین پہنے تھے - کمرون مین مرصع پٹکے کستے ہوئے تھے - اور ہاتھون مین چھوٹے چھوٹے ابدار نیمچے تھے - فوج کی صفون کے پیچھے سامرہ اور گرد و نواح کی تمام خلقت ٹھٹ لگائے کھڑی تھی -

جب یہ سب انتظام ہو چکا تو بابک، اُس کی مان - اُس کے بھائی بیٹے - بیبیان اور تمام اعزہ و رفقا قصر کے زندان سے نکال کے شہر کے باہر لیجائے گئے - جہان ہم سب کو پیکر

ہاتھیون پر بٹھا کے قوی تن اور مسلح حبشیون کی حراست مین ایوان خلافت کی طرف روانہ کیے گئے۔ جس ہاتھی پر بابک سوار تھا سب سے اونچا تھا اور اُس کی سونڈ مستک اور کانون پر مختلف رنگون سے اعلیٰ درجے کے نقش و نگار بنائے گئے تھے۔

قصر کی ڈیوڑھی پر پہونچا تو اُس عہد کے نامور شاعر محمد ابن عبد الملک الزّیات نے اُس کی شان مین فی البدیہہ یہ دو شعر پڑھے جو سارے ممالک عرب مین مشہور ہو گئے۔

قد خضب الفیل کعاداتہٖ — یحمل شیطان خراسان

والفیل لاتخضب اعضاؤہٗ — الالذی شان من الشان

(حسب معمول ہاتھی کے اعضا رنگے گئے ہین۔ خراسان والا شیطان اُس پر سوار ہے۔ اور ہاتھی کے اعضا جب ہی رنگے جاتے ہین جب اُس پر کسی خاص شان والا آدمی سوار ہو)

اب بابک اور اُس کے ساتھی ہاتھیون سے اُتار کے پابزنجیر معتصم کے سامنے حاضر کیے گئے۔ معتصم نے بہت غور سے اُس کی صورت دیکھی اور کہا "اس شیطان مین کون سی چیز ہے جس پر لوگ گرویدہ ہوئے اور اس کے ہاتھون سے اتنا بڑا فتنہ پیدا ہو گیا؟" بابک اب نہایت مرعوب تھا۔ جس استقلال نے زندگی بھر کسی نازک سے موقع پر بھی اُس کا ساتھ نہین چھوڑا تھا آج رخصت ہو گیا آنکھون سے آنسو جاری تھے اور زبان مین بات کرنے کا یارا نہ تھا۔ معتصم کی بات کا جب اُس نے کچھ جواب نہ دیا تو قاضی ابن ابی داؤد نے دست بستہ عرض کیا "امیر المومنین جتنی باتین شیطان مین ہین سب اس مین موجود ہین۔ پھر لوگ کیون نہ گرویدہ ہون؟"

اس وقت ایک محترم عالم حدیث نے جو دربار مین حاضر تھے قدم بڑھا کے عرض کیا "اسکے لیے ابھی تک در توبہ بند نہین ہوا۔ اگر اپنے عقائد فاسدہ اور اپنی بے دینی سے توبہ کرے تو امیر المومنین قصور معاف فرما دین"

ابن ابی داؤد۔ "یہ مرتد ہے۔ اور مرتد کا قصور نہین معاف ہو سکتا۔ یہ قطعاً واجب القتل ہے"

معتصم۔ بیشک۔ اس کی توبہ کا اعتبار بھی نہین۔ جب اپنے پیروؤن مین پہونچے گا پھر شیطنت شروع کر دے گا۔ ایسے ملحد بے دین کو شرع ہرگز نہین معاف کر سکتی۔ (افشین سے) خود اس کے سیاف و جلاد کو حاضر کرو جس نے اس کے حکم سے ہزارون بیگناہون کی جانین لی ہین۔ افشین نے فوراً اُس کے سیاف کو آگے بڑھا دیا جو بابک کے ہمراہیون مین پیچھے کھڑا تھا۔

معتصم۔ (بابک کے جلاد سے) "لو تمھین اپنے اُس بے ایمان آقا کو موت کی سزا دو جس کے حکم سے ہزارون

لاکھون بیگناہون کو قتل کر چکے ہو۔ کیا اچھا ہو کہ اپنے اس پابزنجیر خدا کے حق مین بھی تم ہی فرشتۂ عذاب بنو۔ جلاد سہم گیا اور متامل و متردد تھا کہ دربار کے حاجب عرض بیگی نے ڈپٹ کے حکم خلافت کے بجا لانے پر مجبور کر دیا۔

اٹھارھوان باب

خاتمہ و انجام

اب سارے دربار پر عبرت طاری تھی۔ اپنے پرائے سب سہمے ہوئے تھے۔ اور علماء و فقہا جو ایسا خونین منظر دیکھنے کی تاب نہ لا سکتے تھے وہ بھی مجبور تھے کہ اس جانستانی کے خوفناک تماشے کو اپنی آنکھون سے دیکھین ہر شخص کا دل دھڑک رہا تھا خصوصاً خرمی اسیرون اور ان مین بھی بابک کی مان اور اس کے بھائیون اور بیٹون بیٹیون پر تو بغیر کسی مرض کے نزع کا عالم طاری ہو گیا۔ سب کا خون خشک تھا۔ اور اپنا بھی یہی انجام خیال کر رہے تھے۔

اتنے مین دربار کے بیچوں بیچ مین چمڑے کا خونین فرش بچھا دیا گیا۔ تاکہ زمین اور فرش خون کے بہنے سے خراب نہ ہو۔ بابک اس کے بیچ مین باندھ کے بٹھا دیا گیا۔ جلاد زبردست تیغا سنبھال کے اس کے قریب پہونچا اور اسے زور سے کھینچ کے وار کرنے ہی کو تھا کہ معتصم نے کہا "ٹھہرو۔ یون معمولی طرح قتل ہونے سے ان مظلومون کا دل نہ ٹھنڈا ہو گا جن کے مال و دولت اور عزت و ناموس کو اس خونخوار ڈاکو اور سیہ کار شرابی کے ہاتھ سے نقصان پہونچا ہے۔ پہلے اس کے ہاتھ پاؤن کاٹ کے دھڑ سے جدا کرو۔" جلاد کی مجال نہ تھی کہ حکم خلافت پناہی کی تعمیل مین ذرا بھی کوتاہی کرتا۔ بابک کے دونون ہاتھ شانون کے پاس سے کاٹ کے جدا کیے۔ اور ان کو خونین فرش پر ڈال دیا پھر دونون ٹانگین جڑ سے کاٹ کے الگ کین اور دھڑ کے پاس رکھ دین۔ اب چارون ہاتھ پاؤن چھپکلی کی دم کی طرح چارون طرف پھڑک رہے تھے اور ان کے درمیان مین بے ہاتھ پاؤن کا دھڑ یہ بے ہاتھ پاؤن کا دھڑ چلاتا۔ شور کرتا۔ اور روتا تھا۔ اور اس حالت مین بھی عاجزی کے ساتھ رحم کے لیے التجا کر رہا تھا۔ مگر معتصم نے اس کی آہ و زاری پر ترس کھانے کے عوض جلاد سے کہا "ابھی تھوڑی دیر اسے یون ہی پڑا رہنے دو۔ تاکہ مرنے سے پہلے اسے یقین ہو جائے کہ یہ خدا نہین بندہ۔ اور قادر نہین مجبور ہے۔" بابک کی مان بد نصیب دخت نے جو بیٹے کو اس حال مین دیکھا تو زار زار

اس طرح تڑپ کے آگے آئی کہ اُس کے طوق و سلاسل کے شور نے سارے دربار کو چونکا دیا۔ وہ معتصم کے سامنے زمین پر گر کے بولی۔ "امیر المومنین۔ جلاد کو حکم ہو کہ پہلے مجھے قتل کرے۔ پھر میرے بیٹے کو جس کی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔"

معتصم "وحشی عورت تو اس کی خدائی کی قائل تھی یا نہیں؟"

برجیس دخت "تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی؟ اپنے بیٹے میں ربانی قدرت اور یزدانی قوت دیکھ رہی تھی۔"

معتصم "تو پھر تجھے یہ تماشا دیکھنا بھی ضروری ہے جس خدا کو تو نے جنا تھا اُسے یوں بے دست و پا تڑپتے دیکھ۔ باور کر کہ وہ خدا نہ تھا۔ بلکہ ایک مکار و دغا باز بدمعاش تھا۔ بہرحال مرنے سے پہلے اپنا عقیدہ درست کر لے۔"

خدام دربار نے برجیس دخت کو ڈھکیل کے پیچھے کر دیا۔ اور معتصم نے جلاد سے کہا "اب اسے ذبح کر کے اس کا سر جدا کر دے تاکہ یہ شور و غل موقوف ہو جس نے تمام حاضرین دربار کو پریشان کر رکھا ہے۔ اور سب کے کان اُڑا دیے ہیں" اور جلاد نے جیسے ہی یہ خدمت انجام دی معتصم نے افشین کی طرف دیکھ کے کہا "میری بنت عم عالیہ اور ان ظالموں کی اسیر ستم ریحانہ کہاں ہیں فوراً اُنھیں میرے سامنے لاؤ۔"

دونوں خاتونیں برقع میں چھپی ہوئی ایوان خلافت کے ایک کمرے میں تھیں فوراً حاضر ہوئیں۔ معتصم اُن کو آتے دیکھ کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں کو تعظیم سے اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا۔ اور ریحانہ سے کہا "ان خونخوار لوٹیروں کے ہاتھ میں اسیر ہوتے وقت تم نے مجھے پکارا تھا۔ اور تمھاری وہ صدائے دردناک سُن کے میں نے "لبیک" کہی تھی۔ مگر آج تم سے مل کے کہتا ہوں کہ میں نے تمھاری آواز سُنی۔ اور تمھاری فریاد کو پہونچا۔ دیکھو جن ظالموں نے تمھیں ستایا تھا تمھارے سامنے بندھے پڑے ہیں۔ اور جس نے تمھاری آبرو پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا اُس کا انجام بھی دیکھ لو۔ میں نے افشین سے سُنا کہ بابک کو تمھیں نے جا کے گرفتار کیا اور اس پر بہت خوش ہوا۔ مگر اصلی خوشی ہم سب کو اب اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ دنیا اس ناپاک مدعی ربوبیت سے پاک اور اس کے فتنوں سے خالی ہو گئی۔"

اس کے بعد معتصم نے جلاد سے کہا "اب اس کا پیٹ پھاڑ کے وہ تمام مادۂ فاسد نکال ڈال جو اس کے مکر کینہ سینے میں بھرا ہوا ہے۔" اس حکم کی بھی تعمیل ہو چکی تو حکم دیا کہ بابک کا سر خراسان کو

بھیج کے وہان کے شہرون مین نیزے پر رکھ کے پھرایا جائے۔ اور بے ہاتھ پاؤن کا دھڑ سامرّہ کی سب سے بڑی شاہراہ عام پر مصلوب کر دیا جائے تاکہ عرب و عجم مین سب کو عبرت ہو۔ اور جن جاہلون کے دل مین اب بھی اس کی خدائی کا کچھ خیال باقی ہو اُن کو معلوم ہو کہ اُن کے مصنوعی خدا کا کیا حشر ہوا۔

خود بابک کی قسمت کا یہ فیصلہ کر کے معتصم نے باقی قیدیون کی طرف توجہ کی۔ اور کہا "بابک کے بھائیون مین سے ایک بغداد مین میرے بھتیجے اسحٰق بن ابراہیم کے پاس بھیجا جائے۔ اور ایک خراسان مین۔ اور دونون جگہ عام لوگون کے سامنے دونون کے ساتھ وہی کارروائی کی جائے جو مین نے بابک کے ساتھ یہان کی ہے۔ رہے اُسکے بیٹے اور تمام اعزا و رُفقا۔ وہ سب بلا استثنا کل صبح کو سامرہ کے پھاٹک کے سامنے قتل کر کے شہر پناہ پر مصلوب کیے جائین۔ عورتون کی نسبت حکم ہوا کہ وہ افشین کے ہمراہیون مین سے درشت مزاج اور سخت گیر سردارون اور سپاہیون مین تقسیم کر دی جائین۔ اور لوگون کو تاکید کر دی جائے کہ اُن کو نہایت ذلت سے رکھین۔ اور ہمیشہ سختی سے پیش آئین۔

ان کامون سے فراغت ہوتے ہی معتصم نے افشین کو بُلا کے اُس کے گلے مین بیش بہا موتیون کے دو ہار پہنا دیے۔ دو کروڑ دینار انعام مین عطا کیے۔ ایک بہت بڑی جاگیر دی۔ اور شُعرا کو حکم دیا کہ اُس کی مدح کے قصیدے دربار مین سامنے آ کے سُنائین۔ بہت سی شاعرون نے خصوص اُنھون نے جو افشین کے دوست تھے اُس کی مدح مین خوب خوب زورِ طبع دکھایا تھا۔ موقع پاتے ہی اُنھون نے دربار مین قصیدہ خوانی شروع کر دی۔ اور خود معتصم سے دادِ سخن کے ساتھ صلہ و انعام پایا۔

اب دربار برخاست ہوا۔ اور معتصم عالیہ اور ریحانہ کو ساتھ لے کے حریم خلافت مین گیا۔ وہان اُن کو اپنی تمام قرابت دار خاتونون اور خاص اپنی بیویون سے ملایا۔ محل کے متصل ہی اُنھین رہنے کو ایک عالی شان قصر دیا۔ اور کہا "خدا نے میری تمنا و آرزو پوری کر دی۔ اور مجھے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ میری یہ تمنا تمھارے ذریعے سے پوری ہوئی۔ اب تم دونون کی جو تمنا ہو بتاؤ کہ اُسے بھی پورا کر دون۔"

عالیہ: امیر المومنین کی تمناؤن کے ساتھ ہماری سب تمنائین بر آئین۔ ہمین کسی بات کی ہوس نہین۔ میرے بھتیجے علی نے اس مہم مین بڑے بڑے کام کیے ہین۔ اور بڑی مصیبتین جھیلی ہین۔ اُس کی اس محنت و جانبازی کا معاوضہ یہ ہے کہ ریحانہ کے ساتھ اُس کی شادی کر دی جائے۔

اگر یہ کام امیر المومنین کے مبارک ہاتھون سے پورا ہو تو ہماری بڑی خوش نصیبی ہے"

معتصم نے عالیہ کی یہ درخواست بڑی خوشی سے قبول کی۔ عالیہ کو اپنی بیٹی بنا کے ریحانہ کے ساتھ اپنے محل مین رکھا۔ اور اسحٰق بن ابراہیم کو جو تمام عباسیون مین ممتاز تھا اور بغداد مین رہتا تھا بلوا کے علی کو اُس کے سپرد کیا اور کہا "میری خوشی ہے کہ علی کو تم اپنا فرزند بنا کے اپنے پاس رکھو مین اس کے ساتھ ریحانہ کو بیاہ دون گا جسے مین نے اپنی بیٹی بنایا ہے اور اپنی تمام بیٹیون سے مجھے زیادہ عزیز ہے۔ تم سے جہان تک بنے بڑی دھوم دھام اور نہایت کر و فر سے برات لانا۔ اور مین بھی اپنے حوصلے کے مطابق جہیز دے کے ریحانہ کو رخصت کرون گا۔ بابک کی شرارتون اور بے دینی کی حرکتون سے میرے دل کو بڑے بڑے صدمے پہونچے ہین۔ اور ان صدمون کو یہی خاندانی تقریب دُور کر سکتی ہے"۔ اسحٰق نے معتصم کی یہ تجویز بڑی خوشی سے قبول کی اور اُسی وقت سے شادی کا اہتمام ہونے لگا۔ چنانچہ دو ہی ہفتون کے بعد اہل سامرہ و بغداد نے ایک بڑے بھاری جشن طرب کا لطف اُٹھایا اور ایسے شان و شکوہ سے شادی ہوئی کہ لوگون کو اُس کا لطف مدتون یاد رہا۔